TIGHT BINDING BOOK

UNIVERSAL
LIBRARY

OU_222099

UNIVERSAL
LIBRARY

OUP -831--5-8-74--15,000.

56

OSMANIA UNIVERSITY LIBRARY

Call No. ٨٩١/٤ د٣٣٠ / Accession No. 21820

Author ط ٢ محمد حسين جاه

Title منهاج حسن

This book should be returned on or before the date last marked below.

بہ عون صناع مکین و مکان فضل خلاق زمان

مطبع منشی نول کشور مین مطبع مین مطبوع جہا ہوا

لیسیکا سینہ رنج والم سے بسان لالہ داغدار کوئی سنبل نمط پریشان وزار ہے کہین موسم بہار مین گل
لیا کیا بزم آرائی کرتے ہین کبھی فصل خزان مین عندلیبان خوش الحان نالہ وزاری کرتے ہین یا سی
طرح عاشقون کا وصل معشوق سے دہن گل کیطرح خندان کہین فصل مین آنکھون سے اشکون
لی نہرین روان حقیقت مین عجب بیرنگ ہین ہر رنگ کے جدا ڈھنگ ہین کہان کہان عقل دوڑتی ہے
قلم اوسکی حمد مین ایک نقطہ لکھنے سے عاجز ہے جسنے صفحہ دہر پر اسقدر نقطے تحریر کیے کہ جسکا حساب نہین ہو سکتا
کچھ نکتے خدمت نکتہ سنجان مین عرض کر سکتا ہون کہ فلک پر نقطہائے آفتاب ومہتاب اور دریا
مین نقطہائے حباب نقطہائے سیارگان بیحد وشمار افلاک پر نقطہائے ذرہ خاک پر نقطہائے غنچہ
گلزار مین نقطہائے گرداب جوئبار مین نقطہائے درم مخازن مین نقطہائے جواہر معادن مین
نقطہائے سواد آنکھونمین نقطہائے سویدا دلون مین نقطہائے نافہ ناف آہومین نقطہائے
لرہ زلف مشکبو مین نقطہائے مروارید صدف مین شکل نقاط پارہ ہائے خذف مین نقطہائے
شرر نار مین نقطہائے اشک چشم عاشق زار مین نقطہائے خال رخ زیبائے دلدار مین
نقطہائے فکر وشک ومضامین انتخاب تازہ نکات خاطر شاعران طرار مین بس ایسا منشی قدرت کہ
بیاض صبح سے خط شعاع آفتاب ہویدا وخط نورانی تحریر سیاہی شب مہتاب سے پیدا یہ آفتاب
اور اخترا اوسیکی خط غلامی کا داغ اپنی پیشانی پر رکھتے ہین اور حباب دم بدم اوسیکی معبودیت
کا دم بھرتے ہین غنچے اوسیکی یاد مین خموش ہین اور مخازن اور معادن مین اوسیکی صفت
کے جواہر آبدار روپوش ہین جسکی تخلیقدان حدیقہ معرفت ومقربان بارگاہ صمدیت اریکہ تاجدار
نبوت اس باغ حمد کی آراستگی مین غنچہ صفت خاموش ہین بادہ اظہر ما عرفناک حق معرفتک
سے بیہوش ہین جاہ تیری کیا مجال ہے عہدہ ثنائے الٰہی سے برابر بیجا خیال ہے نظم

شبکو شبنم کی تراوت سے یہ مضمون ٹپکا	گلشن دہر مین ہے فیض الٰہی ہر جب

گل مین بو رنگ مین شوخی ہے چمن مین ہے بہار — ہر گل تر کی نزاکت مین اوسیکا جلوہ ہا
چشم نرگس تجھے دکھلاتی ہے نیرنگ جہان — کھول آنکھین تو نظر آئیگا وحدت کا سما
باغ عالم مین ہین کیا کیا گل رنگین کھل کر — باغبان چمن دہر کی گرتے ہین ثنا
جسنے لالے کو کیا روز ازل سے سرشار — ہاتھ سے جام نہ اوسنے کبھی اپنے رکھا
گل ہر اک کان لگائے ہین اوسکی جانب — صوت بلبل سے سنای یہی دیتی ہے صدا
کون سمجھے گل یکتا کی یہ شوخی نظاہر — کسکی نیرنگی کا عالم مین پڑا ہے چرچا

خوش لہجگی مرغ شاخ سدرہ اعنی کلک حقیر کی گلشن نعت شفیع المذنبین ہادی المضلین خاتم المرسلین احمد مجتبےٰ محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم مین

بعد مقال حمد لایزد متعال عزم نعت سید انام پس از ہزار ہزار تحفہ درود وسلام وسیلہ سعادت کونین ہے ذریعہ مقصد دارین ہے کہ جو غواص بحر ناپیدا کنار رمز الوہیت وشناور قلزم زخار اسرار قدرت ہے جسکی وجہ سے کشتی شکستگان امت کا بیڑا پار ہوا اور مدعا ہاتھہ آیا ساحل مغفرت کو پاکر عصیان کے دریا سے پار ہوئے جب اوس ناخدائے سفینہ نجات کا قدم ہمارے درمیان مین آیا گنہگار ونکو رب العزت نے یہ مژدہ سنایا وما ارسلناک الا رحمۃ للعالمین اگرچہ ہم لوگون کا جہاز غرق بحر عصیان ہے مگر ذات اوسکی لنگر زمین وآسمان ہے شفیع المذنبین ہادی المضلین کہ جسکی طغیانی آب ہدایت سے زورق شیاطین ورطہ ہلاکت مین ہے سحاب کرم یتیمان دارا وس قبہ تیمم صدف نبوت کا بارندہ احکام شریعت ہے حبیب مالک فجر بحر برگزیدہ دہر جسکے دین مبین اور ملت حنیفا اور شریعت غرائے اسلام کو آبرو بخشی ایسا چشمہ آفتاب فیضیاب ہے کہ سپہر نبوت کہ خس وخاشاک نے بلکہ ماہ وماہی اور سنگریزون نے گواہی اشہدان محمدا رسول اللہ

کی وہی ہمیشہ ہم لوگون کا جہاز حیات دریائے کفر مین تلاطم امواج گمراہی سے طوفانی رہتا ندامت
سے آب آب ہوتے کہین تھل ہڑ انہ لگتا زندگی حباب آسا البتہ موقی بیکسی انجام کو انفعال سے
پھوٹ پھوٹ کر روتی الف الف تحیۃ وثنا اور سلام اوسپر اور اوسکی آل پر کہ جسکی ذات سزا یا بہود
کو معبود نے کل مخلوق کے لیے بفحوائے لولاک لما خلقت الافلاک ہویدا کیا سرور انبیا
سلطان الاصفیا حبیب خدا محبوب کبریا محمد مصطفے احمد مجتبے صلے اللہ علیہ والہ وسلم اگرچہ کلک
گہرفشان وخامۂ تر زبان شوق شورش نعت مین بہت جوش وخروش سے رواں ہے مثل
موج شناور قلزم بے پایان ہے لیکن عجز وبیچارگی بھی عیان ہے کہ ساکن عالم علا اعلی جسکی در کی
دربانی کا فخر وافتخار جانے اس چوب خشک کی کیا لیاقت کہ جو اوسکی صفت پہچانے آخرکار
سرنیاز کو بہت کھسا ہر چند غواصی کی مگر اس محیط بے پایان کی تھاہ کا پتا نہ ملا ناچار تھک کر
کنارے بیٹھ رہا

نظم

صفحہ دہر پہ ہے نعت یہ اوسکی تحریر + کہ زہی سیدی وانت حبیبی قدیر
ذات اقدس کے سبب ہے جو گنا ہونسے نجات اسلیے میری زبان پر ہے خوشی کی تقریر
ہے تری مہر جو ہم سبکی دلون پر روشن ظلمت کفر سے ہم نکلے خہے ماہ منیر +
اللہ اللہ ترا اوج مراتب یہ ہے + شب معراج ثنا خوان تمھارا رب قدیر
آمد آمد کی خبر سنکے خوشی پھرتے تھے حور ورضوان وملک کرتے تھے باہم تقریر
کہ زہے صل علے احمد والا آئے کب بھلا آج جہان مین ہے کوی اونکا نظیر
سلسلہ فیض الہی کا محبت کا یہ تھا پائے امت سے ہوئی دور گنہ کی زنجیر
عرش تھا وجد مین جنبان یہ خوشی کے باعث شور ہر سمت تھا آئے ہین یہان رب کے وزیر
واہ رے شوکت آمد کہ شیاطینون کا روز مولود ترے اولٹا فرشتون نے سریر

صورت معنی سولود سے خوش تھا جو قلم | کھینچتا لوح پہ تھا صل علے کی تصویر ۔

گفتار طوطی خامۂ شیرین مقال اظہار تعریف ستونان بارگاہ اسلام یعنی صحابہ رضی اللہ تعالے عنہ مین

تعریف صحابہ کبار در گنجینہ سخن کی مفتاح ہے باب مقاصد دارین کی فتاح ہے جنہون نے خیمہ دین کو طناب ہدایت اور ستون شریعت سے برپا کیا اور طریقہ اور آئین اسلام کو خانہ دلین ہر شخص کے مستحکم فرمایا سقف ارکان دین و اسلام بازوی پرقوت مومنان صاحب مرام کہ جنکا لوا ے شوکت وصولت اوقبہ بارگاہ فضیلت زمین سے چرخ برین تک بلند اور سر فراز نائب خدا کے ہمدم و ہمراز صفت اونکی سویدا ے ضمیر صاحب ایقان پر بلکہ دلین تمام عالم کے ظاہر ہے کلام رسول پاک سے ہر خورد و بشر ماہر ہے الصحابی کالنجوم ایھم من الشمس ہے اور ایمن من الابلیس ہے رضوان اللہ تعالے علیہم اجمعین

صریر کلک ہمصفیر خنا دل باغ قدس کی نغمہ سنجی بوستان منقبت گل گلزار نبوت سرو گلشن امامت یعنی حیدر کرار علیہ السلام مین

منقبت صاحب ذوالفقار حیدر کرار غالب کل غالب مظہر العجائب والغرائب اخی رسول زوج بتول کہ جنھون نے بحکم پروردگار اور فرمان ملک الجبار سے ذوالفقار کو باندھا جو حامی دین متین قاتل المشرکین سوار دوش محبوب رب العالمین ہے فاتح خیبر کشندہ عمرو انتر براز مشک و عنبر میرا دمان ہے کہ وصف اوس مختار کون و مکان کا بر زبان ہے کیا مدح اوس عقدہ کشائے مہمات عالم کی سلسلہ بند نگارش ہو کہ جسکی شان مین خود مداح حاکم افرینش ہو معنی ہل اتی چشم صاحب بصارت مین واضح و لایح ہین بہت سے کلمے صفت کے بدر منیر فلک پیغمبری نے اوسکی شان رفیع کی نسبت فرمائے ہین احادیث لحمک لحمی و ہذا سید العرب وانا مدینۃ العلم وغیرہ حضرت

نے ارشاد فرمائی ہین کلام الٰہی مین بہت سے آیتین اوس جناب کی شان مین آئی ہین انظم

وصف لکھے جب وزیر خسرو لولاک کے — دائرے حرفون کے ہر اک پر رقصے افلاک کے
اے قلم ہے شاخ طوبےٰ سے ترا رتبہ بلند — حرف مضمون صفت انجم ہین اب افلاک کے
وصف روشن برزبان ہے اسلیے ہے مجملو — ہمسری باب مہر سے کرتے ہین ذرے خاک کے
مہر اوسکی دل مین ہے اب مین بھی ہون روشن ضمیر — مہر تابندہ مضامین ہین میری ادراک کے
شست وشو کی جامۂ عصیان کی اوسنے اسقدر — دھوگئی دھبے ہر اک کی خاطر ناپاک کے
اے حبیب نائب حق اے شہ جن وبشر — میری حاجت کر روا صدقے مین روح پاک کے
تجھسے مل کرتا ہے گردون گشش جہت مین ہون تنک — اسطرح گردش ہے مجکو جیسے چکر چاک کے
یہ ہی آل پاک اور تجھپہ اے عالیمقام — دمبدم تحفے پہونچتے ہون درود پاک کے

سرسبزی گلشن سخن کی آبیاری صفت مطبع اور مالک مطبع سے اور سبب تصنیف لطیف اس بوستان بیجزان کا

یہ کج مج زبان ہیچمدان خاکراہ ارباب سخن محمد حسین ابن سید غلام حسین رمال ساکن لکھنو تخلص جاہ کو کیا لیاقت کہ طوطیان شکرستان شیرین کلامی کے روبرو اپنی عندلیب نزار زبان سے کچھ نواسنجی کرے اور گلہائے مضامین باغ خاطر نایافتہ سے شگفتگی مزاج یاران گلشن سخن پنجی کرے لیکن اگر رئیس دوران حاتم زمان بنظر آراستگی حدیقہ خیال کو اپنی مرحمت سے تازگی بخشے تو کیا عجب ہے کہ سیاحان ریاض لعبارت کے لیے کچھ گلہائے سوسنی تحریر فسانہ کے صفحہ چمن روزگار پر شگفتہ کرنے کا کمترین بھی اقرار کرے ایسا سرو نوخیز بوستان ریاست کہ جسکے شوق نظارہ مین قمری وبلبل دوان آوارۂ چمن گمگردۂ آشیان سیاران گلشن فلک ہوائے ضیائے رخسار تابان مین ہر سو نگران اللہ اللہ کیا جاہ وجلال ہے کہ کمر پیر چرخ

کی واسطے قدمبوسی کے دوتا ہے غبار زمین نہین اوڑتا ہو بلکہ خاک صاحبان مرتبہ کی اوسکے جاہ و حشم
پر بلاگردان ہے قبا جامۂ اقبال سے قامت پر استقامت پر بقا کی زیبندہ ہے سوزن نفس مسیح
اور رشتہ حیات خضر سے واسطے ہمیشگی کے مردہ دلون صاحب احتیاج سبز بختون کے لیے سرمایہ
ہے خلعت اشرف کہ بالائے والائے اجلال پر پیراستہ ہے رشتۂ شعاع آفتاب صبح سے آراستہ ہے
کسواسطے کہ صبح جسوقت منہ سے بولے یعنے دم زنی کرے نام ایسے بہترین خلق کا لے اور آفتاب
جسوقت آنکھ کھولے منہ ایسے مہر سپہر جلالت کا دیکھے کہ تمام روز چکر سے بچے خیر و خوبی سے گذرے
نکہت گل مین خوبی کی یہ وجہ ہے کہ شمیم خلق اوسکے دماغ مین ایسے ممدوح کا پیچیدہ ہے اور شمع جو
روشنی بخش انجمن ہے اوسکے شعشعہ حسن مرحمت سے پرتو افگن ہے جسکی ہمت نے حوصلہ حاتم
کا طی کیا رستم کو اوسکی دلیری سخاوت نے خجالت کا در پے کیا روزگار مفلس کشکول لیل و نہار و قاح
مہر و ہلال لیکر اوسکے در کا دریوزہ گر کسرے سہولت بزرجمہر فتانت باذل عادل کہ جسکے مقابل ہمت
حاتم جہل و بخل حلیم کریم غربا پرور منشی سپہر دفتر حلم و مروت ہمایون القاب معلی جناب شیر پیشہ سخاوت
دلیر میدان فتوت کہ جسکی محبت مخلصون کو نوش اور عداوت و کینہ مخالفون کو نیش علو مراتب کے
روبرو سب بیش سرافگندہ مثل پیش انتظام ریاست کا اوسی سے قانون ظلم و بدعت جسکے روبرو
زبون ناصر جنگ پریشانی مین منصور احکام ممالک کشور خوبی مین اوسیکا دستور اعنی صاحب قوت
وزور منشی نولکشور ردیاول ضیاعف اللہ اقبالہ بالتوالی والتواتر اب شایان و نمایان عبارت
آرائی اور مدحت سرائی کے یہ دعا ہے کہ ممدوح نامور زمانہ زمین مثل مہر درخشان
ہوا خترنجت شمس کیطرح افق سعادت و اقبال سے تابان ہو الہی تا نسبت حال و محل درمیان
شمہ افق صادق سے موافق ہے حال دولت و مآل سعادت اس آفتاب آسمان عزت اور کمال
لافعل شمس افق مطابق سے واثق اور موافق رہے بتصدق نبی والہ النبی کچھ شمہ ذکر اوسکی سخاوت کا

کہ نیسان وار صدف حال مردمان شکستہ بال کی نسبت گہربار و گوہر بار ہے سناؤن اور لالی شاہوار مدح
مطبع دامن ناظرین فسانہ مین گراؤن وہ یہ ہے کہ اوس سحاب کرم نے لبسان سبزہ چمن پرورش
شرفائے دہر کے لیے گلزمین مطبع فیض منبع کی سرسبزی مین غور تام فرمایا خاطر مفلسان حزین کا
مقصد برآیا عجب صناع ہر کام و ہر اقسام کے واسطے نخلبندی ایسے بوستان ہیجزان کے
حاضر خدمت کمین کاشانہ عزت ہوئے اونکی قدردانی اوس فرحت بخش نے نسیم فیض سے ایسی
فرمائی کہ غنچہ خاطر ہر ایک کے نزہت بخش ہوئے سبحان اللہ خوشنویس ایسے ایسے عمدہ اور نستعلیق
کہ جنکی تحریر کی رو برد عطارد سادہ لوح یعنی ہیوقوف یاقوت رقم کو ہر ایک دائرہ کی کشش مثل پرکار
گردش پھر بھی اوسے کیا وقوف حرفونکی مدین نیز یزشد و مد کرین رشک سے خجالت اوٹھاکر کبھی
زبردستی کی نہ لیتا اگر فی زمانہ ہوتا اونکے کلک کہرفشان کو بوسہ دیتا زاکت سنبل و ریحان اونکے
خامے کی لطافت تحریر و ندرت طرازی پر نثار ہے گلزار کتابت کی تفریح سے شکستہ خاطرون کو
فرحت کا اقرار ہے ہیچ ایسے ولایتی کہنے صنعت پروردگار عیان اونکے شوق دیدمین دل انسان کا پرزے
پرزے آئینہ وار حیران مثل تختہ لالہ و نافرمان گلشن مطبع مین نہایت خوبی سے لبسان سرو خوبجو
روان اسے جادہ یہ کہا مثال ہے کہ سرو بے گل و بے بار ہے اور انسے ثمر مراد اور زر ریزی کے
تخم سے ہر ایک نہال ہے وہ چوب ناتراشیدہ یہ شاہد چمن مطبع حسن مشاطگی ممدوح سے خواب
نازمین لبسان سبزہ آرمیدہ اگر وہ اپنی راستی پر کشیدہ تو اس نخل امید مین سخاوت کا ڈالا ہے اوسکو
نام آزادگی اسکے آگے فقیری کا لقب ہے اسکو جود و عطا سے مطلب ہے سنگ ایسے کہ جنکی صفائی
پر آئینہ حیران ہے بلکہ مرات خاطر اہل صفا تیرہ اور رشک سے بیجان ہے اور آئینہ تو بروقت مقابلے کے
اندھا اندھا حروف الٹا سیدھا اسطرح تحریر مین جیسے نہر مین عکس سرو کی سیدھی لکیر ہے جو فرمان اونپر
مطبع ہوتا ہے خوبی نافرمان کو داغ دیتا ہے سواد سیاہی دیدہ حور ہے ضیا بخش چشم مردمان بصارت

زنگ کل طور ہے فریم و سنگ پیچ کے فرش بسیط پر اسطرح استراحت کنان ہین گویا دست و بغل عاشق و جانان ہین پر سیمینان ذی لیاقت گلریزی اور آراستگی مین ایسے بوستان منفعت کے مصروف کار ہین حقیقت مین بڑے ہوشیار ہین کہ جنکی کاریگری پر یہ چرخ رنگارنگ کی کل گردش مین ہے بلکہ عقل چرخ مین ہے باین ہمہ پیرانہ سالی و دیدہ ثوابت سے اونکی دانائی دیکھکر دنگ ہے سکتے کا عالم ہے اور بڑے ظریف کہ ترانہ مرغول سے عنادل صفت چمن مطبع مین نواسنج ہین نہایت خوش اور بیرنج ہین پر سیہائے مطبع اوراون جامع کمالون کو مخزن کتب علوم ہر اقسام کہنا زیبا ہے سب طرح کی صفت اونمین مہیا ہے مصلح السنگان فرہاد چنگ کی صفت مین خامہ مصنف فرطشادی سے اکڑکر پرچھا ہوتا ہے اور اپنے کارنامے پر بھیسے فخر کرتا ہے مشاطگی عقل سے عروسان حروف کو ایسا آراستہ و پیراستہ کرتے ہین کہ وقت طبع وہ نظافت و خوبی کا دم بھرتے ہین جملہ طبع سے معشوقہ کتب کہ حلل معنی اور زیور مضامین سے پیراستہ ہو کر صورت ظاہری کا جوبن پاکر جمال باطنی کی خواہشمند ونکو رغبت دلاتی ہے بیانگ جاتی ہے قلب انسان اونکی تحریر مقلوب نگار ہے ہاتھون کی ندرت طرازی پر تصدق خط گلزار ہے ایک جملہ اس صفت مین یاد آیا ناظرین کو جتا یا یعنی فرہاد بہت بڑا صناع اپنے زمانے کا تھا مگر میرے نزدیک ہیچ تھا اگر فی الحال ہوتا ایسے شخصون کی خدمت کے عشق مین محنت کرتا جان شیرین برباد نجاتی حرف تراشی سیکھتا کوہ کنی چھوڑدیتا اب ان جامع کمالونکا کیا وصاف ہون دلکو کس کا کس کا نام نامی لیکر تسکین دون اس مین افسر بر بر دالا کہ جنکے اشفاق دلی اور محبت صافی یاد آئی سے باختیار زبان قلم پر دہن مضامین سے نکل آئی واہ کیا شریف ہین کہ اشرف الناس خیر الانام ایسی ہی شخصون کے نسبت مقولہ ہے ورنہ اس گروہ انسان کو اشرف پہچانے کی کیا وجہ ہے ایسے برگزیدہ دہر کہ شمہ اگر اوصاف دلی کا اونکی تحریر کردن قلم معدلت رقم تو شیرواني کا دم بھرے اگر اونکے اوصاف بلکھون خامہ تر زبان

خشک زبانی سے ہو تشنہ حیات کرے ذایقہ زبان پر آجائے ایسی حلاوت تازہ پائے واقف
رموز خفی و جلی محرم اسرار نکتہ سنجی میرزا عاشق علی عقیل و فہیم و ذہین ذکی و عقل صافی عالی
منش والا دودمان کہ ابنائے دہر جسکے مرآت رعایت سے آئینہ خیال میں منہ دیکھیں بلکہ ٹکٹکی باندھیں
کہ ایسا بھی صورتگر ازل صفحہ دہر پر نقش بہبودی بناتا ہے ایسا حرف بھی قلم قدرت سے ظہور میں آتا
ہے اور اشفاق صداقت کیش کے مذکور سے اگرچہ سیری بیان کو نہیں بلکہ اپنی کام و دہان کو تشنگی
ہے لیکن آب زلال مواصلت سے آسودگی ہے ان کے اور کل مصدع السنہ کے استاد یگانہ روزگار
ذی وقار مقبول بارگاہ لم یزلی جناب میر حشمت علی صاحب کہ جنہوں نے اپنے ایک ایک ادنی
شاگرد کو استاد بنایا ہر ایک معجز نگار کہلایا اس فن میں زمانہ قدیم سے سو قلم کو سر موتا بعد اری میں
عذر تھا سرفرازی حاصل تھی بردباری اوسکی اس بار کو فخر سے بلکہ احسان سے حامل تھی مگر
جناب اوستاد ممدوح کے باعث خامۂ کلک نیستانی کی تقدیر برعکسی سے سیدھی ہوئی کہ اسنے
آبرو پائی اوسکی بارگاہ تحریر میں تقریب پاکر سر جھکایا سرفراز پکا خاعت پایا موقلم کو القط کیا بال بھر اعتبار
نہ پایا یہ قلم معتمد علیہ بنایا ایجاد کیا طرز نو سے شاگردوں کی خاطر کو شاد کیا نوشتہ دست مبارک
نقش الحجر ہے تحریر اونکی نہال امید و دامن مراد کی ثمر ہے کسی معجز طراز کی تحریر کو رنگ نہیں بلکہ کوئی
ہمسنگ نہیں چینستان اسطار سنگ میں اگر صرصر غلطی کاتب سے یا بے احتیاطی نخلبندی حریر سے
پژمردگی حروف و نقط کی ہو بمجرد ملاحظہ چشم نظارت بخش طراوت حاصل ہو تازگی اس
حدیقۂ کمال کی جب تک کہ چمن دنیا سرسبز اور شاداب ہے آبشاری فیض ذات اقدس سے باقی
رہیگی گلزار جہان میں اس فن کو سرسبزی حاصل رہیگی بس اے جاہ صفت ایسے افسر برتر
کی جو روز نیرد تحریر شمشیر قلم سے اسطرح کام لیں اور معرکہ آرا مون کہ خامۂ رستم صفت کا جگر موں
سے شگاف ہو سر جھکائے دائرہ اطاعت میں مرکز ہوا در اسے نیروئے زبان سے کب ادا ہو

اسواسطے سمند کلک کی عنان کو ارزنگ بیان مین نقاش مطبع کی جانب پھیرا کہ وہ شہ کشور اعجاز
ندرت طراز رشک بہزاد و مانی لایق تحسین پیشوائے صورتگران ارژنگ وچین کہ نقاش ازل نے محکمخانہ
دنیا مین نقش یکتائی اوسکے نام کا بنایا اور کاتب قدرت نے لوح قدرت پر قلم قدرت سے حرف
بیمثالی اوسکے نام کا تحریر فرمایا سحر طراز جادو نگار اپنے فن مین استاد دہر کہ جسکے قلم معجز رقم نے
صفحہ گیتی سے تحریر بہزاد و مانی کو مٹایا یا ریکیان اوسکی فہم دقیقہ رس نے چشم تماشا کو دکھلا کر اوسکا
عہد لیسلا پن ثبوت کرایا اوسکے مرقع خانے کی بلندی تا عرش عظیم ہے اور بنا اوسکی مستحکم مثل
طور اور رنگ نگارخانہ کا تجلی طور کلیم ہے مانی ہر نقش پر بلکہ ہر لکیر پر اوسکے خامے کا فقیر از روئے
خریداری ارزنگ بیعانے مین دیتا ہے مگر یوسف کی خریداری اور ضعیفہ کے سوت کا نقشہ ہوتا ہے
اور اعجاز نگارہی کی صفت سے یہ ادنے حال ہے کہ اگر مزاج ہمایون مین خیال نقشبندی کا آیا
تو حدیقہ قرطاس پر چمن بیخزان مع ہیئت کامل پر از گل نرگس و ریحان لگایا چشم نظارہ بین ہیچ
بعینہ سیر باغ کا عالم کردکھایا دریا کو حیرتکدہ دہر مین آئینہ وار سکنے کا اوسکے مرقع پر عالم ہے
جدولین اوسکی نہرین باغ لطافت کی تصویرین دست مصنوع کی صورتین ملاحت کی ہین اور
خامے کی چالاکی اور صفائی یہ کہ آب بحر پر نقش بنائے اور صناعی یہ دکھائے کہ دانہ خرمن پر تصاویر
اشجار ریاض عالم مع ترکیب انہار و صورت گل و بلبل اس روش بنے کہ چشم صاحبان دور
بین مین وقت مشاہدہ اصل دکھائی دے اور سوائے کمال صورتگری خلق و خوبی حسن
اخلاق و قابلیت علم کی ذات مجمع صفات نصیر ت بلکہ میری تقریر کم تحریر ہے کہ جو سکتا ہے
کہ لکھون کہان زبان کو یارا کہ کہون آخر نام نامی سے دلکو چین ہے وہ کون یعنے شیخ احمد حسین
ہے انکے والد شیخ امیر علی مرحوم جو اس فن مین مشتاق بڑے شہرہ آفاق تھے الحاصل اب ذکر
صاحبان صحت کا صحیح صحیح ثبت کرون کہ یہ تمنا بھی برآوے دلکی آرزو نکل جاوے کس کس علم

کا بیان کرون اگر علم شعر مین ہر ایک کو رشک صائب و فخر حافظ کہون تو بھی نہین ہوسکتا ہر ایک
کا قافیہ تنگ بازار سخن مین انکی روانی خاطر پر توسن امنکے بیان کا لنگ اگر وحید الدہر کا ملیت علوم
عربی و فارسی لکھون یا متوصل مثال فاضلان چرخ بریں کرون کب ہوسکتا ہے کہ ایسے اثبات
ذات والا صفات کو مجہول سے نسبت دون ہمانا لافظ غرائب فصاحت حافظ مراتب بلاغت
قافیہ سنجان اوزان بدیع وزن شناسان میزان تقطیع فکر سلیس وہ اونکو حاصل کہ کیا امکان جو
ایک نقطہ بھی صحت سے رہجائے اگر کہین فکر مصنف کتاب نے کمی کی ہو تو فورًا اوسپر حاشیہ چڑہ جائے
زیور اصلاح سے محشیہ ہو لباس معرکی سے برہنگی کا عار و ننگ جائے جب خلعت حاشیہ پائے
پیرایہ وہ صحیفہ دانش صاحب بینش تعریف انکی تیری زبان قلم سے کب برآئے جب عالمون
کی شان مین العلماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل حبیب خدا فرمائے زیادہ کیا لکھون اب محران مطبع
نشک منشیان زمان کا ذکر کرون کہ عبارت سلیس سے انشاطرازون مین مربع بیٹھون ہر کوئی
کسر نہ ہے کسی حیلہ پر حصر نہ ہے کسواسطے کہ رسم الخط سے آگاہ ہون صحیفہ بیان پر تختہ تختہ نقش
وصف بناؤن کیونکہ وہ لوگ سردفتر حساب دانی تمہ امدان نیکنامی کہ پیشانی نویس افراد جزو کل
دہر سے طغرائے نیکنامی انکے نام جاری اور اونکی روشندلی اور صاف باطنی سے نام نیک
فردقرطاس روزگار پر روشن اور باقی رہا زربریزی جمع علمیہ سے ہر ایک مالا مال رقومات
انشاگری سے مرفہ الحال تحریر اور تقریر زبانی جمع و خرچ مین ایسے کامل کہ دبیر فلک جنکے مقابل
ایک رقم فاضل الحال یہ لوگ بقایاے روزگار ہین فی زمانہ یادگار ہین وصف انکا حساب
وشمار مین کیونکر آئے میزان بیان مین کب سماے اب دل اسوقت خبر دیتا ہے بار بار اخبار کا ذکر
کرتا ہے جوش کیا حقیقت ہے زمانے مین کسی نثار کی مدح جو قرطاس پر لکھی اوہ اخبار کی
حقیقت مین صاحبان نظارت اور سیاران کلام فصاحت کے لیے یہ اخبار رشک گلزار ایک

صحیفہ بلاغت ہے اور مجمر ان صداقت کیش کے لیے جو بادہ خوشگوار خبر سے مست و مدہوش ہیں جام جہان نما یا آئینہ سکندر یکتائی میں بہر صورت ہے خبر ہیں اسکی مثل نسیم شمیم آسا گل مضمون سے پیچیدہ ہوکر دماغ جان ہر ایک ناظرین کا معطر کرتی ہیں اور وقایع اسکے ہر ایک شاہان کشور روزگار خوبی کے مشام جان کو معنبر کرتی ہیں اسکی سطروں کی تختہ بندی پر لالہ رشک سے داغدار سو سن ہزار زبان سے اوسکی سواد تحریر ثنا خوان اور شاہ نرگس وار آنکھ ہر ایک کی اوسکی نظم و نثر کہ مثل سنبل مسلسل ہے حیران مضمون لطافت مشحون کی مشتاق یہ اخبار الیسا شہرہ آفاق مضمون نگار اڈیٹر جو خود مالک مطبع ہیں صاحب اقتدار جنکے روبرو مجمر ان صداقت کیش و وقایع نگاران خبر اندیش عاجز و بیکار بروقت مضمون نگاری اڈیٹر صاحب کا یہ قول ہر بار **حافظ** در پس آئینہ طوطی صفتم داشتہ اند انچہ استاد ازل گفت ہمان میگویم ہوشیار خوش انجامی اڈیٹر صاحب سپہر وقار سے ہر روز یہ اخبار مانند ماہ دو ہفتہ افق طبع سے ساطع و لامع اوراق شبدیز بازہ چرخ پر جلوہ گر ہو کر خاطر مشتاق کا تسکین دہ و ضیا بخش چشم صاحبان بصارت و اشتیاق کا ہوتا ہے چھوٹا بڑا ادنے اعلے اوسپر شیدا ہوتا ہے اڈیٹر صاحب کی ندرت طرازی ہر رنگ میں جلوہ دکھاتی ہے کہ نکتہ سنجان فہم و باریک بینان خرد کو لبھاتی ہے نثر میں مصنفون کا دل بیقرار نظم پر رشک سے مانند مسطر خاطر تار تار سلسلہ عبارت سے حاسد بند الم میں اور زنجیر غم میں گرفتار گرمی پر فقرون کی سوزدر دلسے عدو کے دل میں آبلے پڑیں جنون ہو جائے عبارت عاشقانہ کرشمہ لعبتان وشامدان کو شرمائے قلم فقیر اوسکے اوصاف لکھنے سے قاصر ہے کہ حد شمار سے باہر ہے لہذا گوشہ گیری ذکر سے عملہ دفتریان مطبع پر کرون اس ذکر سے معتکف ہون کہ وہ لوگ بھی مجمع اوراق اتفاق و شیرازہ بند دفتر اخلاق ہیں کہ جنکی بلندی فطرت کے روبرو شتہ فلک کوتاہ ہے خدا گواہ ہے کہ حسن لیاقت پر اونکے ہر ایک حاسد کے سینہ میں میں اوسنی ہے جلدوئی صفت کب ہو سکتی ہے

مشاطگی مقراض سے شانہ صفت لبسان زلف عروسان کتب کو راستہ کرتے ہین یہ احسان خریداروں کے سر دھرتے ہین اور خزانچی صاحب مطبع کی دیانت و امانت داری تو مشہور انام ہے چلن اونکا بازار نیکنامی مین زبان زد خاص و عام ہے اونکے کھرے پن سے کھوٹے کی جانچ ہے عیار راستی کے لیے آتش صداقت کی آنچ ہے ہاے کیا خامہ جنکی توصیف مین مثل لالہ کنول صاحب ایسے امین و معتبر ثانی انکے کہان ہین اگر مین تو مثل دفینہ زر پنہان ہون اس مطبع مین بلکہ تمام جہانمین بڑے ممتاز سا ہو کارون مین سرفراز الٰہی جب تک اس کل سے چرخ نگاری کے اوراق سیاہ و سفید لیل و نہار طبع ہون جب تک یہ مطبع اور مالک مطبع صفحہ دہر پر مجتمع ہون بس یہ ذکر اوسکی سخاوت اور برگزیدہ لوگون کی نسبت پروریش کا جو لکھا گیا ایک قطرہ اوسکے دریاے فیض کا ہے زہی گوہر گرانمایہ بحر مروت و خیر تابندہ برج ریاست یہ اعظم مہر ہلال کہ بدر کامل جسکے ضیاے مروت کے مقابل ہلال وہ کرو فر کہ اگر غصہ آجاے آسمان کے بیک نگاہ غضب تو امان نہ پاوین اور زمین سہم کر اپنی جگہ پر رہجاے طبیعت حاتم سنید کو وہ انکسار کہ ادنی کو وہ تقرب حاصل جیسے خار پہلوے گل مین شامل کلام معجز نظام عیسی دم مسیح نفس کہ مردہ دل صاحب احتیاج حیات دوبارہ پائین دل غرضمندون کے زندہ جاوید اور بے نیاز بنجائین حسب اتفاق ایک روز اونسے اپنی محفل خلد مشاکل مین کہ حقیر حاضر تھا مارے خوشی کے جامے سے باہر تھا ارشاد فرمایا کہ اے جاہ تیرا رتبہ ایسا ہے کہ ہمارے حکم عالی کو دوش ہوش پر رکھے اور زبان کو چاکری مین واجب الامر اطاعت سپرد کرے یعنے ایک قصہ دلچسپ لاثانی دلگی کی نشانی اگر لکھے تو اوس شاہد دلفریب سخن کو حلیہ طبع سے محلل اور آراستہ زیور شہرت کیا جاے مادح اور مدیح کا نام نیک فرد قرطاس روزگار پر باقی رہجاے مینے عرض کیا کہ کبھی مینے کوئی فقرہ لکھا نہین کوئی شعر کہا نہین مگر ہی فخر و افتخار جو آپ کی اطلاعت گلگونہ کش چہرہ مرام ہے انشاءاللہ بخوبی آغاز ہوکر قصہ تمام ہے اوسی روز سے کہ

عین موسم بہار یعنے شروع موسم گرما ماہ محرم سنہ ۱۲۹۱ ہجری مین اغاز کیا اور اس گل باغ فصاحت کا **طلسم فصاحت** نام رکھا اپنے مالک کی فرمایش سے کام رکھا اور بطور یادگار اپنے اس حرائد کن روزگار پر ثبت کیا ؎ غرض نقشے است کہ از ما یادماند ؛ کہ ہستی را نمی بینم بقائے ؛ امید نکتہ سنجان والامنش ارباب بینش سے یہ ہے کہ اگر کوئی غلطی اس سرایا غلط بموجب مثل + خود غلط معنی غلط انشا غلط املا غلط سے ہوگئی ہو تو نقطہ وار دامن عفو سے مخصور فرمائین اور ازراہ توجہ باطنی اصلاح مین جہد بلیغ کرین کہ الانسان مرکب من الخطا والنسیان فضل خدا سے مقبول کتابۂ امید والبلغ المراد

آغاز داستان حیرت بیان ملک خورشید تاجدار اور اوسکے فرزند شاہزادہ قمر ضیا کی آنا ایک تاجر کا لڑکر خضر پر سخت جنگ قزاق کے ہاتھ سے اور جانا شاہزادے قمر ضیا کا واسطے جنگ قزاق کے ہمراہ تاجر کے

بلا ساقیا ساغر لالہ گون + کہ تیری بدولت ذرا مست ہون + سرور ہوئے دل کو وہ دارو پلا + بہکتے پانون ذرا ساقیا + لکھون فرط مستی سے مین اک کتاب + دکھا دون سخن کی تجھے آب و تاب

سخندان کہین مجکو شاہ سخن + وہ حاصل ہو اب دستگاہ سخن +

رہروان منازل خوش بیانی وطی کنندگان صحرائے قصہ خوانی گام فرسایان جادہ اذکار و بادپیمایان اثمار ملک سخن ہین ازراہ فرمان حکومت بیان یون حکمران ہوتے ہین اور تاجدار تقریر میدان داستان مین جمع مع لشکر مضامین پیکران ہوتے ہین کہ اطراف ممالک ہندوستان جنت نشان بل رشک جنان ہین ایک شہر تھا مینو سواد بہشت نژاد کہ نسیم تعظیم آسا اوسکی معطر کن مشام حور غلمان ہر کوچہ و برزن اوسکا خوبی مین اور لطافت اور چمک دمک مین رشک صحن آسمان ہر قصر رفیع پختہ ہر ایک قطعۂ مکان مرتفع زمین جسکی چشمک زن فلک ہفتمین خوبی مین بازار گلزار نمونہ بہشت برین دو کانون مین اوسکے سودائے حسن و ناز معشوقان خریدار اور بیوپاری کرشمہ ساز تمام شہر آباد رعیت دلشاد وسعت سپہر بلکہ گونین

کی اوسمین پستی بلندی ہر قصر کی سر اپنا سقف سپہر سے گستی عرض وطول کو ازل ابد کی جریب بنا کر پیمایش کرین انتہا نہ پائین وسعت مین رقم فلک اور زمین کو حاصل ضرب بنائین لمؤلفہ قصہ اعلی اسطرح آباد تھی چرخ جبہہ برج کرتا تھا نثار ٭ خم ہون ابروئے حسینان جہان ٭ اسطرح کے طاق تھے محراب دار ٭ ٭ بلکہ لطیف و دلکش و آب ہوائے ٭ مبارک منزل و فرخندہ جائے ٭ خلق خدا کو فراغ حاصل سودائے خرمی کے لیئے دین مین ہر ایک ماہ تمثال کامل ایسا معمورہ دلچسپ کہ آفتاب باوجود گشت زنگاری فلک کے اوسکی خرمن آبادی کا خوشہ چین خلاصہ یہ کہ جیسے لکھنؤ کی سرزمین اوس کشور حسینان جہان کو حسن آباد کہتے تھے خوبان جہان بہت آسایش سے اوسمین رہتے تھے حاکم وہان کا سپہر اقتدار جم شوکت فریدون حشمت دارا دربان سلیمان مکان کہ جسکی محفل خلد تزئین مین بولی فلک کو بکر شمہ و ناز شغل رقاصی اور جسکی دربانی کو خنجر گذار سپہر سرگرم فرمانبرداری وہ شوکت وصولت کہ آفتاب نگاہ گرم او سکے حصار محکم و استوار کو ندیکھے اور ماہ شب افروز اوسکی حرارت غیظ سے بنظر بود ت نگاہ نکرے صاحبقران اقلیم سلطان ظفر قرین صدر مکان شہر و رعیت پناہ تاج بخش قیصر و جم فرخ اولاد آدم صاحب نام و ننگ محمد و گیر سید رنگ راست گفتار خورشید رخسار شجاعت شعار افسر سلاطین نامور فرخ خواقین بحر و بر قطعہ شہ مغرب کہ شرق را پنہ بود ٭ ٭ سلیمان کا خرش بالائے مہ بود ٭ ز اقصائے حشتا تا آخر روم ٭ کسی جز آن عطایش نیست محروم کمینہ چاکرش فغفور چین بود ٭ فریدونش غلام کمترین بود ٭ بدرگاہش بعجز استادہ از دور ٭ ٭ ہزاران پادشہ مانند فغفور ٭ اوس سلطان ہمایون کو خورشید تاجدار کہتے تھے جسکے ضیائے سایۂ دولت سے ادنے اور اعلے خرم و شاد رہتے تھے وہ اپنے کاشانۂ عشرت اور خانہ سلطنت مین ایک فرزند مثل شمع سنور بزم افروز راحت رکھتا تھا اور باغ خاطر کی شگفتگی کو ایک پھول دلبند فراغت رکھتا تھا کہ عمر اوس نونہال گلشن خلافت کی بارہ برس کی تھی جس حسن مین سبزہ

ظاہر ہو ممالک ہندوستان مین حسن آباد ملک سلطنتہا و مالکہا بادشاہ خورشید تاجدار تہا کہ نہایت دلاور اور صاحب فوج و دولت اور شجاعت و سخاوت مین لاثانی تہا اوسکے فرزند

نہین اوگا تھا آتش رخسار بے دود تھی قدرت رب ودود تھی مگر اتنی ہی سے سن مین جمیع فنون و
کمالات صوری و معنوی سے آگاہ حسن اخلاق و خوبی ذات و علم ادب و عربی و فارسی و علم مجلس
و معانی و منطق مین کمال اوسکو دستگاہ صولت و شہامت و شجاعت مین رستم و سام و اسفندیار
کی نشانی حسن اور خوبصورتی مین وہ عزیز دل یوسف ثانی آوازہ اوسکے حسن و جمال کا اور شہرہ اوسکے
کسب و کمال کا چار دانگ عالم مین تھا اور رعب اوسکے نہیب شمشیر کا خاطر ظالم مین تھا تمام دنیا کے اوستاد
علم سپہ گری اور عالم بیدل اور فاضل ہمیشل اوستادان ہنرور و وزراندیشان نیک اختر اوسکی
خدمت مین حاضر رہتے تھے شب و روز ہر قسم کے علوم کی مشق کراتے تھے یہانتک کہ وہ عنایت خدا سے
تھوڑے دنون مین آراستہ علم ادب و پیراستہ کمال و کسب سے ایسا ہوا کہ ہر فن مین اوستادان
دہر سے سبقت لیگیا کاملان بلیغ دانش و عاقلان سترگ بنیش اوسکے آگے عاجز رہتے منصفان
دہر اوسکو دیکھکر آفرین کہتے اوس فرخ لقا کو قمر ضیا نام کرتے تھے خوبان جہان کو اوسکے حسن
کے روبرو لوگ نام دھرتے تھے ایسا مہ وش حور لقا کہ تنویر ماہ آگے اوسکے روئے زیبا کے شمل سہما
ایکروز وہ شاہزادہ اپنے پدر بزرگوار کے پاس تخت سلطنت پر جلوہ گر تھا اور ہر ایک امیر و وزیر مشیر
سلطنت اپنے اپنے عہدہ پر حاضر تھا یہ معلوم ہوتا تھا کہ شہنشاہ ماہ با فوج سیارگان اورنگ فلک
پر زیب دہ مسند خلافت ہے یا آفتاب سریر سپہر پر تمکن با ہزاران زیب و زینت ہے ایکایک
صدائے گریہ و زاری دربارگاہ آسمان جاہ کیطرف سے سمع ہمایون و گوش حق نیوش مین بادشاہ
کے آئی رحم دلی سے طبیعت بے اختیار گھبرائی فرمایا دیکھو کوئی ستمدیدہ گریان ہے آتش جور فلک سے
شاید دل بریان ہے ہرکارے جبر کو گئے اور حاضر ہوکر زبانبر لائے کہ ایک تاجر جسکا اسباب زیان
ظلم نے متاع جور دیگر خرید کیا اوس بیچارے کو گرفتار عذاب شدید کیا بحال پریشان حضور کے
آستان پر آیا ہے کچھ حال ہمسے نہین بتاتا ہے شاہ نے حکم دیا کہ حاضر لاؤ اوسکا حال ہمین دکھاؤ

لوگ سامنے لائے بادشاہ نے دیکھا کہ ایک شخص نہایت وجیہ و شکیل کلاہ دانائی بر سر و قبائے
ذی شعوری در بر جوان رعنا بلند بالا قوی تن غضنفر گردن سعدی بالائے سرش زہوشمندی
میتافت ستارہ بلندی ٭ مگر لباس او سکا تار تار خنجر غم سے سینہ فگار پیرہن اگرچہ عمدہ و معقول
مگر آلودگی غبار ظلم سے خاکسار بادشاہ نے بنظر عنایت استفسار کیا اپنی مرحمت کا اظہار کیا کہ
اے گرفتار رنج و الم رواے وابستۂ سلسلۂ غم و ستم کہلک کج خرام تیرے ساتھ کیونکر پیش آیا کیا واقعہ
درپیش آیا اور کونسی رد ظلم بسا طرروزگار نے تیری ساتھ بازی کی زمانے کی کجروی نے بیرحمی تازی
کی کہ تجھ ایسے عاقل اور فرزین کو مات کیا کیا ستم مہمات کیا وہ تاجر زبان فصیح و بلیغ مدح
و ثنائی بادشاہی بجالایا اور یہ قطعہ دعائیہ زبان پر لایا قطعہ تا سر زند آفتاب سرور باشی ٭٭
تا صبحدمت ہمدم ساغر باشی ٭ تا تاج حیات بر سر خضر بود ٭ در خانۂ اقبال سکندر باشی
اے شاہ زمان منصفت نشان غلام ایک تاجر ہے چھوٹا بڑا جس سے اکناف و جوانب مین
ماہر ہے بالفعل صرصر بدعت فلک نے میرے گل عیش کو مرجھا دیا خانمان برباد کیا عین شادی
مین ناشاد کیا یعنی میرے مال و اثقال کو قریب حوالی بلاد بہشت نژاد حضور ایک کوہ پرستوہ ہے
ایک قزاق کہ نام اوسکا ضریر بخت چنگال ہے اوسنے لوٹ لیا اور ہمراہیان قافلہ اور راحلہ مین سے
تھے سب مارے گئے عدم کو بیچارے گئے مین اپنی متاع جان کو غنیمت جانکر دلبرار لایا
یہانتک بھاگ کر اپنے تئین پہونچایا ہنوز یہ ماجرا پورا تاجر کہنے نپایا تھا اور شاہ کچہ داد دہی
نکر نے پایا تھا کہ پرچۂ اخبار صداقت آثار وزیر خوش تدبیر نے پیش کیا بادشاہ کو جس سے
کل احوال مفصلاً دریافت ہوا کہ ایک سوداگر کا مال و اسباب مع اجناس نفیسہ و اشیاے
غریبہ کوہ بو قلمون پر قزاق بداعمال ضریر بخت چنگال نے لوٹ لیا اور ہمراہیان قافلہ و راحلہ کو
مار کوٹ لیا جب بادشاہ نے تمام پرچۂ اخبار سے اور زبان حال سے تاجر کا اظہار سنا اپنے

منعقد ہوا کہ ایک تاجر نہایت لیق اور ذی شعور لباس فاخرہ پہنے ہوا اور تاجر لباس تاجر کا ہے اور زبان حال و مقال
اور چہرہ سے خاندانی ہوا اور ساتھ ہی تاجری بضاعت لحمہ مال و اسباب لایا ہے۔ مگر فریب سے سفر سے لفاظ ہے
اور نے ہاتھ سی کہ علاوہ تاجری بضاعت لحمہ مال و اسباب لایا ہے۔ مگر فریب سے سفر سے لفاظ ہے
لوٹ لیا اور تمام ہمراہیوں کو مار ڈالا ہے۔ فذہبان جاکر فرمانروا حاضر ہوا۔ جزاے دہندہ پر اظہار

دربار مین ہر جانب سرداران تہمتن و یلان صف شکن کی طرف نظر فرمائی تاکہ میرے ارادے سے
مطلع ہوکر کچھ وہ لوگ عرض مین لائین یعنی خود واسطے جنگ قزاق کے درخواست کرکے جائین
یہان جب تاجر نے قزاق کا نام لیا تھا اوسکو ہر ایک پہلوان پہچانتا تھا شاہ کی جانب سے
منہ پھیر لیا اوسکے نام جرأت نے یہین سبکو تسخیر کیا جب بادشاہ نے فوج کو بیدل پایا تاجر سے
فرمایا کہ جو کچھ مال تیرا لٹ گیا اور جو کچھ اسباب تجھسے چھٹ گیا ہمارے خزانے سے لے لے اور
فوراً وزیر سے حکم دیا کہ دلوا دے کسواسطے کہ اوس قزاق نے بہت سرا دھایا ہے اکثر ارسال
شاہی لوٹ کر ملازمان سرکار کو بمرتبہ ہلاکت پہونچایا ہے جب یہ حکم تاجر نے سنا غم مین اپنے
مقتولون کے سر دھنا اور عرض کیا کہ حضور میرے ہمراہیون کا معاوضہ خون بہا یہ ارمان
دلین رہا جب اوسنے یہ دعوے کیا بادشاہ ندامت سے زرد ہوا اور کچھ جواب نہ دیا ناچار
وہ مایوس دلفگار رخصت ہونے لگا اوسوقت شاہزادۂ قمر ضیا پروردہ مہد ناز و نعم سیم اپنے
مقام پر سے اوٹھا اور تاجر کا جاکر دستگیر ہوا کہ چل ہم اوس سے لڑین گے اوس فیل دمانسے
شیرانہ ہم بھڑین گے تمام دربار مین اس کلام سے ایک غل ہوا بادشاہ سے ہر ایک نے عرض
کیا کہ حضور یہ صاحبزادے ہین ناتجربہ کار اور وہ قزاق ہے جنگ دیدہ بڑا عیار و مکار مریخ
کی کیا لیاقت کہ باوجود لقب جلادی فلک اوس سے شمشیر زنی کرے اور مکر و حیلہ مین پیر فلک
کی بابن ہمہ کہن سالی کیا طاقت کہ اوس سے کوئی عیاری کرے بادشاہ نے ہرچند منع کیا مگر شاہزادے
نے نہ سنا یہ خبر محلین گئی اوسکی مان کو کھہ پڑے درد دولت پر دوڑی آئی شاہزادے کے
نثار ہوئی بلائین چٹ چٹ لین نہایت بیقرار ہوئی اور کہا ایجان مادر اس مان کو اپنی
جدائی سے نہ بیقرار کر مجکو للہ نہ سوگوار کر اسنے عرض کیا کہ یہ آپ شفقت سے فرماتی ہین
مجھی سمجھاتی ہین مگر مجھے اب اجازت دیجی اور میرے واسطے دعا کیجیے کہ پروردگار مظفر و

منصور کرے اوس دشمن کو مقہور کرے اور اگر آپ بجانے دیکھیگا کمترین اپنے تئین یہین ہلاک کریگا
زندگی کا قصہ پاک کریگا اور نہین تو اگر حیات مستعار باقی ہے انشاءاللہ بعد فتح پھر ملاقی ہونگا ظلم رسیدہ کی داد
دینا خوشنودی مالک الملک ہے غلام جائیگا یا تو سر کو قدم اقدس پر نثار کریگا یا اوس قزاق کو کوہ سے
منہدم اور فرار کریگا اور اگر قضا میری کشان کشان اوس جانب لیچلی ہے تو خیر مجبوری ہے والا نہ
روز یکہ قضا باشد و روز یکہ قضا نیست ✣ روز یکہ قضا نیست در و مرگ روا نیست ✣ غرض بہر از خرابی
رخصت ہوا محل مین شور و غل مچا نوحہ و گریہ کا شور گنبد گردان مین پیچیدہ ہوا گویہ اشک سنبنے اوس
در شہریاری پر نثار کیے نذر امام ضامن کے روپے باندہے شہزادے نے باہر آمد ہو کر مرکب طلب فرمایا
خانہ زین کو شل خانۂ آفتاب منور اور روشن کیا بادشاہ نے ساٹھ ہزار سوار ان جرار و مردان میدان
کارزار عقب مین روانہ کیے مگر شاہزادہ پہلے روانہ ہوا شہر کے ادنے اعلے رئیس و غریب و امیر سب ہمراہ تھے
سب پر سبکے نالہ جانکاہ تھے شہر پناہ سے سبکو رخصت کیا تسکین اور دلاسا دیا فرمایا میرے لیے دعا
کرو گریہ و ماتم سے کہ بدشگونی ہے شور نہ یر پا کرو پھر فاتحہ خیر پڑھکر شہر کی جانب سے منہ موڑا عزیز
و اقارب کے رشتہ محبت کو توڑا اونھین روتا چھوڑا اور اپنا راستہ لیا شہر سے باہر چل نکلا کسی کا رستہ نہ دیکھا

روانہ ہونا اوس شیر بیشۂ شجاعت کا واسطے جنگ قزاق کے اور دینا ایک صحرائے سبزہ زار مین ہیرو شنضیر کا مکتوب کو پھر سوداگر سے تصویر پاکر عاشق ہونا ملکہ خورشید جمال پر اور جانا اوسکی تلاش مین

کرے برگ فصاحت نخل کلک دوزبان پیدا ✣ کل رنگین ہو اوراق بیان پر بیگمان پیدا
دہان کلک مشک افشان کرے توصیف صحرا کی ✣ دوات رشک نافہ سے ہو خوشبوئے بیان پیدا
مثال طوطی خوش لہجہ مین شیرین بیان جب ہون ✣ سخن مین میرے ہووے شکرستان بیگمان پیدا
مجھے مے دے ذرا ساقی برائے ساقی کوثر ✣ دماغ گرم سے مضمون تر ہون مہربان پیدا

سیاران دشت فسانہ کہن وطی کنند۔ گان مراحل سخن شہسواران توسن عرصۂ فصاحت وفتاحان
کشور بلاغت شیشہ خامہ سے واد گاہ قرطاس تحریر پون معرکہ آرا ہوتے ہین کہ وہ یکہ تاز میدان جرات شیر
بیشۂ شجاعت جسوقت کئی منزل ہمراہ تاجر شہر کے باہر آیا ایک روز ایک مرغزار دلکشا نے یاد شہر و دیار
کو خاطر حزین سے بھلایا عجب صحرائے سبزہ زار کہ نمونہ بہشت برین تھا نشاط افزا و سرور قرین تھا
ہر طرف خندہ کبک دری کی آواز کسی جا طاؤسان طناز سرگرم خرام ناز درخت سرکشیدہ بلند اشجار
صحرا کے گلہائے زعفرانی سے طبع پسند فرد پسند دلکو مرے چھاؤن ہے ببولون کی ٭ عجب
بہار ہے ان زرد زرد پھولون کی ٭ واہ کیا اوسجا بہار تھی کہ اگر خزان بھی سیر کو آتی بہار مین
شامل ہوجاتی بیت زردی گلونپہ چھائی تو ظاہر ہوا بسنت ٭ دیکھو اگر تو رنگ پہ فصل خزان بھی ہے
پہاڑون سے البشار ہونا گھاٹیون سے جھر نا جھر تا گیا دہ سبز فام مینا رنگ فیروزہ گوش بعنتان سبزہ رنگ
جو مسافر نے اس صحرائے سبزہ زار مین پہونچکر دن کو شام کیا منزل کو تمام کیا کہ مرغ زرین بال فلک
چراگاہ سپہر سے واپس ہوکر آشیانہ مغرب مین استراحت کنان ہوا اور ماہ دہقان چرخ کشت انجم کی آبیاری کے لیے
روان ہوا یہ کوکب شش جہت افروز جہانداری و نیر اہبت و کامگاری قریب ایک چشمہ کے مقام پاکیزہ
و پاکیزہ دیکھکر اوترا تاجر سے کہا کہ یہ صحرا بھی قابل دید ہے دیوانون مصیبت کے مارونکو عید ہے
آج کی شب تامل کرو صبح کو عازم سمت کوہ ہو قبلہ بن ہوا وسنی عرض کیا بہت اچھا جو رائے اقدس مین
آیا ارشاد مولی از ہمہ اولی گھوڑونکی باگ اتار کر واسطے چرا کرنے کے چھوڑ دیا آپ زین پوش بچھا کر بیٹھا صحرا
کی سیر کرنے لگا سبحان اللہ دشت سبزہ زار نئی طرح کی بہار ہر سمت طائران خوش الحان بزبان بیزبانی
تعریف یزدان مین مشغول نہر و نکے پانیکی سفیدی اور شفافی معقول اوسمین درختونکے عکس کی
سیاہی گویا دنو وقت ملتے تھے خسر و انجم کی عنایت تھی چادر نور کی لطافت تھی میدان دشت
سطح فلک کیطرح جوش سبزہ سے نیلوفری تھا صحن صحرا گل خودرو سے خجلت دہ ثوابت سپہر

چنبری تھا فیض ساقی سحاب سے سبز بختان زمانہ شراب قطرات بارش سے سرشار تھے جرعہ نوشان جام
فلاکت بادۂ ترشح ابر سے مست و ہوشیار تھے مصور موسم بہار نے تصاویر بوقلمون و نقش رنگارنگ نگارخانہ
صحرا مین بنائے تھے منشی ربیع قدرت نے صفحہ دشت پر خط ریحان کے فقرے رنگین تحریر فرمائے تھے
مشاطگی صبا سے عروس صحرا کمال خوبی پر تھی خواہان ہمکناری جوانان چمن تھی ایک سمت نرگس
شہلا مست ایکطرف لالہ ساغر در دست جام عقیق لگار سے سبزان چمن کو شراب مصفا شبنم کی دیتا
تھا سبزہ اوس جگہ کا باوجود خاکساری کے پھولون سے نوک کی لیتا تھا ہوائے سرد عیسی دم مسیح نفس
عنبر شمیم سے نافہ ہائے گل رشک مشک تاتار تھے معطر کن دماغ گلرخان روزگار تھے دوشیزگان
بنات نبات ہزارون جمال و ناز سے معشوقان فلخ و لعبتان فرنگ کو مسلسل محبت و مطوق الفت کرتی
تھین پانی نہر و نکا سبز پیروان تھا تو یہ معلوم دیتا تھا کہ عروس بہار شرم سے پسینی مین ڈوبی ہے یا جاری
آب روان زیب و زینت سے اوڑہی ہے فراش ازل اوس حوالی دشت مین اہتمام کرتا تھا
فرش زمردین سبزہ کا ہر جانب بچھا تھا آب جوبار پر نظارہ بازون کو کہکشان چرخ اخضر کا یا
زلف گلرخان کی مانگ کا دہوکا ہوتا تھا نواسنجی طوطیان شیرین زبان و خوش الحانی مرغان بوستان
سے یہ کیفیت تھی کہ یوم زمردین دشت سے اطفال غنچہ مانند ابجد خوانون کی سبق انبساط و فرحت لیتے
تھے زبان فصیح سے اوستاد بہار کی مدحت سرائی کرتی تھے میزبان زمانہ مہمانان دیر خراب آباد کو نمائش
بہار سے شراب انگوری پلاتا تھا سبزہ فیض نسیم سے مانند دریا کے موجزن اور لعلہا تھا عکس
گلہاے سرخ سے مثل منقار گلنار طوطی زمردین بال نخالان دشت کا رنگ احمر تھا چشمہ حقیر
چشمۂ کوثر تھا فراش مہتاب نے فرش چاندنی گسترہ کیا تھا ہر ذرہ ریگ بیابان کا ہمسر انجم
آسمان بنا تھا یا صیاد ابد نے دام نور واسطے شکار حسن کے بچھایا تھا تجلی ماہ نے مہ جبینان زمانہ
کو اپنے اوپر لبھایا تھا جوانان چمن کی محفل نشاط مد نمونہ گلون کے روشن تھے طاؤسان

مرصع دم رقص کرتے تھے آہوان صحراجست وخیز سے سم پر آنکھ دکھا کر تال بھرتے تھے جدول رنگارنگ سبزے کے گرد جو بار کھنچی تھی خط عارض معشوقان کو شرماتی تھی سنبد اطلس کاہی کا نرگس و یاسمن زیر خیمۂ چرخ رنگارنگ بچھاتی تھی قلہ کوہ سے پائین کوہ تک سنگستان کو اکب اور کوڑیالا پھیلا تھا رشک سلک مسلسل عقد ثریا تھا جانوران آبی بط و قاز و قرقرے و مرغابی ٹوٹ ٹوٹکر سوائے ندیو پر گرتے تھے غوطہ بازی اور خوش فعلی سے کلیلیں کرتے تھے ہر سمت پھولوں کا انبار عجب فرحت بخش وہ گلزار سعدی روضۃ الماء و نہر ہا سلسال ✣ دوحۃ سجع طیر ہا موزون ✣ این پراز لالہ ہائے رنگارنگ وین پراز سیوہ ہائے گوناگون ✣ باد در سایہ درختان اش ✣ گستر انید فرش بوقلمون ✣ نظم

سبزہ ایسا تھا دلفریبندہ ✣ مردہ ہو جسکو دیکھکر زندہ ✣ سو نے اُس سبزے پر اگر بیمار ✣ تندرستی کے ساتھ ہو بیدار ✣ یہ ہوائے خوش اوس سے آتی تھی ✣ روح بالیدگی سی پاتی تھی ✣ بس نظر کرتی تھی جہانتک کام ✣ مخمل سبز ہی بچھا تھا تمام ✣ اکطرف تھا وہ سبزۂ نوخیز ✣ اکطرف تھی نسیم عنبر بیز ✣ یہ سیر و کیفیت جو اوس نور سیدۂ حدیقۂ سلطنت نے ملاحظہ فرمائی بے اختیار طبیعت گلگشت کو لہرائی بند زرہ مست ہو کر کھولدئے آنکھو نمین سرخ سرخ دورے ڈورے نشۂ جرات سے پُر گئے خفقان دلکا بہلنے لگا ہر طرف نظر بچا ٹہلنے لگا فلک پر تو ماہ زمین پر یہ مہ چاردہ کہ نوردشت جس سے دوبالا تھا حسن اوسکا ایسا پر ضیا اور اعلے تھا کہ مسافر قمر طی منازل بروج سے تھک کر رخسار تابان کے نور دیدمین اوسی جا جم رہا تھا ہر ایک سیارہ و ثوابت اوسکے دیکھنے کو تھم رہا تھا اس شوکت و صولت سے ٹہلتا تھا کہ زمین و آسمان دہلتا تھا مگر خوش خرامی سے کبک کہساری شرماتا تھا صبا وہ یکایک باغ عین پھونچے جو اٹھلاتے ہوئے ✣ کبک بھاگے سامنے سے ٹھوکرین کھاتے ہوئے اسیطرح تفرجاً سیر کنان قریب ایک چشمے کے وہ گوہر صدف سلطنت پھونچا ہاتھ منہ دھویا اور ایک تختۂ سنگ پر بیٹھکر رو بقبلہ ہو اپنی تنہائی پر خوب رویا پھر پکارا کہ اے در سر برآلا یزالی بفردانیت موصوف

واے درسرادق لم یزلی یوحدانیت معروف اے یاور زیردستان واے سرفروکنندہ متکبران وگردنکشان
اس ذرہ بیمقدار کو تیری عنایت درکار ہے اور بجز و ساکیکا بیکار ہے آتش عاجز نوازا تو سوا تجھ سا
کوئی نہین ✤ رنجور کا انیس ہے ہمدم علیل کا ✤ باغ و بہار آتش نمرود کو کیا ✤ مشکل کے وقت حامی ہوا
تو خلیل کا ✤ موسیٰ کو تیرے حکم سے دریا نے راہ دی ✤ فرعون کو تو نے غرق کیا رود نیل کا ✤
طوفان مین ناخدا ئیے کشتی نوح کی ✤ حقا جواب ہی نہین تجھسے کفیل کا ✤ دیکھا تو خار و گل کا
مقام ایک شاخ ہے ✤ دل تو رتا نہین تو عزیز و ذلیل کا ✤ آوازہ تیرے عدل کا ہے بسکہ گوش زد
پشہ سے زور چل نہین سکتا ہے پیل کا ✤ دی ہے جو تو نے تشنہ کو ثر کو آبرو ✤ کوثر کا پانی کیا ہے
نے سلسبیل کا ✤ اے پروردگار اے ملک الجبار اس عبد ذلیل کو ذلت سے بچانا قزاق
پر فتحیاب فرمانا اللہ اللہ ادہر تو شاہزادہ دعا کرتا تھا اُدہر مقتدی قبولیت آمین کہتا تھا
یکایک اواز السلام علیک آئی شاہزادے نے آنسو پونچھ کر وعلیک السلام کا جواب دیا دیکھا
تو ایک مقدس کو اپنے روبرو کھڑا پایا وہ مقدس کہ عبائے سبز مثل برگہائے طوبیٰ جسیم انور
مین پہنے تھے اور عمامہ اخضر کہ عظمت مین پوست سدرہ تھا سر مبارک پر باندھے تھے قریب تشریف
لائے اور اسکے سر کو سینے سے لگایا اور از راہ شفقت دلاسا دیا اور فرمایا کہ ہمنے تجکو نظر کردہ کیا آج سے
تیری پشت کوئی زمین سے نہ لگا سکیگا اب جا قریب کوہ بلغلمون ہے اوس قزاق پر فتحیاب ہوگا اور
ایک کاغذ متبرک تحریر عنایت فرمایا کہ یہ ہر کام مین تیرے کام آئیگا پروردگار ہر ایک آفت سے بچائیگا
جب کوئی مشکل درپیش ہو اسے کھولکر پڑھنا پھر کسی آفت سے نذر نا اسنے اوسے لے لیا اور
پیر مرد نے دست شفقت پشت پر رکھا اسنے قدم کو آنکھو سے لگایا پھر جو سر اوٹھایا اون
بزرگوار کو نپایا اسنے اوس کاغذ کو نقش کے طور جزبان اپنا سمجھکر بازو پر باندھا اور اسی مقام
پر تمام شب عبادت اور ریاضت مین بسر کی یہانتک کہ وہ وقت آیا کہ عابد شب زندہ دار

ماہ نے تسبیح انجم کو سجادہ فلک پر رکھکر سر بسجود مغرب رکھا اور خورشید نے عبادتخانہ مشرق سے
نماز سحر پڑھکر سر بر کیا **ابیات** سحر چون زاغ شب پرواز برداشت ✤ خروس صبحدم آواز برداشت ✤
عباد دل لحن داکش برکشیدند ✤ لحاف غنچہ از رخ درکشیدند ✤ سمن از آب شبنم روے خود
بشفت ✤ چمن بوئے خود گشت ✤ شاہزادے نے نماز سحر سے فراغت حاصل کر عزم سفر پر کمر کو
چست باندھکر تاجر کو بیدار کیا مرکب کو منگایا پھر سوار ہوکر منزل مقصد کی راہ لی فتح و ظفر ہمراہ لی تاجر
نے شاہزادے کے چہرے کو فرحناک اور شگفتہ پایا سمجھا اب مطلب برآئیگا وہ قرائن یقین ہے کہ
بخوبی سرانجام پائیگا خوشی خوشی یہ دونو روان تھے آپسمیں سیر و کیفیت سے صحرا کے خوشوقت و خندان
تھے عجب وقت تھا کہ نسیم مشکبار نوید جانبخش لاتی تھی سبزہ بیگانہ لعب کو ہمدم صحرا بناتی تھی قطرہائے
شبنم ہر لوک سبزہ پر جمے تھے گویا چھوٹے چھوٹے جال موتیوں کے پڑے تھے یا مژگان چشم سرمگین
شاہدان چمن پر آنسو ڈھرے تھے تھوڑی راہ طے کی ہوگی کہ سامنے سے گرد و غبار اوڑا جب دامن
گرد نمگاف ہوا ایک لشکر عظیم پیدا ہوا شہزادہ ٹھہر گیا دیکھا تو وہ سوار ان جرار ساٹھ ہزار عقب
مین اسکے باپ نے روانہ کیے تھے شاہزادے کو ڈھونڈتے ہوئے آتے ہین جب قریب آئے سبھون
نے پہچانا افسران فوج نے بخوبی جانا سر العاتعظیم بجالائے شاہزادہ قلب لشکر مین داخل ہوا
فوج کو قرینے سے جما کر مثل رستم طبل فتح و ظفر بجایا القصہ بعد طی مراحل و قطع منازل قریب
کوہ بوقلمون لشکر نے ورود اقبال و نزول اجلال فرمایا لوگون نے عرض کیا کہ حضور یہ وہی کوہ
ہے جسپر دیو قزاق پرستوہ ہے حکم دیا کہ لشکر اوترے بحکم ارشاد فیض بنیاد خیمے اور سرا پردے شاہی
نصب ہوے دانجلے کے طبل بجگے شاہزادہ مع چند سردار واسطے سیر کوہ و صحرا کے چلا قریب
جاکر دیکھا کہ ایک پہاڑ مجسمین سنگ رنگ رنگ کے زرد و سرخ و سبز و سفید بیشمار ہین ہزار
در ہزار ہین اور گھاٹیونکو قزاقون نے مستحکم کیا ہے آمد و رفت کا راستہ بند ہوا ہے اور

صحرا قلب السیا ہے کہ انسان تو کیا پرند تک کا گذرنا اوسجگہ سے مشکل ہے راست وچپ کوسوں تک
پہاڑ کی دانگ ہے پشت پر دریا ہے شاہزادہ سمجھا یہان جانا دشوار ہے یہ راہ بے گذار ہے
مگر قدرت خدا جب طبل داخلے کے بجے قزاق خبردار ہوئے اپنی اپنی جگہ ہوشیار ہوئے ضریر سے جا کر
کہا کہ ایک لشکر کسی بادشاہ کا آیا ہے اوسنے حکم دیا کہ جا کر سد راہ ہو جو کچھ مال اسباب ہو لوٹ لو اور
مابدولت بھی خود چلتے ہین سب قزاق اپنے افسر کا حکم سنکر زیر کوہ دشت مرو ملخ جمع ہوئے لوشنے
پر مجتمع ہوئے اور ضریر بھی فوج کو شاہزادے کی دیکھکر خود اوتر آیا اور اپنی فوج کو بلا کر شبخون کا ارادہ
کیا یہان شاہزادے نے جبا دنکو آمادہ حرب وپیکار پایا افسران فوج سے فرمایا کہ یہ قزاق آج حیلہ
سازی سے شبخون آئینگے بیکو غافل پاکر قتل کرینگے لازم ہے کہ تین ہزار سوار کمینگاہ مین رہین
اور تین ہزار راست وچپ سے لشکر حریف کا محاصرہ کرین اور اپنے لشکر کی محافظت مین سرگرم
رہین بموجب حکم افسران فوج عمل مین لائے تیس ہزار کمینگاہ مین رہے اور تیس ہزار یمین ویسار محافظت
کرنے لگے جسوقت نصف شب گذری ؎ رومی پہ حبش نے فتح پائی ٭ بس ظلمت لیل آکے
چھائی ٭ سعدی قرص خورشید در سیاہی شد ٭ یونس اندر دہان ماہی شد ٭ قزاق
مسلح و مکمل ہو کر چلے اور ضریر کے ہمراہ شبخون آئے تمام بہادر یہان ہوشیار تھے خیمہ خرگاہ خالی تھے
اونمین آگ لگائی نائرہ فساد کو مشتعل کیا فتنہ خوابیدہ بیدار ہوا شاہزادے نے بیدار ہو کر للکارا شروع
کیا نعرہ شیرانہ بلند کیا بھادرون نے کمین گاہ سے نکلکر پہلے طرف کوہ کے جا کر راستہ بند کیا اور
یمین ویسار سے فوج نے حملہ کیا ہزارون کو بیدم کیا بہت سے مارے گئے جانسے بچکر
گئے رات بھر خوب لوہا برسا ہر ایک جان بچانے کو ترسا آخر کار شکست فاش ہوئی قزاقون کو
بھاگنے کی تلاش ہوئی مگر ضریر سخت چنگال نے پاؤن جانے سر دست جان دینا گوارا کیا بھاگا نہ
گیا اور شاہزادہ بھی جنگ رستمانہ کرتا تھا مثل نہنگ بحر ہیجا اوس فوج دریا موج مین شناور حرب

دیکار تھا کشتون کے پشتے لاشون کے انبار لگا دیے تھے ہر دم تلاش زد و کشت تھی عجب طاقت خدا داد ہاتھ آئی تھی کہ ضرب گرز گران سے دس دس آدمی کے مغز پراگندہ ہوتے تھے بھیجے کلہ عمود کی ضرب سے دور پھینکے جاتے تھے جسکو اوجھڑ سیر کی مارتا گرد برد کر دیتا صفوف لشکر مثل بنات النعش گرگئے تھین بگیر بیمہند ید کا شور تھا اوسی گرمی جنگ مین ضریر سے مقابلہ ہوا شہزادے نے للکارا کہ اجی آتو میرا صید زبون ہے تیرا میرے ہاتھ سے خون ہے قزاق مقابل آیا مگر دلین اسکی صورت دیکھکر کچھ خوف نہ لایا کہا او طفل بے ادب تیری بھی یہ لیاقت کہ تجھسے مین مقابلہ کرون حکم دے اپنی فوج کو کہ تنہا اوس سے لڑون سبکو تہ تیغ کرون گو سب میرے ہمراہی بھاگ گئے مگر مین اکیلا کافی ہون یہ فوج تو کیا لاکھون پروائی ہون شہزادے نے کہا او اجل رسیدہ زبان کو بند کر اور بازو کھول ؎ بیا تا چہ داری زمردی نشان + کمان کیانی و گرز گران + مین تجھے زبان شمشیر اور پیکان تیر سے جواب دونگا زبان سے گفتگو نکرونگا اسکی جرأت پر اوسے حیرت ہوئی کہا مجھے ترس آتا ہے اب بھی اپنی فوج لیکر چلا جا ابھی تو لڑکا ہے شہزادے نے کہا یہ جائے رزم ہے کچہ جائے بزم نہین جو کچھ تجھسے ہو سکے قصور نکر خدائے ما بزرگ است جب قزاق نے اسکو آمادہ شر دیکھا بغیر لڑے نہ مرد دیکھا تیر سینۂ پیکینہ شہزادے پر لگایا شہزادے نے نیزہ سنان نیزہ پر گا مٹھا چنگاریان سنانون سے پیدا ہوئین بعد رد و قدح شہزادے نے نیزہ اسکے ہاتھ سے نکالا قزاق نے تلوار کا وار کیا اسنے بند دست پر ہاتھ ڈالکر تلوار کو بھی چھین لیا پھر تو کشمکش کے زور ہوئے آخر شاہزادے نے قزاق کو اوٹھا لیا قزاق یہ زور و قوت دیکھکر گھبرایا کلمہ و امان زبان پر لایا شاہزادے نے ہاتھ سے چھوڑ دیا اسنے یہ مروت دیکھکر اپنے لشکر کو زد و کوب سے منع کیا اور آپ سر کو شاہزادے کے پاون پر رکھدیا اور دون نے کوس فتح بجایا وہ قزاق اپنے ہمراہ شاہزادے کو کوہ پر لایا اور عرض کیا اب جو ارشاد ہو بجا لاون ہرگز غلامی سے گردن نہ

نگارونگاہر کام مین جہان تک دریغ نہین شاہزادے نے ارشاد کیا کہ اس تاجر کا مال واسباب جو کچھ تونے لوٹ لیا ہے حاضر کر اسنے کہا بہت بہتر غلام جہان نثار ہے اسباب کیا نکالے ہے پھر قزاقون کو حکم دیا وہ تمام مال تاجر کا حاضر لائے شاہزادے نے کہا اے تاجر جو جب فہرست کے مطابق کرلے جو تلف ہوگیا ہو مجھسے لے تاجر نے تمام مال پایا خوش ہوکر سب شاہزادے پر سے نثار کیا اور کہا اے گوہر صدف خوبی و متاع گران مایہ بہبودی مین آجسے عمر اپنی غلامی مین بسر کرونگا مال لکھکر کیا کرونگا مگر ایک صندوقچہ مکلل بجواہر اوس مال سے اپنے پاس لٹانے سے باقی رکھا اور سیر غلاف پر زر اور تمام جواہر اعلے اور بیش بہا نصب تھا شاہزادے نے پوچھا کہ اسمین کیا ہے تجاہل کرکے کیا معقول جواب دیا کہ جہان ہے اس جملہ سے شہزادے نے اسرار کیا کہ اسمین کونسی اشیائے نادر ہے کہ جسکا تو مفتون سراسر ہے اور مجھسے پوشیدہ کرتا ہے کیا مین لیکر پھر تجھے نہ دونگا بلکہ اگر مین دیکھکر خوش ہونگا تو زیادہ انعام عطا کرونگا تاجر نے کہا کہ اسمین وہ زہر ہے کہ جسکے دیکھنے سے زہرہ آب ہوتا ہے حضور کے دشمنونکو ضرر ہوگا اس اصرار سے شہزادے کو زیادہ شوق ہوا ہاتھ بڑہایا کہ وہ صندوقچہ لے لیا اوسوقت تاجر لاچار ہوکر خاموش ہوا لیکن شاہزادے نے صندوقچہ کھولا گویا عقدہ سربستہ عشق کھلا ایک کاغذ پر ایک شبیہ ماہ پیکر غارتگر متاع دل وجان وہوش وحواس وایمان کو دیکھا کہ ابیات مانی چونقش آن بت بدمست میکشد ٭ چون میرسد بسا عداو دست میکشد ٭ نقاش چون شمائل آن ماہ میکشد ٭ نوبت بزلف او چو رسد آہ میکشد ٭ ہر اعضا پر مصور نے عجز و قصور لکھا تھا کہ جیسی اصل صورت ہے ویسا ہمسے نقشہ نہین کھچ سکا شاہزادے کا دیکھکر یہ حال ہوا کہ لب خشک چہرہ زرد بلبو پر آہ سرد اختیار ہوکر تاجر سے پوچھا کہ یہ کس رہزن جان وایمان کی تصویر ہے جسپر دل ترک فلک کا بہی نچھر ہے تاجر نے کہا حضور مشرق کے شہرونمین ایک شہر ہے کہ اوسکو طلسم بدر الجمال کہتے ہین کیا اوسکی آبادی اور وسعت کا ذکر کرون دیار تقریر کی وسعت تنگ ہے ہائے انگمیت خامہ ناتراس بیابان بیکس

ہے اوس ملک مین حسینان جہان بہت خرم وشاد رہتی ہین رنج دنیا سے آزاد رہتے ہین وہانکا
مالک کہ نام اوسکا قہرمان عدو سوز ہے بہت بڑا مدبر ہے حاکم بحر وبر ہے اوسکے صدف بحر سلطنت
مین یہ گوہر بے بہا ہے جسپر ایک زمانہ ہزار جانسے شیدا ہے ہزارون شاہان روزگار عاشق وبیقرار
ہین جان ودلسے نثار ہین اوس بادشاہ کے ملک مین ایک طلسم بنا ہے کہ جسکو بدرالجمال کہتے ہین
اسی سبب سے اوس شہر کا بھی یہی لوگ نام لیتے ہین کوئی آجتک وہان گیا نہین کسی سے یہ عقدہ
حل ہوا نہین کہ اوس طلسم مین جاوے اور وہانکی خبر لاوے کہ اوس طلسم مین کیا ہے اور کون حکومت
کرتا ہے چنانچہ قہرمان نے یہ شرط کی ہے کہ جو اس طلسم مین جاوے اور اوسکو فتح کرکے آوے تو وہ شخص
اس متاع خوبی کو اپنے تصرف مین لاوے یعنی اوسکے ساتھ اسکی شادی کرونگا والا نہ یہ دختر کسیکو نہ دونگا
اسے شہریار یہ بات سے شاہان نامدار آئے اور ارادہ کرکے واسطے فتح طلسم کے گیے کچھ عرصے تک
تو پتا بھی نہ معلوم ہوا کہ کہان گئے بعد چندے لاش اون بیچارونکی سرحد طلسم مین سے کسی نے باہر
پھینک دی اوسکو ملکہ خورشید جمال نے قریب حوالی طلسم ایک صحرا ہے اوسمین ایک باغ اور
قصر مرتفع بنایا ہے اوس باغ مین لاشین جو طلسم سے نکلتی ہین دفن ہوتی ہین اور ملکہ نے بادشاہ
سے یہ اجازت لی ہے کہ بعد ایک مہینے کے وہان جایا کرے اون نامراد عاشقونکی روح ناشاد
کو شاد کرآیا کرے بعد ایک مہینے کے وہان میلا ہوتا ہے نام اوس میلے کا مزار عشاقان ہے
شاہزادی تشریف فرما ہوتی ہین اور بادشاہ بھی آتا ہے ایک رات ایک دن وہان مجمع رہتا ہے سب
اتفاق یہ غلام بھی آپکا اوسجگہ جا پہونچا تھا یہ میلا دیکھا تھا جب ملکہ عالم تشریف لائین تعین قریب
محافہ مین کھڑا تھا قدرت خدا ہوا سے پردہ محافے کا اوڑ گیا مینے شاہزادی کو دیکھ لیا ایسی دلفریب
شکل تھی کہ مین بیقرار ہوا اگر کیا ہوسکتا تھا کچھ دن وہان رہکر کوچ کیا مین مصور ہون تصویر خیالی
کھینچ لی ہے اوس صنم دلربا کی یہ شبیہ ہے یہ قصہ سنکر شاہزادیکو تیر عشق کاری لگا بے اختیار ہوکر

سے کہا کہ اگر مجکو یہ میلا اور تماشا دکھائیگا تو مال دنیا سے بے نیاز کردونگا تجھے سرفراز کردونگا اسنے عرض کیا کہ
غلام ہمراہ رکاب ہے اگر یہ عزم جناب ہے بس اوسیوقت فوجکو ایک عریضہ خدمت پدر بزرگوار مین بھیجکر
لکھکر دیا اور آپ چلنے کا دیار جانان کے ارادہ کیا جب یہ قزاق نے ماجرا دیکھا اور تاجر سے حال سنا
حیرت سے سر بہنا گھہ اکر خدمت مین شاہزادے کی عرض کیا کہ اے بادشاہ پرشوکت وجاہ عشق کا
دم بھرنا اس راہ مین قدم دھرنا بمقتضائے ؎ عشق مین ہے خون دل پینے سے کام ٭ زندگی
ہے عشق مین اپنی حرام ٭ حضرت عشق وشمن جان ہین بلائے بیدرمان ہین اسی خانہ خراب نے
بہت گھرونکو ویران کیا ہزارون مکینان کاشانہ عشرت کو پریشان کیا ہزارون پر ارمان مرے بہت
سے آتش فرقت مین جلے کتنونکے دلپر خنجر ظلم چلے کوئی جو مرتا جیتا درد دلدار تک پہونچا اوسنے
بے اعتنائے سے کلیجہ زخمی کیا مارے اغماز کے مارڈالا کسی طرح عاشقی مین آرام پایا کبھی جو
وصل کی شب ہوئی فرقت کی بلا گئی اب حسرت کی نوبت آئی صبح فراق کے دھڑکے نے سر شام ہی
سے جان کھائی مرغ سحر بچھلے ہی سے غل مچانے لگے سلطان خاور کے دبدبے اپنا عمل بٹھانے
لگے تمام عمر بیچارا حسرت کا مارا سر پر ہاتھ دھر کر رویا پہلے تو فراق مین فقط دو ہی سے یکنظرے خوش
گذرے کا حساب تھا اب می وصل سے بادہ شوق دو آتشہ ہوئی جام عمر گردش مین پر اساغر حیات
شراب رنج سے لبریز ہوا عجب کیفیت ہوئی وصل کا مزا اوٹھا کر اور نشہ زیادہ ہوا بہت پچتایا اور سوا
ساقی مہوش کا خیال آیا اور جو دوری ہے تو ہر دم فکر حضوری ہے سر بزن اور جان کھپی ہے
عجب طرحکی دلبسی ہے ہر ایک سے ذکر معشوق کرنا لوگونکا بدگمان ہونا ہمنشینونکا طعنے دینا اسکا
چھوڑنا سنگ طفلان سے الفت آدمیونسے گریز آہوان صحرا سے یاد چشم محبوب مین دلکو غلطان
ہے ہوس نارتار جگر دشنہ غم سے فگار سوز درون سے سینہ داغدار لالہ رویونکا خیال دلمین
گذارونکا لال ہمہ تن سرو چراغان سوز عشق عیان نرگس وار حیران سنبل نمط پریشان بلبل شوریدہ

کی طرح ہر دم باغ زمین خاطر سرو آزاد تھا نا قمری کے مانند یاد قامت موزون میں کوکو کر کے شور مچانا سر شک خونین بہانا ہر ایک کی نگاہ میں خوار اسکے دلمین غم کا خار پاؤن سے امجد میں مثل سنبل خوشہ انگور آبلہ دار قامت کی یاد میں شمشاد کی روش آزاد پاؤن سے راہ چل نکلنے کو آمادہ کہ بیابان دیکھیں آنکھو نکو یہ تمنا کہ صحرا دیکھین محبت دست و گریبان لب پر نالہ و فغان زنجیر سے سلسلہ الفت خاطر تار تار زخم دل نشتر رنج سے فگار سر ایک طرح کا ملال فرط غم سے آنکھین لال لال اسکا قصہ گو طول طویل ہے پر عاشق مزاج غیر سب منکشف اسکی دلیل ہے قصہ کوتاہ اسنے بہت سمجھایا مفت اپنا سر پھرایا شہزادہ تو دیوانہ ہو چکا تھا عقل و ہوش کھو چکا تھا قراق کی طرف سے منہ پھیر لیا اور یہ جواب دیا کہ یہ مقدمہ جو عاشقو نکے لیے رنج کا تو نے مجھے جالی کیا بیفائدہ سر اپنا خالی کیا کسواسطے کہ آتش شان عشق اولے ہے مجنون دود مان عشق سے ۔ ناخلف نالایق و ناقابل و ناکارہ تھا ۔ بحث علم عشق کے قابل تھا دونون مین ایک ۔ کوہکن ہمیز تھا مجنون جو تھا آوارہ تھا ۔ اپنا یہ دفتر نصیحت تہ کر رکھ مینے کتاب عقل بند کر سبق دفتر عشق سے پڑھا اب بادیہ گرد دشت جنون ہونگا نہین تو فراق مین دل رنج سے خون ہوگا جب قراق لاچار ہوا عرض کیا غلام بھی ہمراہ چلیگا تنہا نہ جانے دیگا المختصر یہ تینون مسافر ایک شہزادہ دو سرا ضریر بخت چگال تیسرا تاجر گھوڑو نپر بیٹھ کر روانہ ہوئے جلو مین آہ و نالہ ہوئے ۔

چل کھڑے ہونا اوس آوارہ دشت محبت کا تلاش محبوب مین اور پہونچنا دشت وحشتناک مین اور رہا کرنا ایک جن کا قید سے ساحرہ کے پھر دعوت کرنا اوسی جن کا اور پہونچا دینا اوسکا شہزادیکو دیار جانا نمین ہمراہ جنونکے اور پہنچنا شاہزادیکا میلے مین اور دیکھنا جمال جہان آرائی مالسہ خورشید جمال کو پھر جانا واسطے فتاحی طلسم کے ۔ نظم

ذرا ساقیا شیشہ عشق سے	محبت کی مے کو پلا دے مجھے ۔

کہ آتش سے فرقت کی دل ہے کباب	کیا عشق نے خانمان کو خراب
مجھے میکشی سے ذرا ہو سرور	لکھون تا کہ مضمون نزدیک و دور
زمرد کی بوتل ہو ہیرے کا کاک	بھرے سرخ دیوے بجھا دل کی آگ
نیا عشق کا ہے جو انداز ہے	عجب اسکے پردے مین کچھ ساز ہے
کہین بنکے معشوق یہ لائے راگ	لگائے کہین دل مین عاشق کے آگ
کہین شعلۂ عشق مین شمع سا	رہین مثل پروانہ جلتے سدا

اب یہان سے مسافر قلم دشت قرطاس پر عشق شاہد مضامین دلفریب مین یون رواں ہے اور خامۂ جگر چاک تعشق معانی دل آویزمین اسپ تحریر پر سوار یون دواں ہے کہ وہ شہزادہ جسکا یہ حال اور یہ مقال تھا **ابیات** صدا دل نے دی اشتیاق اشتیاق ✤ کہا صبر نے الفراق الفراق تشنط حواسون نے پیدا کیا ✤ جنون کا علم دل نے برپا کیا ✤ سرکنے لگا پاس ناموس ونگ لگی عقل اور عشق مین ہونے جنگ ✤ اوس تصویر پر عاشق ہو حیرت سے بیجان دلمین وصل کا ارمان یاد زلف مین دنکو شام کرتا منزل تمام کرتا چلا جاتا تھا جب شام ہوتی خواہش دل ترقی پر جی کی کاہش سے جینا وبال محبوب کا خیال ہوتا بہت فراق مین روتا شب ہجر کی سیاہی کو سنبل زلف کی یاد مین آنسو سے دھوتا اور اوس تصویر کو گلے سے لگاتا اور یہ فرماتا **نظم** تجھ بن ہے خراب زندگانی ✤ ہے مجھپہ عذاب زندگانی ✤ اتنا تو نہ چھپ کے لے کفن کا گھبرا کے نقاب زندگانی ✤ اسیطرح کبھی خاموشی شبیہ جانان کی شکایت کبھی اپنے ولولۂ دل کی حکایت وہ شب کہ شب دیو غم فراق ہوتی عاشقون کے لیے خال عارض محبوب کے طور رہزن اور فراق ہوتی تڑپ تڑپ کے بسر کرتا یاد رخسار مین سحر کرتا صبح کو جانورون کی زمزمہ سرائی سے اور وحشت زیادہ ہوتی الیسا گھبراتا کہ جان لب پر آتی دل مضطر مین جنون دہوم مچاتا اور زیادہ

محبوب کا خیال آتا تو حکایت شکایت آمیزہ زبانیہ لاتا مؤلف استقدر تاثیر دے یارب تو میری آہ کو
آپ سا بچین دیکھون اوس بت گمراہ کو ۔ اور آہ سرد مثل نسیم سحر بھر کر اور لباس شاہی قبائے
فرمانروائی ٹکڑے ٹکڑے کر یہ فرماتا صبا نیب کا ہے نہ دامن کا تار باقی ہے ۔ جنون کا جوش
ہے فصل بہار باقی ہے ۔ اور کبھی کہتا تھا کہ آتش اسے جنون جیب مین ترے ہاتھون
ایک بھی تار خوش نہین آتا ۔ اور عزم سفر پر کمر چست باندہ کر اون ہمراہیون سے یہ فرماتا
[illegible] نقاب جب ایسے خورشید جب اوٹھاتا ہے ۔ سحر ہر ایک کو ہر کام مین لگاتا ہے
کوئی حرم کوئی بتکدہ کو جاتا ہے ۔ کوئی تلاش معیشت مین جی کھپاتا ہے
مین دل سے اپنے جو پوچھون کدھر کو جاتا ہے ۔ تو بھر کے آنکھ مین آنسو یہ کہہ سناتا ہے
علے الصباح جو مردم لگا رو بار روند ۔ بلا کشان محبت بکوے یار روند ۔
غرض کہ انکو نالہ تھا شب کو زاری تھی ۔ رات فرقت کی سخت بھاری تھی ۔ وہ
لوگ تسکین دیتے کہ حضور نگھ امین وہ جامع المتفرقین دریا تک پہونچائیگا اوس ہمدرد سے
کہ جس سے سلسلہ الفت ہے ملائیگا تو بحسرت و یاس یہ فرماتا آتش رنج و راحت کا میرے
واسطے سامان ہوگا ۔ مشعل راہ عدم داغ عزیزان ہوگا ۔ جمعہ دگر سوختہ کی خاک ہے سر مے
سے سیاہ ۔ گوشہ چشم کوئی گوشہ دامان ہوگا ۔ اوسکے سایے مین مری قبر بنی کی اگر ان
اسے پیر و تری دیوار کا احسان ہوگا ۔ اب نہ چیر شاہی نہ گرد کاروان نہ برس کی آواز یہ طرح
کی تباہی مین راہی تھا جب بہت دل زار ستاتا تو فلک سے مخاطب ہو یہ سناتا آتش
یکجا کہین مین مثل ریگ روان نہ ٹھہرا ۔ گردش سے دو گھڑی تو ای آسمان نہ ٹھہرا
اے چرخ بیمروت بل بے تنک مزاجی ۔ خوش تیرے گھر مین دو دن اک مہمان نہ ٹھہرا
برباد کرنہ ناحق اے باد صرصر اسکو ۔ بلبل کا آشیانہ برگ خزان نہ ٹھہرا

پھونک آشیان ہمارا اے برق آتش گل + رہنے کے قابل اپنے یہ بوستان نہ ٹھہرا
میری ہی خاک پر کی منہ زوری اوسنے آتش + پہروں سمند قاتل ورنہ کہان نہ ٹھہرا
اسیطرح بیقراری سے بہت راہ طی کی اتفاقاً ایک روز گذر سوختہ بختی سے ایک صحراے وحشتناک
مین ہوا اور مقام اس بادیہ گرد دشت محبت کا وادی آتشناک مین ہوا کہ ہر ایک جھونکا اوسجگہ
کا ہواے قوم عاد کا تھا دشت کوہ آہنگران کٹیھوڑے کی آواز صحرا کا سناٹا **ابیات**
بوسون کا وہ چٹیل ایک میدان + انسان نہ وہان نہ کوئی حیوان + دہرتی بھی ہوا
قدم نہ وان پر + ہر ذرہ تھا آفتاب محشر + گرمی سے ہر ایک لون کا جھونکا + اک شعلۂ
آتش سقر تھا + وہ مقام ہول خیز وحشت انگیز کہ جسکی حرارت سے دوزخ ماوہ شرمندہ
اور جہنم جسکی گرمجوشی سے مارے شرمندگی کے سر افگندہ اسفل السافلین ہے وہ جگہ فحز
گرتی نار جحیم کو نام دھرتی جابجا غار مقامات اژدر چشمے خشک چشم کور سے بدتر چاہ پانی کی
چاہ مین اندہے ریگ کے دریا بہتے جانور پیاسے رہتے گلخن کی گرمی یہان سرد زمہریر پردانے
بھنتے خار صحرا آبلون کے دانے چنتے ہواے گرم نفس سوز عاشقان اور مظلومان پر طعنہ زن
خورشید حشر پر ہر ذرہ بیابان وہ چشمک کرے کہ آفتاب آنکھ نہ ملا سکے مسافر بایے خیال سے
خواب مین بھی بچا سکے چیل کا انڈا چھوڑ ناکہسار حرم مین ماوہ خشک تھا ناف آہو مین ناقے
کے بدلے بایں خاطر سوختہ نسیاہ خونین کا مشک تھا دریا کے بگلون نے زاغون کی کیفیت
پیدا کی ہی رنگی سفیدی نے اتکی کیفیت پیدا کی بھی ماہیان پانیمین جوش کھاتی تھین ہر طرف بوم شوم
ہیلیر ہنڈلاتی تھین نہنگ کا جی دریا مین زندگی سے تنگ سوزش سے مثل اژدر دمان شعلہ فشان جانوران آبی
کا ہنگی پر سرجہان فلک کا جی جلتا حباب کا پھوٹنا گویا دریا کے منہ سے اُف اُف نکلتا سا کھو کا جلنا دھانکھ کے پھولنے وہ
سر انہین بلکہ آتشخانہ درخت سوکھے بے برگ و بار فصل خزانے لوگ کی لیتے ہوائی گرم کی عنایت کی اوپر جھونکا جھونک

جھونکے گا وزمین کا کلیجا سوزش سے دھڑکتا اسوجہ سے اُس سرزمین مین زلزلہ اگر کہین آب
گرم کا چشمہ تھا تو یہ احتمال ہوتا کہ زمین کے جسم کا دھوپ کی شدت سے پسینہ ہے چراغ زندگی
خضر لون کے دخان سے جھلملاتا وہ بھی اوس دشت مین پیاسا تھا زبان خارسبان زبان طرار
تیز وہان آبلہ سے بحث کرنے مین شوخ وشر انگیز منہ مین گریبے بات نہ سماتی تھی انتہا کی یہ غلبہ حرارت کہ دشت
مین دھوپ تک تھہراتی تھی مسافر فلک لرزان وترسان روان شدت تمازت سے عازم برج
سرطان تھا خار ہائے مغیلان اور کریل اور گوکھرو کے کانٹون کے چھتے جانوران وحشی دوڑتے
پھرتے درختون کے جھلسے ہوئے تپتے زمین کا تپنا پہاڑون سے پتھر کے شرارے نکلتا اوسی
مقام کی گرمی ہے کہ جہان اوسنے سرایت کی ہے خاصیت گرم بخشی ہے اسی سے مچھلی کا آبی ہے
مگر مزاج گرم سے یہی وجہ ہے کہ سنگدلونکا بھی مزاج موم کیطرح نزاکت سے نرم ہے وہ صحراے وحشتناک
کہ جہان غول بیابانی بیشمار ایک ایک صورت مین پہاڑ اور پروردہ مہد ناز ونعم مثل ریگ روان
کے روان تھا لب پر نالہ وفغان تھا جب آفتاب نصف النہار پر پہونچا گھوڑے ان مسافرون کے
سقط ہوئے اب سفر پیادہ پائی کا نصیب ہوا تو یہ فراق شیدہ بقول حضرت سرور یہ زبان پر لایا سرور
مانع سیر نوردی پاؤن کی ایذا نہین + دل دکھا دیتا ہے لیکن ٹوٹ جانا خار کا + کیون
نہ گھسکون آسمان کو رات دن مین ناتوان + آبلے کی شکل اوس مین مجھ مین عالم خار کا
بادل بریان وچشم گریان گھوڑون کو چھوڑ کے آگے بڑھے فرط شوق وعشق خضر آسا ہمرہ ہوئے ہرگام
پر نہار صحرا کے چھپنے سے وحشت زیادہ ہوتی محنت تسکین دیتی حضرت عشق یہ سناتے دل مضطر سے
فرماتے کہ ابھی منزل اول ہے تھک نجانا جنون سے ہاتھ نہ اوٹھانا تو یہ سکر اکر زبان پر لاتا آتش
دم مین دم جب تک رہا تیرے جلو مین اے جنون + مین گریبان چاک بھی باندھے ہوئے دامن
مین کیا گھر اونگا بے وصل یار کب باز آونگا بلکہ اپنا تو یہ حال ہے اور یہ مقال ہے میسر

تیز کھنا سر ہر خار کو ایدشت جنون * شاید آجاے کوی آبلہ پا میرے بعد * جب خدا خدا کر کے کچھ راستہ طی کیا اور آفتاب کی تمازت بدرجہ اتم ہوئی اسپر تشنگی نے غلبہ کیا اب دو گام قدم رکھنا راہ چلنا مشکل پڑا آخر کو ایک مقام پر تھک کر زیر دامن کوہ تشنگی کی شدت سے بیٹھ گیا نفس تند رہو ہوا آب اوس دریاے ریگ مین مانند ماہی بے آب کے طپان ہوا اور مثل گوہر غلطان کے غلطان ہوا وہ قزاق بھی باوجود سختی اور رہزنی کے اس گرمی کا لو بامان گیا اور تاجر بیچارہ تو سیاح دور دراز تھا ایسی راہین بہت طے کر چکا تھا حواس مین نہ رہا کہ یکایک قلعہ کوہ سے آواز حزین اور دردناک کان مین آئی ہرکارے نے بیکسی کے مصیبت زدہ کی جز شہزادے کو سنائی اسنے کان لگا کر جو سنا یہ معلوم ہوا کہ جیسے کسی نے بیکسی سے سر دھنکر اسطرح استغاثہ کیا کہ اے سحر آفرین بلندی بخش زہرہ اس عبد ذلیل کو ہاروت وار چاہ عذاب مین نڈال مجکو اس ساحرہ کی قید سے نکال والا نہ اس گوسالہ جسم سے روح نکل جائیگی یہ سختی مجھسے نہ اوٹھیگی جب شاہزادے نے بخوبی دریافت کیا بیحیا باوٹھ کھڑا ہوا اور جھنڈیان جھاڑیان پہاڑ کی گھاٹیان طے کر کے بلندی پر کوہ کی آیا عجب تماشا قدرت خدا کا دیکھا کہ ایسے صحرا ہول خیز مین چمنستان پھولون کے خیابان ہین چھوٹی چھوٹی کلیان پیاری پیاریان بنی ہین اور گلونکی خوشبو سے تمام کوہ رشک دشت تاتار ہے ایکطرف کو ایک جوان رعنا کہ چہرہ اوسکا مثل آفتاب کے تابان ہے مگر سحاب رنج مین پنہان ہے ہاتھونمین اور پاؤنمین شعلہ ہاے آتشین لپٹے ہین گرفتار قید گران ہے شاہزادے نے قریب جاکر پوچھا کہ اے گرفتار رنج و محن والے اسیر گلیم مین یہ کیا حال ہے کونسا صدمہ لور ملال ہے اوس گرفتار نے اس پریزاد انسان کو دیکھکر رحم کھایا بے اختیار زبان پر لایا کہ آپ تشریف لیجائین یہان نہ آئین اور اگر میرے حال کا استفسار منظور ہے تو سن لیجیے جلد لیسے یہ مذکور ہے کہ مین

جن کی خلقت سے ہون مورد افت ہون ایک مقام پر مین متمثل بشکل انسان ہوکر سو رہا تھا
خواب غفلت مین مبتلا تھا عجب بلا مین پھنسا یعنے ایک ساحرہ کا گذر ہوا اوسنے زور سحر مجھے بیحس
و حرکت کرکے گرفتار کیا یہان لاکر رکھا ہے تمام جسمین آگ لگی ہے اور اوسکو نئی طرحکی بو لگی ہے
فانوس خیال مین اوسکے شمع وصال روشن ہے اوسکی گرمجوشی میرے لیے گلخن ہے ہر روز یہان
آتی ہے مجھسے پیمان وفا چاہتے ہے اپنی خواہش جتاتی ہے میرے انکار پر مرگ سے ڈراتی ہے آپ تشریف
لیجائیے ایسا نہو جو وہ آجائے حضور کے دشمنون کو پہنچ پہونچائے شاہزادے نے کہا اوس
لکاتہ کی قضا میرے ہاتھ سے تمھاری رہائی کی یہی گھات ہے اللہ یاور و مددگار ہے وہ قحبہ کیا
نابکار نے یہ کلام سنکر پورا نہوا تھا کہ وہ ساحرہ آن پہونچی شاہزادے نے دیکھا کہ ایک عورت
کریہ منظر قریب کئی سو برس کے سن بڑھاپے اور ضعف کی بدحالی کے دن پیاز لہسن کی گٹھیان
گلے مین ڈالے تہمد کھار وے کا باندھے کچھ ریش برگد کی جٹائین سر سے لٹکائے مٹی سر پر
تھوپے کمر خمیدہ مثل کمان کے رنگ کی یہ صورت کہ شب دیجور سیاہی شرمائے سپیدۂ سحر اوسکی
روسیہ کے روبرو کافور ہوجائے کوا سی کالی جیسے بچے کان نکھائی کوئل بھی اوسے دیکھکر یہ آواز نہین
لگائے تو یہی ہے تو یہی ہے سیہ تابی کا لقب اپنی ذات سے مٹائے بھینس کی مثل کھال
ریچھ کیطرح کی بال کڑوا تیل پڑا منہ سے بدبو آتی سنڈاس کیطرح بھارسا کھلا ہوا ایک ہونٹ
سینے سے گذرا دوسرا اوس بینی بریدہ کی عیب پوشی کے لیے پردہ بینی سے گذرا ہوا دانتونکی
حسرت مین ڈاڑھین مارتی تھی ایک نام کو بھی نہین کوتاہ گردن پیشانی تنگ پر کلنگ کا ٹیکا نہ
پرکینہ ننگ چھاتیان مشک کیطرح خالی تکی تکی گھسے پڑے جیسے بیگن ادبلا ہوا تکم پر غم
جیسے مرض استسقا ناف کا گڈھا بے ایمان کی قبر یا گدھیا کو لے کے ہڈے نکلی ٹانگین دراز
ٹار یا ساکھو کا لٹھا فرد تو گوئی تا قیامت زشت روئی + برو ختم است بر یوسف نکوئی بلکہ

تا بہ دہن سیہ زبانی ۔ بودہ دہنے چو دیگدانے ۔ شہزادہ یکو دیکھکر پکاری کہ اے جوان جہان تم کون ہو اور کیون آئے ہو اگر مجکو قبول کرو تو اس جوان کو تمپر سے نثار کرون بلکہ اپنی جان وار کرون شاہزادے نے ڈانٹا کہ او بیحیا اپنے سر سے باز آ ورنہ آمادہ مرگ و مہیاے قضا ہو زندگی سے بیزار اور جینے سے خفا ہو یہ کہکر شمشیر خارا شگاف کو اس کوہ وقار نے نیام سے لیا جب اوسنے آئینہ تیغ مین رخسار عروس مرگ کا جلوہ دیکھا سنبھل کر کچھ پڑھا یا شہزادے پر سحر کا وار کیا یہ نقش سر خوش تدبیر کا باندھے تھا سحر نے تاثیر نکی اور اوسکے سر پر تیغ شمشیر چمک کر گری کہ خرمن ہستی کو جلا کر خاک کیا دو ٹکرے جسد ناپاک کیا دو ہی پرکالہ ہوے ساغر حیات اوس بدانجام کا لبریز تھا ذائقہ شربت موت چکھا روح نجس بزم آرا ے جہنم ہوئی طعمہ دار کرگس ہوا صحرا و کوہ پر عنبار زمانہ تیرہ و تار ہوا بعد ایک لحظہ کے وہ ہنگامہ مٹا تاجر اور قزاق نے اس صعب کو شاہزادے کی دیکھا احسنت آفرین زبانپر لائے کہ نظم بیان کرون تیری شجاعت کی کیا ہوئی ہے تیغ قضا جسکے روبرو بیکار ۔ رہے یہ پیش شمشیر گر تصور مین ۔ ہو آبداری یہ اسکی اگر نظر کا گذار ۔ نگاہ دیدۂ احول دو نیم ہو جاے ۔ دم نگاہ نظر آئین اوسکو ایک کی چار ہو جاے سے تو اوسے روز حرب لیوے اگر ۔ کہے یہ ہم سے ہر ایک عدو پکار پکار ۔ ہم از دماکہین یا برق جانگداز اسے ۔ دیا ہے موجۂ دریاے مرگ یہ تلوار ۔ پڑے جو بحر مین تلوار کا ترے کہین عکس ۔ تو آب تیغ ہو ہر مغز حباب کے یار ۔ اوس جن نے رہائی پائی حمد الٰہی بجالایا پھر شاہزادے کے پاؤن پر سر رکھا اور عرض کیا کہ مصرع اے امدت باعث آزادی ما ۔ شہزادے نے گلیسے لگایا اور فرمایا اب کیا قصد ہے اوسنے عرض کیا تا زندہ ایم بندہ ایم لیکن حضور فرمائین کہ کہان تشریف لیجائینگے شاہزادے نے ایک آہ سرد دل پر درد سے کھینچی اور کہا ؎ کیا پوچھتے ہو ہمدم مجھ جسم ناتوان کی ۔ رگ رگ مین نیش غم ہے کیسے کہان

اسیطرح بیقراری و گریہ زاری مین کچھ عرصہ ہوا سامنے سے گرد و غبار پیدا ہوا شاہزادے نے
ہمراہیون سے کہا نا سنخ عاشقون کی خاک اوٹھتی ہے ہروم سرو قد + گرد باد اے اہل غفلت
اس بیابان مین نہین + غور کیا تو وہی جن سامنے سے با سپاہ گران پیدا ہوا لشکر کثیر جم غفیر دل
کے دل سوار و پیدل اور بارگاہ بہت سے جنات اور پرزادلا بارگاہ کو نصب کیا نام سامان شاہانہ درست
کیا پھر شاہزادے کو لاکر بارگاہ مین مسند پر بٹھایا طبل شادمانی بجایا تاج راگ رنگ کو حکم دیا
مہوشان پری تمثال برق وشان زہرہ خصال بطرمی کی گلابیان لیکر زیب دہ انجمن ہوئین
اور شمعہاے مومی اور کافوری فانوسہاے جواہر اگین مین روشن ہوئین تھاپ طبلے
پر پڑی عجب سماں بندھا مگر شاہزادہ نیارگ لایا اسکو محبوب کا خیال آیا گریہ آغاز کیا اوس سامان
کو ناساز کیا اوس جن نے بہت پھر سمجھایا کہ اے شاہزادی عالم بقول سرور خدا کو مان نے
نام عاشقی کا سرور + کہ منفعت مین بھی اسکے ہین سو ضرر پیدا + معشوق کی ذات مین
بیوفائی خمیر ہے انکے سرشت مین جفا کی تاثیر ہے معشوق باوفا مثل عنقا نایاب ہے کہان ملتا ہے
گو عاشق پر پرواز پیدا کر کے آسمان پر جائے اپنے تئین جہان سے اوڑائے انکا نام لیسار و اسپر
دلین انکی محبت کو جگہ دینا زیبا نہین القصہ جب جن کی نصیحت کو طول ہوا شہزادہ ملول ہوا
وہانسے اوٹھ کھڑا ہوا اور فرمایا ؎ نہ شاید عشق را گنج سلامت + خوشا رسوائی و کوی ملامت
اے رفیق جیز اندوز و اے ہمدم دلسوز منشی ارادت نے میرے لوح پیشانی مین حرف بدنامی
ثبت کیا ہے اور مصور آفرینش نے نقش مذلت کھینچا ہے اب دبر و تقدیر کے تدبیر کیا فائدہ نکر سکے
اگر ہوسکے تو میرے کام مین کوشش کرو والا نہ اس نصیحت سے باز رہو زندا نخانہ تن مین جسم کے روح بیقرار
ہے ہردم تلاش یار ہے زیر قدم دشت و کہسار ہے بیت رخصت اے زنوان جنون زنجیر
در کھڑکائی ہے + مژدہ خار دشت پھر تلوا میرا کھجلائے ہے + اوس جن نے جب شاہزادے

کو آمادہ سفر دیکھا دست بستہ عرض کیا کہ آپ مکھ رائین غلام سے اوس دلدار کے گھر کا پتا تا ہین
مین پہونچا دونگا آپکے ہمراہ چلون گا تاجر نے کل کیفیت گذشتہ بیان کی جن نے کہا کہ آپ
آرام کرین خاصہ نوش فرمائین بہت وسماجت اوس شب کو روکا پھر خاصہ طلب کیا انواع و
اقسام کے کھانے لذیذ و لطیف اوس شریف نے مہیا کیے اور کھانا کھلایا اوس بارگاہ مین چھپر کھٹ
مرصع پر شہزادے کو سلایا اور دونو ہمراہیان کا پلنگ بچھا دیا آپ بھی وہان خدمت مین
دو پہر رات تک حاضر رہا باتین دل بہلانے کی کرتا تھا مگر شاہزادے کی عقل گم صم کم کا نقشہ تھا
اپنی کہتا تھا اور کی کب سنتا تھا لیکن اسکے دکھانیکو سو گیا جن نے دیکھا شہزادہ سوتا ہے اسنے بھی
جاکر اپنی مقام پر آرام کیا جب وہ چلا گیا اسنے آہین بھر نا ہر یاد معشوق مین اشک خونین گرانا اور
یہ غزل آتش کی زبانپر لانا غزل گشتہ اے یارون مین تیری جفا کار یکا + نقش ہے دل
مین میرے تیری وفا دار یکا + نخل امید کو پہونچے نہ کہین اس سے گزند + کام کرتی ہے میری
آہ سحر آر یکا + کون وارفتہ نہین تیری طرحداری کا + حوصلہ سبکو ہے یوسف کی خریداری کا
سبزہ رنگون سے بہت تنگ ہون بتلا ایموت + مجکو دروازہ تو اس گنبد زنگاری کا
جی مین آتا ہے گلا کاٹیے در پر اوسکے + بوالہوس حوصلہ پھر کر نہ مسکین یاری کا +
اسنے دکھلائی مجھے صورت ابر رحمت + مین تو آتش ہون غلام اپنی یہ کاری کا + اور کبھی
جو بیقراریان ستاتین تو بقول جاہ یہ کہتا مؤلف ہے جان زار کو نہین تسکین ایک دم +
فرقت مین تیری لاکھ طرح کا سہا الم + عشق بتان مین موت ہے آنکھون کے سامنے + سنگ
مزار مجکو نظر آتے ہین صنم + کھائے فراق یار نے آخر دل و جگر + ثمرہ یہ نخل عشق سے پہونچا
ہین ہم + ایسجاہ اپنا رونا دکھاؤن مین کیا تجھے + طوفان نوح سے نہین سیلاب اشک کم
اسیطرح تڑپ تڑپ کر اوس شب کو بسر کیا نالہ مثل مرغ سحر نا سحر کیا جسوقت مسافر فلک شاہد

شب کی طلب مین رہگرائے دشت پیمبر ہوا شاہزادے نے نماز سحر پڑھکر جنات خدمت چاہی
اسنی ایک تخت منگاکر شہزادے کو سوار کیا اور عرض کیا کہ آپ تشریف لیجائین مین بھی آپ
کے ساتھہ ہون جہان ضرورت ہوگی حاضر ہونگا ہرگز نہ گھبرائیگا کہ اور خیال نہ لائیگا پھر جنا تو نکو حکم
دیا کہ طلسم بدر الجمال کے متصل قرب شہر سیاہ فہرمان عدو سوز شہزادے کو پہونچادہ اور تم پھر
کر پردہ قاف مین جاؤ مین اپنے مالک کے ہمراہ الگ الگ مخفی رہونگا ہر ایک جگہ کام آؤنگا جنا تون
نے تخت اوٹھالیا اور شہزادہ مع رفقا سوار ہوکر چل نکلا جنا تون نے ہزار ہا منزلون کو کئی روز مین
طے کیا جب رات ہوتی جنات کسی صحرا سے سبزہ زار مین شہزادے کو اوتار کے کچھ کھلا دیتے صبح
کو پھر روانہ ہوتے یہانتک کہ ایکروز دور سے سواد شہر نظر آیا جنا تون نے شہزادے کو یہ مژدہ سنایا کہ
لیجیے در دلدار آیا یقین تھا کہ شادی مرگ ہوجائے اپنے خودی سے مارے خوشی کے کھو جائے جنا تون
نے تخت اوتارا اور شہزادے کو بتایا کہ وہ سامنے قصر نگارین بنا ہے اوسی مین قرار عاشقان ہے
یہ وہی صحرا ہے جہان میلا ہوتا ہے شاہزادے نے دیکھا کہ ایک وادی فرحناک بی خس و خاشاک
ہے اور وہ گلزار نمونہ بہشت برین ہے سرور قرین ہے جہان کی کیفیت سے دل پژمردہ کو تسلی
ہوتی ہوا وہان کی مسیحائی کا دم بھرتی تھی آئے عروسان دشت کے گلعذار خندہ ہزار طرف
فرش سبزہ زیبندہ لالے کے تختے لالہ رویونکو داغ دیتے ہین غم سے خاطر کو فراغ دیتے ہین جسکی
کیفیت سے سرور ہوتا ہے نشہ خوشی کا دو فور ہوتا ہے کہین پہاڑون پر عشق پیچان
کی درختونکی بیلین ہین جا بجا چشمے اور نہرین ہین گلہائے سرخ سے عروس صحرا کا پیرہن گلرنگ
ہے پھولونکی مہک سے دشت رشک تاتار ہے رنگستان کے روبرو کوئی مشوق آنکھہ نہ ملا
سکے سارا لالہ رشباب مرن ہوجائے کوڑیالے کے مقابل زلف پیچان بل کھائے سبزہ اوس
جگہہ کا سبزورنگونکو فرب مین لائے خار صحرا مژگان حسینان جہان کو شرمائے جوانان چمن کے مقابل ہر

قدون کے قامت موزون خمیدہ ہوکر جھک جائے **مؤلف** پھاڑون پر اوگا تھا ایسا سبزہ + زرد گون تھا جس سے صحن صحرا + بھرا نہرون مین اوسجا آب شفاف + روان ہے ساتھ خوبی کے بہت صاف + گل خودرو سے وہ صحرا تھا گلشن + عروس دشت پر از بس تھا جوبن یہ محو خسار و زلف گل و سنبل دیکھنے لگا اوس جا ٹھہر کر آرام گیر ہوا جنون کو رخصت کیا اور آپ مع رفقا آگے بڑہا تھوڑی راہ طے کی ہوگی کہ سامنے سے ایک قصر اعلے اور مرتفع نظر آیا اسنے رفیقون سے کہا کہ اس قصر کو دیکھ لو پھر شہر مین چلو تا جر نے عرض کیا کہ یہان دربان اور پاسبان شاہی ہونگی آپ کو مانع آئین گے جب اس جگہ سے ملا ہوگا اور دختر شاہ آئینگی اسی قصر مین اوترینگی اس مکان کی پشت پر ایک بارگاہ عالی استادہ ہے اوسمین قہرمان عدو سوز آکر اوترتا ہے دروازہ پر اوسکے ایک نقارہ رکھا ہے جو کوئی اوسے بجاتا ہے بادشاہ روبرو بلاتا ہے شرط کا اظہار کرتا ہے فتاحی طلسم کا اقرار لیتا ہے جب بخوبی یہ سامان دیکھے مین آتا ہے جب شاہ روبرو بلاتا ہے ابھی آپ شہر مین چلکر آرام کرین کسی کاروان سرا مین اوترین یہ سنکر شاہزادہ اودہر سے پھر اشہر کی طرف رخ کیا سامنے سے در شہر پناہ کو ملاحظہ فرمایا تو ایک دروازہ عالیشان بطور قلعے کے آراستہ دیکھا دروازے اوسکے مثل فیل مست کے مھوم رہے تھے لعل اور گوہر بچراغ تعبیہ کیے ہوئے تھے اور کئی لاکھ سواران جرار کی چھاؤنی سامان حرب وضرب تمام مہیا افسران فوج مسلح و مکمل آراستہ غرض شاہزادہ شہر مین داخل ہوا شہر کو گلزار پایا بہت قطعہ زمین کشادہ دنگ ہوتی تھی رنگینی دکانون کی عجب نیرنگ دکھاتی تھے زمین و مکان کی پستی و بلندی سے ہموار ہر کوچہ و بازار طرحدار دروازے رعایا کے مکانون کے مثل دریچہ ہائے آسمان کشادہ مسکن حور و غلمان ماہرویان حور مثال ہر جانب سرگرم ناز عجب انداز یہ کیفیت تھی کہ گویا انے مجلس نشاط ستارونکی ترتیب دی تھی زہرہ جبینونکی دعوت کی تھی ہر تختہ امکان مانند حوصلہ

کاملون کے وسیع اور بلندی اونکی مانند مرتبہ قابلون کے رفیع دکاندار تخوتیز دکانونمین مثل اختر متاع سیمر خوبی کے جلوہ گر گہ جیسے آفتاب رونق افروز بیت الشرف گہما گہم ہر طرف دکانون سے خریدارون کو سعادت و بہبودی مثل غبار دحاصل ہوتی تھی ذرات زمین انجم افلاک کو داغ دیتے تھے چمک دمک کو فروغ تھا کسیجا کی عمدگی کا ذکر اوسجا کے سامنے دروغ تھا تاجرون کے اسباب کی آرایش ہر طرح کے اشیاے نادرہ کی زیبایش ایک طرف بزاز مثل اطلس گردون اطلس کا فرش بچھائے ہر قسم کے کپڑونکا ڈھیر لگائے بیٹھے تھے جنکی صفائی پر انسان ماتھہ ململ کے رہے مخمل سحاب شرمائی گلمدنون کو لبھاے آب روان کی صفا پر گوہر جا در آب مین منہ چھپائی اور شبنم کو دیکھکر فلک اشتک شبنم گرائے گریبان ہر کلیہ مین تار تار ہوجائے جامہ تن زیب بدن نکرکے اپنے جیتیھرون سے بیزار ہوکر نفرت کھائین ایسا وہانکا کہ یاد لکو بھائے ایک طرف جوہری جواہر کا انبار لگائے تھے کہ جسپر چرخ زمردفام جوہر انجم نثار کرے خریداری کا شوق اظہار کرے گوہر کی آب و تاب پر صدف آفتاب سینہ سوزان رہے بلکہ جل جاے رشک سے اپنی ضیا کی آبرو کو خاک مین ملائے عقیق و یاقوت لب لعلین شایدان شنگول کو شرمائے مرجان پنجہ نگارین مشعلہ رویون سے پنجہ لیجائے ہر ایک جوہری مقبول انام کہ ہیرالعمل جنکے غلام کا نام مسباط خانے کی سجاوٹ بازار کے ہر ایک جنس بے بہا کی لطافت جابجا ئینے نصب کہ جنکی صفا پر غبار مرات صافی دلان کو زنگ غیرت دلاتی چیزین نفیس بیشمار اجناش غریبہ کا انبار ایکطرف حلوائیون کی دکانین خوشگوار کہ جنکی شیرینی کی حلاوت کے روبرو ہر صیر مکا ذائقہ ناگوار امرتیان مسلسل مزیدار رائی کے شنگ کرنیسے شکر بنی حاصل ہو شیرین دہن کیا مجال جو مقابل ہو فصیحونکا لب بند نبات کرسکین لب شیرین جانان کو نام دہرین ایک طرف تنبولیونکی دکانین دلپسند شنگرف نما جہانکی پان پستہ رنگون فریب مین لائین ہر ایک عیرت سے کٹ کٹ جائین سپیدہ صبح اونکے سامنے کافور ہوجاے

سرخرو ہونکا دسا ور بگڑ جائے کہین دلالونکی گفتگو اور بول چال مردم شماغلبہ ین خوش رفتار
مرفہ الحال سقون کے کٹورونکی جھنکار طوائفونکا کمر و پیچ ہجوم عاشق تنونکی دھوم صنعگیرنون
کے تخت آراستہ اور دکانین حکاک نگینہ سازونکی پراستہ کہین سادہ کار خوش پرکار کہین
صراف وساہوکار کسی جا گلفروشونکی بہار کہین روغن فروشونکی قطار کہین نان پزون کی
دکانین قطعدار غرضکہ عجب شہر آباد رعیت دلشاد ہر طرف ناظر وکوتوال شہر سرگرم اہتمام بہت
انتظام شہزادہ سیر دیکھتا ہوا ہمراہ تاجر ایک کاروانسرا دریافت کرا وترا وہان رفیقون نے تمام
سامان آرام مہیا کردیا یہ اوسجا آرام گیر ہوا در جانان کا فقیر ہوا اسیطرح چندے فرقت دلدار
مین اسکی یاد رخسار وزلف مین ہر شام سحر کی یہانتک کہ وہ مہینا تمام ہوا اور میلے کا ہنگامہ
شروع ہوا شاہزادہ صبح کو مع تاجر اور وزاق شہر کے باہر آیا جب اوس دشت مین پہونچا
دیکھا تمام خلقت اوس شہر کی گروہ گروہ روانہ ہے عجب جلسہ ہے یہ دلگرفتہ آتے آتے اوس
قصر کے قریب پہونچا دروازے پر اوسکے ایک شخص نہایت ضعیف کرسی زرین پر بیٹھا تھا اور
بہت سے حاجب اور دربان اپنے اپنے عہدے پر سرگرم کار تھے نہایت ہوشیار تھے جب شاہزادہ
قریب پہونچا اوس مرد ضعیف نے حیرت سے اسکے جانب دیکھا محو دیدار ہوا اور اسکے حسن
وجمال اور شوکت اور صولت کو دیکھکر بیساختہ عقل وہوش کھو سلام کیا اور کہا کہ اے
سرو گلشن خوبی کہانسے آنے کا اتفاق ہوا شہزادے نے کہا کہ تاجر ہون میرا مال واسباب
دریا مین غرق ہوا جہاز تباہ ہوگیا مین بیغیرت تھا جو جیتا رہا ڈوبتا تر تا یہان آنکلا اب نہ نوکر
ہے نہ خدم ہے یہ دل بیچارہ گرفتار رنج والم ہے اوس پیر نے کہا کہ مین ملازم ملکہ خورشید جمال
ہون یہ بارگاہ اور مکانات میرے حوالے ہین اگر تم قبول کرو تو تمکو سیر دکھاؤن شاہزادہ
نے کہا کیا مضایقہ ہے مین تو خانمان آوارہ ہون بیچارہ ہون اوسنے اوسکو پیشانی پر بوسہ دیا

اور اوس قصر کے اندر لایا ہر ایک درجہ قصر کا شہزادے کو دکھایا کیا تعریف لکھون اور کیا توصیف کرون
لکھنے اوطاق طاق کسرے اور فریدون پر طعنہ زنی کرتے تھے خوبی کا دم بھرا تھا شہ نشین بصد فروتمکین بنے
سقف ایوان عظیم الشان صحن مکان صحن آسمان یا عرش نشان در ہاے محراب دار جیسے ابروان شاہد
دلفریب دروازے مثل چشم بعنبان مست باده حسن کے جھومتے کچہ بند کچہ کھلے ہوئے عجب قصر دلکشا
بیقصور کہ جسکی لطافت کے حور و رضوان گواہ بلکہ رشک قصور جنان اگر اوسکے درون کی محرابون
کو ہلال فلک کہون تو جریح کی بار احسان سے پشت خم کرون اگر اوسکی زمین کو رشک سپہر چارم لکھون
تو مسیحا کو ارزومند کرون طاق اندیشہ کا کیا امکان کہ وسعت صحن کی طول و عرض کو پیمائش
کرے مہندس خیال اگرچہ فن تکثیر مین طاق ساتہ خوبی کے جفت ہے مگر مربع اور مدور اور مثلث
کی تکلیف سے مالایطاق ہوکر کبھی نہ ناپ سکے سقف منقش مثل گلشن جنان قبہ ہاے مکان
گنجینہ قارون یا غیرت شمس آسمان صفائی عمارت اور دیوار و در پر آئینہ سکندر حیران حلقہ ہاے
طاق جام جہان نما اگر نظر تماشا بین عرفہ حیرت سے دریجات دیکھے منازل قمر تصور کرے رشک
بروج آسمان و مقام ثوابت و سیارگان غبار زمین اگرچہ خاکسار مگر مرتبہ مین کحل الجواہر یا طوطیاے
چشم حوران اور بلندی کو اوسکی اگر فکر محاسب بہت طول کرے تو کنگرہ عرش عظیم لکھی ہر پایہ اوسکا
کرہ ارض سے تا سما بھونچا ہوا ایسا بلند پایہ ستون ہر ایک طبقہ آسمان سے ملا ہوا اگر معمار عقل نردبان
فطرت لگائے اوسکی برتری کی انتہا کو نپائے گنبد نیلی سائبان اوسکی گنبد کے گرد آوری پر نثار
قصر قیصر اوسکے آگے تاریک تر کاخ پرویز کا سینہ ہر روز فراخدار پر صدا خدا رمشکوی خاقان ختن کو مشک
مثل نافہ خشک رو بر داوسکے تنگ اپنی وسعت سے بیزار محل اسکندر روم کو زنگ عبرت خانہ فغفور
کو اوسکی حوالی رنگین آتش حسرت دارا ے ایران اوس در کی دربانیکا خواستگار اگر بہرام فلک اوسکی
منظر نگاہ سے نظر کرے برج بہرام فلک کہی منزل سعادت کہون یا جاے نزول رحمت لکھون

لیکن لایق نہین جو بیت اللہ سے مشابہ کرون راے مسلم سے بعید ہے مگر بیت الشرف تو ابت
کہون لیکن دل تماشا بین اوسیکے طوف کا مشتاق ہے اسوجہ از راہ ادب احرام تو نکہون بلکہ بریم رچت
کہنا روا ہے ایوان جم کا شانہ کسرے لکھنا تنگ حوصلگی ظاہر ہے گردون سے تشبیہ دینا دون
ہمتی باہر ہے فرش وہ کہ جسپر دیباے فلک اطلس رشک سے کبود ہو اوس مکان مین آراستہ
شیشہ آلات روشنی کا غیرت دہ ضیائے مہر و مہر جا بجا موقع پر سجا اعلام نور کا ہر جا اسباب لگا فانوس
اوسکی رشک قندیلہاے آسمان ہانڈیان جھاڑ بلورین کنول نورانی اور نشاط افزا پردے
رنگ برنگ کے رنگین جنکی دوڑیان مسلسل رشک سلک مسلسل عقد پروین و ثریا بندش
کے تکلف کا سلسلہ اور وسط مکان مین درخت گلونکی بیشمار ہزار در ہزار قرین بخیتہ وہان بنی ہوئی
اوپر تمگیرے باسلک با بے مروارید استادہ عود سوز اور عنبر سوز گرد رکھے خوشبویات کا بخور
ہوتا کچھ صحیفہ خوان جنکی شکلین نورانی قباے فضیلت پہنے اور عمامے سر و نیر باندھے صحیفہ
خوانی مین مشغول تھے شہزادے نے وہان فاتحہ ہر ایک قبر پر پڑہی اوس پیر نے کہا کہ اے
شہزادے اب وقت تشریف لانے ملکہ خورشید جمال کا قریب ہے یقین ہے کہ سواری اثنار راہ
مین ہو یہان اہتمام زنانہ ہوگا آپ بالاے بام چلکر آرام فرمائین میلے کی سیر و کیفیت ملاحظہ کرین
وہان کوئی نہین جاتا ہے بخوبی میلا دیکھنے مین آتا ہے جب ملکہ عالم تشریف لیجائینگی پھر جہان
جی چاہی تشریف رکھیے گا آپ کا گھر ہے کوئی مانع نہوگا اسکا تو جی چاہتا تھا کہ کسیطرح جمال محبوب
کو دیکھون فرمایا بہتر ہے تمھاری خوشی سب سے اولی تر ہے یہ کہکر وہ اوج دہ خاکسار ان بالائی
بام آیا وہان بھی ایک شاہانہ مفرق استاد تھا مسند شاہانہ گسترہ تھی اور سامان عیش و نشاط
مہیا تھا شاہزادے نے آکر آرام کیا و پیر اپنے رفیقونکو اپنے ہمراہ دروازے پر لایا اونکو وہان بٹھایا یہان
شاہزادہ میلے کی کیفیت دیکھنے لگا عجب جلسہ نظر آیا ہر طرف خلقت کا اژدہام پایا دوکان داروں نے

قرینے سے سرکون پردوکانین اراستہ کین اور فرش تماش تمامی کا بچھایا اطلس ومشجر کے پردے باندھے
آئینے دوکانونمین نصب کیے اور لباس زرق برق پہنے ہوئے پگڑیان رنگین گلنار نارنجی شفتالوی
سرون پر باندھے ہوئے گلون مین انگھرکھے کمر سے بنارسی ڈوپٹے لپٹے ہوئے ایکطرف کو جوہریون
نے جواہر کا انبار لگایا رویے اشرفیون کا ڈھیر کیا جواہر کے ڈبے کھولے ہیرا پنا گوہر شبچراغ لعل وفیروزہ
یکھراج زمرد نیلم کی پرکھ جانچ ہونے لگی اور بزازون نے دوشالون کی بدریان تھانونکی گٹھریان
کھولین ایکجانب حلوائی طرح طرح کی مٹھائی سونی چاندی کے تھالون مین چنکر خریدارون کو زینت
دلانے لگے ایکطرف سبزہ فروشون نے دکانین جائین ہر ایک کنجڑن سنگرن ماہ پارہ میوے خوشگوار
بیچنے لگین مگر میوہ مثل سیب زنخدان نارپستان بادام چشم سے ہر ایک خریدار کو لبھاتین تھین
وہ ہرے ہرے پتون کی چنگیرین بنانا اونمین نزاکت اور خوشنمائی سے ترکاری کا رکھنا اسپمین چھیے
چھاڑ کرتے جانا اپنے اپنے جوبن کی بہار دکھانا کہ ؎ صدا اپنے عاشق سے یون نعرہ زن ہے کہ
لے نارپستان وسیب ذقن ۔ تمام بازار آراستہ ہوا شاہ کی جانب سے کچھ سقے آئے کھاردے کی
لنگیان باندھے مشکون مین گلاب کیوڑا بید مشک بھرا دہانون پر مشکونکے ہزارے کا فوارہ چھوٹا
ہاتھونمین کتھا اور منھدی لگی اونھون نے آکر خوب چھڑکاؤ کیا پانی کے البشار نے ساون بھادون
کی گھٹا کو شرما دیا بلکہ آب خجالت سے نہلا دیا ایکطرف تخت پر نبولیون نے رنگ جمایا ایکطرف بھنگیرنون
کو پایا کہ ایک ایک اونمین عابد کش اور زاہد فریب تھی عاشق تن اونکا دم بھرتے پھر پھر کے اونھین
پر میل کرتے انکے سامنے شیشے کے حقے مغرق زر کیے نیچے اوپر رکھے چلمون پر خبر چرخ آتش حسرت
سے جلتا نئے سے رنگ بدلتا شہر کے تماش بین جوق جوق آنے لگے کچھ صاحب سرور رندانہ مشرب
نے قریب بھنگیرنون کے آکر جمگھٹا کیا چرس پر دم ڈالا گونہ سرور ہوا قریب جاکر بیٹھے دف یا دائرہ
ہاتھ مین لیا شعر شیشے کی ترنگ مین پڑھنا شروع کیے کہ ؎ نہ آزاد ہے کے دم مین بھینچ دم چرسون کے

رندونمین + پیارے فرق ہے دمہی کا مردی اور زندون مین + کبھی کہتے تھے فرد نہ آزاد کے بہکانے
مین تو جو دہن کا پکا ہے + بہشت ایک باغ ہے دوزخ فقط شرعی دھرکا سے + طرہ اور کلغی وائرہ
بجاکر گانا ارے اومیان کا شور مچانا کہین ستار بجتا دوتارہ چھڑتا انواع طرحکا سوانگ آتا ساقونکی
آنکھونمین سرخ سرخ دورے نشے سے پڑے ہوئے لوگونکا اوازے کسنا اونکا مسکرانا غرض اب خوب
میلا جما ہر طرف خوانچے والے مٹھائی کھٹائی لیے پھرتے تھے کہین گلفروش کہ کوسے پھولون کے گہنے ہاتھ مین ہار
کاندھی پر ڈالے معطر بیلا کہتے تھے کہین قلیان دھوان دھار ساقی پلاتی تھے اور ایکطرف شرفائے
روزگار سیر کنان مع دوست واحباب جمع تھے سواریونسے اوترکر واسطے دیکھنے سیر وکیفیت میلے کے خرامان
خرامان روانہ تھے اور سواریونکی گھوڑے یا پالکی نالکی فیل معہ ہودج واناری اور ننگی کسی سمت تھی
تھی کسیطرف کچہ لوگ علیحدہ فرش بچھائے افیون کا شغل کرتے تھے گنے خوشنمائی سے چھلتے تھے
گنڈیریونکی تقسیم کا عجب رنگ کہ ہر شخص شریک صحبت کو پہونچ جائے تھوڑی ہو یا بہت سب کے
لبون تک ضرور وہ چیز آئے ان لوگونکی صحبت اختلاط دیکھکر اور محبت دوستونسے انسان کو زیادہ
ہوجائے کہین کوئی شعر ایک کے جواب مین دوسرا پڑہتا دھولک بجتا اہل پولس کو توال شہر سرگرم
انتظام چوراہہ کٹ اوچکے کی فکر مین سزا دینے کے فکر مین عجب طرحکی گہما گہم دھوم دھام بارونق
کی تھی ہر طرف جمگھٹے شاہدان بازاری سے آنکھین لڑانا اما اور اشارون سے اونکا مسکرانا کہین
کسیکا بھروپ بدلنا جانورونکا مثل میمون وخرس بازی کرانا کہین نانگون کا رقص کرنا چکارے
بجانا بنیے اور بقالونکا بیٹھکر اونکا راگ سننا کہین نگرے کاندارون نے استاد کیے وہان بھی لوگون
شہر طفلان ماہ پیکر نغمہ پرداز کسی جامطربان خوش آواز کہین اندر سبھا کہین سنپیرے کا ناچ ہوتا
بنیے بقال اوسجگہ بڑی رئیس حلیون کا اور زیلون کا بیناوفرش پر چوتون سمیت آبیٹھنا شعبدہ بازونکا
پھرنا دفلے اور بانسری تختون کے آگے بجتے ہوئے کہار تخت اوٹھائے ہوے بازیگر مونڈھونپر سوار زیور

طلائی اور نقرئی پہنے اساحرون کی صورتین بنائے استاد کی جے بولتے ترسول اور منسول لگائے شعبدہ
رنگ برنگ کے کرتے کسی جا جواہر اور اشیائے تجارت خرید و فروخت کرتے کہین بساط خانہ کہین
جانورونکا بازار کہین کہار کھلونے بالے بھولونکے کہلکے بیچتے کہین صراف چادرین بچھائے روپے
پیسونکا ڈھیر لگائے لین دین مین مشغول تھے غرض اسیطرح کے سامان معقول تھے شاہزادہ دیکھ
رہا تھا کہ یکایک شور و غل مچا اور نشان ہاتھیون پر نمودار ہوئے تاش تماشے کے پھریرے اوڑتے ہوئے
ہاتھیون پر زرد و سرخ جھولین پڑین نشان بردار بہت نفیس پوشاکین پہنے علمونکو جلوہ دیتے
آگے بعد اونکے بہت سے شتر جنکے زینون پر شترنالین طلائی لگین زنبورچیونکے گلون مین قبائین زرد
گلنار پڑین سر و پر قزلباشی ٹوپیان پاؤن مین موزے پہنے اور اونٹون پر جھولین بانات سقرلاتی چار
حاشیہ کی ڈالے ہوئے نکلے اور سیاول چوبدار مرد ہے سامان ماہی مراتب اور ہزار بارہ سے خاصہ پر
باہم تھیل کے تھیل باندھے بانات جوتی چرمائے کمر و نسے ساز سینگرہ لگائے مندوقین توڑے دار
لیے جنپر غلاف بانات کے چڑھے مشروونکے پاجامے اطلسونکے دگلے پہنے نکلے پھر نقیب اورزین لگاتے برچھی
عمر دولت شیران بہادر ادب سے اور تفاوت سے غل مچاتے کہ ہلانون ہوا نوبر ہے جایو ہا
دو جانب سے باگین لیے آیو اوسکے بعد ایک بادشاہ پرشوکت وجاہ تخت پر سوار تاج شاہی بر سر
اور لباس فرمانروائی چارقب شہنشاہی دربر مالے موتیونکے پہنے جواہر بازو پر باندہے داب
کہ جسکے پر زر و پر دل انسان کا پرزے پرزے کمر سے لگائے دونو جانب تخت کے وزیران سلطنت
مشیران اہبت ہمراہ چنور بال ہما کا لیے مگس پرانی کرتے اور پس تخت بہت سے افسران فوج اور
رسالدار مسلح مکمل کچہ پیادے ہاتھونمین فقط تلوارین لیے جنکی سبز و سرخ کوتھیان نقرئی و طلائی
اوپر پڑے ہین اور مرد ہے نواب ناظر جلال ادب کا اور فرق زنجر ڈالے ہوئے اور ہر ایک کا مجرا اور
سلام ادا کراتے ہوئے اور ایک سکھیال جسکی کہاریان برق وش پری چہم ہمثال اور

اور اوسمین ملکہ خورشید جمال سوار جیسے آفتاب برج حمل مین تابان اور گرد اوس سکھپال کے ہزار بارہ سو
لیکر ان زرین پوش کی سواریان غرض آتے آتے بادشاہ بارگاہ مین داخل ہوا اور سواری ملکہ کی اوس
قصر مین اوتری شہزادے نے بام پر سے دیکھا کہ بیچ مین تو ملکہ اور گرد خواصونکا ہجوم ہے عجب ایک
دھوم ہے جیسے گرد ماہ تابان سیارگان ہوتے ہین ملکہ خواصون کے کاندھون پر ہاتھ رکھے آہستہ آہستہ
خرامان ہے اور اوسکے حسن و جمال کی کیا صفت بیان کرون کہ زلفین عنبر بو مشکفام لیلائے لیل کو شرمائے
دل عشاق کی پریشانی پر ذرا رحم نکھائین مسلسل اور پیچدار لاکھون دل حسین پھنسے رہین کمند گردن
خواستگار باد صبا اوسکے بوئے دل آویز پر نثار جس سے دماغ آہوان دشت ختن معطر رشک سے خاطر
تتار تتار تتار کہ ہوس تری زلف کی بو کو جو باد صبا گئی لیکے ختن مین زرا خطا ہوا اونھین شوق جو
دید کا تیری ہوا کوئی آہو بدشت ختن نر ہا بلکہ غالب فرماتے ہین بیت نیند اوسکی ہے دماغ اوسکا
ہے راتین اوسکی ہین تیری زلفین جسکے بازو پر پریشان ہوگئین اور جبین نور اگین کو جاے
طلوع صبح کہون یا مطلع حسن لکھون یا یوم سیمین تصور کرون مگر قسمت سے مضمون ہاتھ آیا جو
پیشانی تھی وہ پیش آیا یعنے پیشانی کو رتبے مین سپھر خوبی کہون اور افشان کو ستارے لکھون لمولفہ
دیکھکر پیشانی اوس مہ کی شب تاریک مین بمنجملہ تاروں کا گمان ہوتا ہے افشان کیطرف لیکن
خیال نازک سے بعید ہے یہ گفتگو ناشنیدہ ہے کہ پیشانی نورانی کو آسمان سیہ رو سے ہمسر کرون اور
تشبیہین شعلہ حسن وغیرہ کیا دون قلم شرماتا ہے کاغذ چین برجین ہوا جاتا ہے ان سب سے علیحدہ
نور طور کہون خلاصہ یہ کہ قدرت خدا لکھون اس کلمے پر کلیم کو حیرانی ہے ناقصون کے نزدیک
لن ترانی اور سرگردانی ہے مگر نزدیک صاحب معرفت سربلندی ہے یہی تحریر تقدیر کی ارجمندی ہے
اور ابروان خمدار منقوس کو کمان ترکان چشم یا سرو سہیان کہون یا محراب مقام سجدہ لعبتان جہان لکھون
یا شاعر قدرت نے مطلع حسن تحریر کیا یا ساقی ازل نے خمخانہ خرابات کے نزدیک

مسجد تعمیر کرکے اپنا گھر بنایا یا دست و بازوے جلاد حسن پیدا کیے یا واسطے مردم چشم کے تیغے موجد ایکیے اور
مژگان کو خدنگ ابروے کمان یا واسطے تاراجی کشور دلہاے عاشقان صفین ترکان چشم کی آراستہ
یا آشیانہ مرغ نگاہ اور چشمان مست کے روبرو تو نرگس شہلا شرماے بیمار ہو جاے قیامت کے قیام کی جا
اجل کا عاشقوں کے رہنے کا ٹھکانا اوس مست حسن کے روبرو ہر ایک ہوشیار سرشار ہو جاے اون
آنکھون کے روبرو سامری بھی فریب کھائی غزالان دشت آنکھہ نہ ملائین انسان کیا حورین تک
شرمائین وہ آنکھین وقت غضب نیرنگی ایام کی کیفیت دکھائین سیاہی اور سفیدی پر لیل و نہار تصدق
گردش پر گردش روزگار شید اکیا امکان کہ زمانہ خلاف ہو کب اوسکی تقصیر معاف ہو جاے و لیکن سحر
آفرین سرمہ و بنالہ دار کو زبان آہوے دشت حسن کہون یا موجہ چشمہ نور و لطافت لکھون لمعۂ الفت
آنکھین اوستاد سامری تھین ہوشے مین شباب کے بہری تھین ۔ دنبالہ کب اونمین سرمے کا تھا
بیمار کے ہاتھ مین عصا تھا ۔ اور رخسار نازک و شفاف کے روبرو نیر اعظم خیرہ اوسکی ضیا
شرماکر نقاب سحاب حائل عارض کرے قمر کا سینہ اوس رخ کے سامنے داغدار بلبل اونھین دیکھکر
اپنے گلونسے بیزار جب آفتاب رخسار ولبسے آنکھہ نہ ملا سکا شرماکر اپنی ضیا سے لعل بنایا وہ بھی
برابری مین ہمسنگ ہوا اوسکے لب لعلین نے اوسکا بھی رنگ مٹایا شمس و قمر شب و روز شہود
دیدمین سرگردان آئینہ سکندر حیران لیکن مصحف براے تلاوت عاشقان اور تابندگی سے
فقط سورۂ یٰسین ہی لکھیو جب بھی قرین اعتقاد عاشقان اور دہن تنگ صورت غنچہ خموش بلکہ گل
وغنچہ کو کبھی منہ نہ لگائے کہ اوسکے منہ سے تو بو آتی ہے یہ دماغ اوسکا کہان طبیعت سونگھنے
سے گھبرائے اگر کبھی لب نازک سے بات کرے زبان کے ملنے سے یہ ثابت کہ رگ یاقوت پر
نشتر لگائے شیرینی گفتگو کی فصیحو نکالب بند کرے وہ لب قرار وصل عاشق نہ پسند کرے کبھی
وعدہ پورا نہو امروز فردا ہمیشہ رہے جب وہ مرجاے اوسوقت شان مسیحائی آشکار ہو ایک

کلمہ اقرار مین زندہ جاوید ہوجائے اور چاہ ذقن مین صدہا یوسف دل غرق ہر ایک کو عزیز بنا دے اوسکے عشق مین بڑے بڑے صاحب تمیز گلوئی نازک مین سرخی کی پان کے لگیر جیسے بیاض گلو پر مطلع حسن شبنجرف سے تحریر یا مئی گلگون شیشے کی گردنسے نمایان اور سینہ بیکینہ نسبت عاشقونکے پر از جور و جفا پستان کا اوسپر اوبھار گویا نخل حسن مین ثمر نور اظہار صاف و شفاف بقول مولوی فرد ؎ سطح سینہ پہ ترے اوبت نوخیز کیا ٭ اوبھرا اوبھرا نظر آتا ہے کچھ اوٹھا اوٹھا ٭ وہ اوٹکا نکلاپن کہ واسطے عشاق کے سنان جگر فگار فرد ؎ نارپستان کی کیا لکھون تعریف ٭ یہ تو میوہ ہے باغ رضوان کا ٭ اور شکم کی تعریف بوجہ سیمین پرانی بات ہے مگر منبع حسن بھی ایک صفات ہے اور یہ بات سب پر آئینہ ہے کہ سکندر نے اوسکے شکم پر جسدسے پیٹ مارا آئینہ بنایا مگر مقابلے کے وقت قلعی کھل گئی رشک کھا کر اندھا ہوا الیسا دلمین غبار آیا اور کمر تو استاد زلف کہ اسکے پیچ و تاب نے اوسکو انداز بل سکھایا اسکی ہیروی سے اوسمین پیچ و خم آیا مثل عنقا بے نشان مگر نام آوری سے صاحب نشان تا خط شعاع مہر یا آئینہ شکم کا بال لکھون تو بھی زیبا مگر ناف کی گرہ سے یہ عقدہ کہ شکم بحر حسن اور موے کمر موج ناف گرداب ہے کہ دل عاشقان شیدا کا اوسمین غرقاب ہے آگے جاے خاموشی مقام شرم ہے کئی تشبیہین لکھتا ہون یہی کافی ہے اگر بہت مشتاقی ہے گندم آدم فریب مشہور ہے ؎ بزیر دامنت چیزے عجیب ٭ نگاف گندم آدم فریب ٭ دل نے دو چشمی ہی کا سراغ تجویز کیا اور نہال حسن کا تھالہ کہا پھر دو ہلال کو بھی ایک جگہ دیدہ دل نے دیکھا اور ساق پا کو شاخ بلور لکھا پھر شمع نورانی روشن ہوا کہ بیت لے سر سے تا بہ ناف تو تھا حور کا بدن ٭ رانین بنا بلور گوندہ کے سیدا شہاب مین ٭ پاؤنمین قیامت کی چال کفک پا حنا سے لال جسکے مقابل شفق چرخ شرمندہ جیسا آتش نے فرمایا ہے آتش چرخ نیلی ہے بہت اپنی شفق پر نازان بام پر آکے ذرا تو کفک پا دکھلا ٭ بلکہ ناسخ کا یہ قول ہے ناسخ صانع عالم نے

جب تیرا بنایا کالبد + پاؤں صندل کے بنائے اور اگر کی ایڑیاں + ٹھوکر سے پاؤں کا اعجاز مسیحائی پیدا رفتار سے قیامت برپا آتش شکر روز قیامت بہت بے اعتقاد + لا کبھی اپنے شہیدوں کی بھی مدفن پر پایا

غرض عجب انداز سراپا تا سراپا

بت بین اللہ کی قدرت کا تماشا دیکھا — وہ تجلی تھی کہ موسیٰ کے بھی اڑ جائیں ہوش
غرق دریائے جواہر ہیں قدم سے تا فرق — زیور نور و صفا زیب بدن گوہر پوش
کان کی بجلیوں میں تابش برق سر طور — اختر بخت بصیحان تھا کہ نجم در گوش
روئی تاباں تھا کہ میری شب امید کی صبح — میری طالع کی رسائی تھی کہ گیسو سر دوش
وہ جبیں جسکے محبت کا دل بدر میں داغ — خم ابرو وہ کہ جسکا مہ نو حلقہ بگوش
چشم میگوں وہ جو توبہ شکن زاہد ہو — چشمک مست وہ ذیہوش ہوں جس سے مدہوش
حلقہ چشم سیہ یاد میں نہ ناز + — مردمک آنکھ میں یا غنچہ بادہ فروش
متحرک لب نازک تھے بسان گلبرگ — متبسم صفت غنچہ دہان خاموش
شیشہ میکدہ حسن گلوے زیبا + — جسمیں معمور نزاکت کی شراب سرجوش
حور آئین و قمر طلعت و آئینہ جمال — نسترن پیکر و شمشاد قد و گلگون پوش
کبھی غمزہ کبھی عشوہ کبھی شوخی کبھی شرم — بیحجابانہ کبھی جلوہ نما گہہ روپوش
جنبش لب کا ارادہ تھا کہ کچھ بات کرے — ناز کی کایہ اشارا تھا کہ بس بس خاموش

جب یہ شاہزادے نے جمال مہر تمثال ملکہ خورشید جمال کو دیکھا یا تو ایک پارچہ کا غذ پر دیکھا تھا اب تو ہزاروں ناز و انداز سے معائنہ کیا یہ کیفیت ہوئی کہ **ابیات** ملک دلپر عشق نے جب آنکر قبضہ کیا گھر لیا املاک میں اور ننگ پر دھوے گیا + بھیکر کو پہ بکو چہ وہ بدہ فوج جنون + کر کے تسخیر بھیجنا عمل برپا کیا + دفعتاً ایک سناٹا آیا اگرچہ اپنے تئیں سنبھالا مگر غش آگیا وہان

لحلے وغیرہ رکھے تھے اوسکی خوشبو سے جب غش سے افاقہ ہوا پھر محو نظارہ جمال یار ہوا دیکھا تو ملکہ اون قبر وں کے قریب نگیرے کے نیچے جو مسند بچھا تھا جا کر جلوہ فرما ہوئین اون عاشقون کی روحین بلا گردان ہوئین بلکہ شرمندہ ہوئین کہ آتش حد پر یار آیا ہے میرے شرمندہ کرنے کو + نہ منہ دکھلانی کی جا ہے نہ موقع عذر خواہی کا غرض جب تک محبوب سامنے جلوہ گر رہا شاہزادہ کلچین گلشن جمال تھا یہانتک کہ شاہ روزگار نے نقاب سیاہ پر نور شکین ظلمت کی رخ زیبائے نہار پر ڈالی اور شاہ انجم تخت فلک پر جلوہ فرما ہوا شاہزادہ آہستہ سے زیر بام آیا اور اوس پیر سے ملاقات کر کے کہا کہ مین اس حیلے مین پھر چلکر آتا ہون اوسنے عرض کیا کہ سواری موجود ہے سوار ہو کر سیر کیجی شہزادے نے کہا کہ مین ابھی آتا ہون تھوڑی دور تک جاتا ہون یہ کہکر وہانسے روانہ ہوا قریب بارگاہ بادشاہ یعنی ملک قہرمان عدو سوز پہونچکر نقارے پر چوب لگائی سپاہیون اور چوبدارون نے آگاہی پائی اور یہان بادشاہ کے کان مین بھی صدا آئی حکم دیا کہ کوئی اجلگر فتہ کشتان کشان اس دشت مین پھر آیا ہے خبر سانے لاؤ اوسکی کیفیت ہمین دکھاؤ کچہ لوگ آئے شہزادے سے کہا چلیے شاہ نے طلب کیا ہے یہ پیام اجل آیا ہے اسنے کہا ؎ تا سر ندہم پا نکشم از سر کویت + نامردی و مردی قدمی فاصلہ دارد غرض کب دریغ تا ہون چلو چلتا ہون غرض اوس بارگاہ مین شہزادہ داخل ہوا دیکھا تو عجب بارگاہ عالی باستادہ ہے فرش شاہانہ گستردہ ہے اور سامنے ایک چہل ستون آراستہ ہے چمن بندی کی ہوئی جواہرات کے درخت جنکی خوشونین عطر بہرا ہے ستونونین جواہر کی پچی کاری ہے طنابین ابریشم سرخ کی زرتار ہین میخین طلائی نگیرے خوش نگار ہین شاہان اولوالعزم کے اکٹھے کرور سوارون کے درجے اوسمین بنے افسران فوج اور صوبداران سلطنت چہل ستون مین زیبدہ کرسی دو نگل مین پہلوانون کی چنگل مین اور حکیم ندیم بارہ سو شاہان روئے زمین حاضر ہین اور سامنے تخت پر ایک بادشاہ جلوہ گر ہے وہ تخت کہ موج لوایح تلمیع تھا جواہر اعلے اور بیش بہا اوسمین جڑے تھا اور اوسکی رفعت مرتبہ پر

فلک زمین بوس خدمت تھا ہر ایک پایہ پر فتح وظفر کو قرار اور جاہ علو کو مانند مجرائیون کے اوسجا بار ہین و
برکت جلیس ہین ولیسار دولت وثروت انیس ہر ایم فلک جہان کے انتظام مین مشغول ہونا آرام جانے
کیوان و برجیس کی زبان پر بارک اللہ مگرکب اوسکا رتبہ پہچانی روزگار کی زبان اوسکی ثنا مین یوم السبت
والخمیس کو نہین بلکہ ہمیشہ ماشاء اللہ گویان دبیر فلک کی منزل سعادت اوسپر قربان سد عجب بارگاہ
عجب گیرودار ہا۔ تو گوئی کہ یک عرش وکرسی ہزار ہا عجب اوس بارگاہ کا ڈھنگ وضع ادب سے سکتے کا
سا سبکا رنگ غرض بادشاہ کے روبرو جب شاہزادہ آیا رسم سلام بطور شاہ وشہریار کے بجالا یا بادشاہ
نے ایک دنگل زرین قریب تخت بچھوا دیا بیٹھنے کا حکم فرمایا شاہزادہ آداب بجالاکر بیٹھ گیا شاہ نے اسکے
جمال اور حسن بیمثال کو دیکھکر متعجب ہوکے حسب ونسب کو پوچھا اسنے عرض کیا کہ حقیر کو شاہزادہ قمرضیا
کہتے ہین اور ملک خورشید تاجدار کا فرزند ہون بہرحال تاجر اور جنگ فراق اور شمہ ذکر تصویر یار عاشق
ہونا اور یہانتک پہونچنا بیان کیا جب قہرمان نے جانا کہ فرزند بادشاہ عالیجاہ ہے نہایت افسوس کیا اور کہا
اے گرامی اختر سپہر شہریاری میرے ملک مین یہان سے کوس بھر کے فاصلے پر ایک طلسم ہے اوسکے
لیے یہ مینے شرط کی ہے کہ جو کوئی اوسے فتح کرے اوسکے ساتھ شادی ملکہ کی کرون اسیوجہ سے مین مجبور
ہون وگرنہ اوس دختر کو تجھسے منسوب کرتا کسلیے کہ بہت سے شاہزادے اسی تمنا مین آئے اور مارگئے
جانسے بیچارے گئے اب اس شرط سے انحراف مشکل ہے اد نوجوان یہ کڑی منزل ہے مین تمکو اموات
مالی وملکی مین اختیار دون اس امر سے باز آ اپنی جان بچاؤ شہزادے نے جب یہ کلمہ شفقت آمیز سنے
عرض کیا کہ اب آپ کی یہ بڑی عنایت ہے کہ اوس طلسم مین جانے دیجیے مین بے جان دیے اس کام
سے باز نہ آؤنگا کسی طرح سے ہاتھ نہ اوٹھاؤنگا غرض بادشاہ نے بہت سمجھایا مگر اسنے عرض کی کہ
غلام کو اپنے گھر کی حکومت کیا کم تھی جو حضور کے یہان قناعت کرون بسر بافراغت کرون جب
شاہ نے دیکھا یہ نمانیگا فرمایا کہ صبحکو اوس جانب بھیجدونگا آپ شبکو آرام کرین سحر کو میرے ہمراہ

چلیں غرض شاہزادہ وہان پہنچا شاہ نے ایک خیمہ عالیشان عنایت کیا ایک پلنگڑی جواہر نگار بچھوادی
شاہزادے نے وہان آرام کیا مگر خیال محبوب مین نیند نہ آئی تمام شب طبیعت گھبرائی یہانتک کہ بہزار
خرابی غم مین اسکے گریبان سحر چاک ہوا اور تمکدہ مشرق سے مثل اختر سیہ بختان آفتاب صف ماتم نیلگون
پھیر رہا چشم سوزناک متحرک ہوا یہ محرر آتش اشتیاق دربار مین آیا بادشاہ نے اسکو دیکھکر مرکب سواری کا
منگایا پھر شاہزادہ اور آپ سوار ہوا اور طلسم کی جانب چلا تمام میلے مین غل ہوا کہ ایک اور کسی ملک
کا شاہزادہ طلسم کی فتحی کو جاتا ہے اپنی جان گنوا تا ہے تمام مرد و زن نے ہجوم کیا شدہ شدہ اوس
پیر نے اور ملکہ خورشید جمال نے بھی سنا حسرت سے سر دھنا اور وہ پیر اور رفقا یعنی تاجر اور قزاق حاضر
ہوئی شاہزادے سے عرض کرنے لگے کہ ہم آپکے ہمراہ ہین ہر دم ہوا خواہ ہین شہزادے نے بادشاہ سے
کہا کہ انکو آپ اسی قصر مین تا واپس آنے ہمارے جگہہ دین چھہ مہینے تک غلام کا راستہ دیکھین
اگر مین بعد چھہ مہینے نہ آؤن تو انکو رخصت کر دیجیو گا کچھ تامل نہ کیجیو گا اور اوس پیر سے ان لوگونکی
دلجوئی مین تاکید فرمائی جب دور سے حصار طلسم نظر آیا بادشاہ نے فرمایا کہ یہ جو چار دیواری ہے
یہی حد طلسم کی ہے شہزادے نے کہا خدا حافظ غلام رخصت ہوتا ہے شاہ وہان سے اسکے رفیقون
کو لیکر پھرا اور شاہزادہ کچھہ راستہ طی کر کے قریب حصار آیا اوسکو نہایت مستحکم پایا جابجا عمارت اور
قصر رفیع دور سے دکھائی دیتے تھے اور ایک جانب کچھہ درجے بطور قلعے کے آراستہ تھے برج بارے
فصیل کنگرے پیراستہ تھے برنجی و آہنین ڈھلی ہوئی توپین لگین سامان حرب و ضرب تیار تھا
ایک سمت مکانات نفیس اور باغ پربہار تھا کہ درخت اوسکے جو سر کشیدہ تھے وہ حصار کے باہر سے
معلوم ہوتے تھے اور بیچمین حصار کے ایک گنبد طلائی بطور میل کے بنایا یا اور سر میل پر ایک کلغی بڑی
تکلف کی نصب تھی اوسپر ایک شبیہ سورج مکھی کیطرح لگی تھی کہ وہ از خود پھرتی تھی دیوار یکسو
طلسم کی منقش اور مطلا بنایا ایک خشت طلائی اور ایک نقرئی لگی تھی گویا بہشت کی نقل اوتری

تھی زیر دیوار خندق پر آب لیکن پانی سرخ رنگ جیسے شنجرف روزگار کی کہر لی ہین کاتب قدرت نے حل کی تھی
کاریگری بے بدل کی تھی جانوران دریائی مثل نہنگ خون آشام ہر بار سر نکالتے تھے ہر طرف غوطے مارتے
تھے اور گرد خندق ایک سبزے کی تحریر جیسے کاغذ سرخ پر زنگاری سیاہی کی لکیر شاہزادے نے چاہا کہ اوس
خندق کو پھاند کر پار جائے کسیطرح دروازہ حصار کا پائے اوس سبزے سے کچھ شعلہائے آتشناک نکلے
اور اس سوختہ آتش ہجر محبوب پر مثل تیر شہاب آئے شہزادہ وہ گھبرایا ذوالجلال کی پناہ مین آیا اور اوس
طرف سے پھر آیا لیکن نہایت بیقرار ہوا اور اپنے بخت ناکام سے کہتا تھا کہ اے واژگون کچھ راستی
پکڑو والا نہ مین رک رکے مرجاؤنگا اپنی جان سے گذر جاؤنگا اور کبھی گردون سے مخاطب ہوکر یہ کہتا
کہ اے فلک کجرفتار و اے گردون غدار یہ کیا کجروی ہے کہ مجھے فرقت دلدار مین جانکنی ہے اور خدا سے
دعا کرتا میر حسن ملا میرے دلبر کو مجھسے خدا نہین تو میرا دل ٹھکانے لگا + اسیطرح گرد خندق
کے دور تک گیا پھر تھک کر آخر کو پھر اجہان تک گیا یہی سامان نظر آیا آخر کار اوس بیتابی مین حضرت
عشق نے یہ سبق پڑہایا دل زار کو اس بات پر قرار آیا کہ اس کاغذ کو کھولو جو سر مقدس نے عنایت
کیا ہے شاید عقدہ کار وا ہو حاصل مدعا ہو اوسکی تحریر سے زلف مسلسل کی یاد بھولی گل خورمی باغ
خاطر مین پھولی سیاہی اوسکی قرطاس امید کی سفیدی دکھلائی سر خروئی حاصل ہوجائے زردی غم
کی صفحہ دلسے دہو جائے سبز بختی سے دل باغ باغ ہو گذرا تحریر کے باعث الم سے فراغ ہو یہ سوچ
کر بسم اللہ کہہ اوسی بازو سے کھولا پہلے تو حمد الٰہی اور نعت رسالت پناہی کو تحریر پایا خوش ہوکر انکھون
سے لگایا بعد اوسکے لکھا تھا کہ اس طلسم مین خندق کیطرف سے ہرگز نہ جانا جنوب کیطرف جانا جہان
پر ایک درخت بہت بلند تمام اشجار عالم سے ارجمند ملے وہان ٹھہرنا پائے استقامت دہرنا اوسپر
ایک جانور عظیم الجثہ رہتا ہے اور اوسکی سر منقار ہے نام اوسکا مرغ اسرار ہے اور تمام جسم اوسکا
سرخ نکلنا رہے اوسے اس کاغذ کو سامنے کھڑے ہوکر دکھانا وہ ایسا غل کریگا کہ صحرا تمام ملجائیگا مگر تو

نہ گھبرانا فوراً اوسے نشانہ تیر بنانا اوسکی آواز سے بہت سے جانور گوشہ ہائے صحرا سے پیدا ہونگے اور تجھپر حملہ کرینگے ہرگز اونسے نہ ڈرنا مگر گوشت اوس جانور کا اونکے قریب پھینکنا وہ کھاکر آپس مین لڑینگے یہانتک کہ سب لڑکر مرجائینگے جب ایک رہجائے اوراوسنے کا قصد کرے جست کرکے اوسکی پشت پر سوار ہونا وہ طلسم مین لیجائیگا اور کسیطرف سے راستہ نملیگا بس یہ معلوم کرکے شہزادہ مارے خوشی کے اور چلا بال شوق راہ جانان مین واکیا اور جنوب کا راستہ لیا فراق یار ہمراہ لب پر نالہ وآہ دشت کا سناٹا اسکے دل مین رنج کا کانٹا کھٹکتا لالہ نما سینہ مین داغ دولت عیش و کامرانی سے فراغ نخل تمنا بی برگ وبار رفحت کی بستی اوجاڑ دوش پر فرقت دلدار کا بار آنکھونسے اشکون کے چشمے جاری ہاتھون سے گریبان عاری دلمین عشق کی ترنگ جوانی کی امنگ دشت نوردی کی بہار آبلون کے خندن سے تر دشت کے خار آہوان صحرا کی آنکھونسے چشم محبوب کی یاد آتی پھر تسکین اس کلام سے جان زار پاتی ٭ چشم جانان اور ہے چشم غزالان اور ہے ٭ وضع انسان اور ہے ترکیب حیوان اور ہے ٭ اسیطرح جوش جنون مین روان زیر قدم دشت وبیابان اور یہ غزل مؤلف کی بر زبان **مؤلف** عیش وراحت کا جنون مین مجکو سامان ملگیا ٭ تلوے سہلانے کو کانٹون کا بیابان ملگیا ٭ دشت گردی نے لگایا تنکی عریانی کو داغ ٭ مجھ گریبان چاک کو صحرا کا دامان ملگیا ٭ تیرہ بختی دیکھیے صحرانوردی مین مجھے ٭ راہ بھلانے کو ایک غول بیابان ملگیا ٭ بحث علم نازکا اوسوقت ہوگا امتحان ٭ بیوفا تجھسا مجھے گر کوئی جانان ملگیا ٭ مرگ نو کی راہ کا پایا نہین ایجان بہت ٭ تو وہ دلسے میرے وہ تیر مژگان ملگیا ٭ خانہ تاریک مین دلکے جو وہ آیا ہے جاہ ٭ اس اندھیرے گھر کو وہ شمع فروزان ملگیا ٭ اسیطرح یاد دردانہ مین صدف چشم سے گوہر اشک بہاتا چلا جاتا تھا یہ معلوم ہوتا تھا کہ مشاطہ تقدیر نے موتیونکا سہرا اوسکے رخ زیبا پر آراستہ کیا تھا غرض کہ بہزار خرابی وہ راستہ طے کیا دور سے وہ درخت دکھائی دیا

یہ جلدی جلدی قریب اوس درخت کے آیا دیکھا تو وہ درخت بہت بڑا ہے جسکی درازی اور بلندی
نے کوسون تک صحرا کو گھیر لیا ہے جب شہزادہ وہان پہنچا ایک سناٹا ہوا کہ وہ دشت تہرا گیا جانوران صحرا
گور و گورنان کو غش آگیا ایک طائر کو دیکھا کہ پرواز کنان آتا ہے جسکے پرونکے صدمے ہوا سے طبقہ زمین
کا اوٹھا جاتا ہے شاہزادہ ازبس خایف ہوا لیکن دلکو غالب کل غالب کی مدد کے بھروسے پر مضبوط کیا
جب اوس جانور نے درخت پر قرار لیا شاہزادے نے فرمان خط قضا یعنے وہ مکتوب سامنے کیا وہ طائر
اپنے لکھے کو دیکھکر رویا اور منقار اوٹھاکر ایک نعرہ مارا کہ دشت مین شیران ژیان و پلنگان دمان کو
غش آگیا ہر ایک کر گردن مست گھبرا کے اپنی سپرون مین در آیا بس ادہر تو یہ چلایا شہزادے نے
کمان کیانی مین تیر یازدہ مشت زرنگ خدنگ شستہ سوفار عقاب پر کو پہنایا مرنے پر لیس ہو نعرہ
اللہ اکبر بلند فرمایا اور تیر کمان سے سرگوشی کر کے چلا اجل اوس جانور کی دامنگیر ہوئی تیر ہدف سینہ
پر بیٹھکر تو وہ پشت کے پار گذرا قادر بیچون کی قدرت سے وہ جانور زمین پر گرا مصرع فلک گفت
احسن ملک گفت زہے ادہر تو یہ مرکر گرا ادہر صحرا کی جانب سے پھر سناٹا ہوا دیکھا تو جانور بیشمار قطار
قطار اور تے ہوئے جنگل کیطرف سے پیدا ہوئے اور شہزادے پر آکر اونھون نے حملہ کیا اسنے اوس
طائر کو کہ جسپے تیر لگایا تھا اوسکے رخت ہستی کو پارہ پارہ کر جامہ حیات سے معرا کیا اور گوشت کے
پارچے اونکو دیے جب اون جانورون نے گوشت کھایا سب آپس مین لڑنے لگے ایک ایک سے
دو دو جنگ کرنے لگے یہانتک کہ سب لڑکر مر گئے جب ایک جانور باقی رہا چاہا اوسنے اوڑ جائے
شاہزادے نے دامن ہمت کمر شجاعت سے باندھا جست کر کے پشت پر اوسکی آیا اپنے تئین
مثل سلیمان ہوا پر سریر اسے بنایا ہر چند وہ جانور تڑپا مگر اس شہسوار نے رانونمین گانٹھا کچھ نہ چلا
آخر ایک سمت اوسنے پرواز کی اسنے گردن اوسکے مضبوط پکڑلی اور یہ کہا مؤلف عنایت تری
چاہیے کردگار ✤ کسیکا بھروسا نہین زینہار ✤ دیا مور کو تو نے وہ مرتبہ ✤ کہ اوسکو سلیمان کا ہمرکبہ

غرض وہ جانور گاہ بلندی گاہ پستی کا متوجہ ہوتا وہ شہسوار ابلق لیل و نہار شبیب و فراز عالم ملاحظہ کرتا
جاتا یہ ان پر ان در حصار لایا دیکھا تو وہ تو ہین جو وہان لگی تھین خود بخود چھوٹین اور دروازے
اور کمرے جو بند تھے از خود کھل گئے ایک لمحہ مین ایک ایک مرد اور ایک ایک عورت بہ لباس سپاہیانہ
پیدا ہوئے اور شہزادے کا استقبال کیا اور کہا اے فاتح طلسم خوش آمدی و صفا آوردی
اور وہ طائر اون آدمیونکی جانب چلا شاہزادے نے مکتوب کو دیکھا اوس سے واضح ہوا کہ یہ مرد ان
طلسمی دشمن جان ہین انکی طرف نجانا بلکہ خنجر کہینچکر اس جانور کو دکھانا یہ خوف سے دیوار
حصار پر لائیگا جب تو خنجر اوسکے گلے پر رکھی گا وہ زمین پر پہونچائیگا وہان پہونچکر اوس جانور کو
ہلاک کرنا کچھ نہ باک کرنا بموجب ارشاد قرطاس شہزادے نے خنجر اوسکے گلے پر رکھا وہ جانور
سر دیوار حصار لایا پھر شاہزادے نے خنجر سے اشارہ کیا اوسنے زمین پر اوتار دیا اسنے فورًا اوسے
خنجر مار دیا وہ جانور تڑپ کر ہلاک ہوا زندگی کا قصہ پاک ہوا اور ایک شور و غل ہوا تو ہین چلین
تھوڑے عرصے مین وہ غل برطرف ہوا اب شہزادے نے دیکھا کہ جہانتک پیک نگاہ روانہ ہوتا
ہے وہی دیوار حصار نظر آتی ہے اور ایک جانب کوس بھر کے فاصلے سے سات دروازے
عالیشان بنے ہین وسط حصار مین وہ میل جو باہر سے دکھائی دیتا ہے قایم ہے اسنے مکتوب
کو دیکھا اوسمین معلوم ہوا کہ اس اسم کو پڑھ کر میل پر دم کردہ خود بخود گھٹ جائیگا اوسپر چڑھ جانا
اسمین راہ گنبد حاجت روا ہے وہان جاکر دعا کرنا لوح طلسمی عنایت ہوگی اوسی سے فتح طلسم
بعنایت ہوگی شاہزادے نے اوس اسم کو پڑھکر میل پر دم کیا ذرا نہ تامل کیا دیکھا تو وہ میل گھٹ
گیا شہزادہ بسم اللہ کہکر اوسپر چڑھ گیا خود بخود آنکھین بند ہوگئین جب کچھ عرصے مین آنکھ
کھلی اپنے تئین اوس گنبد مین پایا ہزار ہا ستون مکلل بجواہر جہان استادہ تھے اور بہت سے
مصلے بچھے تھے اور ایک نہر مصفا پانی سے جھلکتا تھا بہت سی تسبیحین رکھی تھین اور محرابین بیشمار

نبی تھین مگر از خود گردش کرتی تھین شاہزادے نے نہر سے وضو کیا پھر مصلا بچھا کر دست دعا
بدرگاہ آفرینندہ طلسم روزگار بلند کیا اور پکارا نظم تو ئی کا فریدی زیک قطرہ آب ٭ گہر ہا ے
روشن تر از آفتاب ٭ پدید آری از لطف جوہر پدید ٭ بجوہر فروشان تو دادی کلید ٭ جواہر تو
بخشی دل سنگ را ٭ تو بروے جوہر کشی رنگ را ٭ بلکہ فرد تو دہی و تو آری از دل سنگ
آتش لعل و لعل آتش رنگ ٭ اے صانع طلسم عالم اس اپنے عبد ذلیل نسل آدم کو لوح طلسم
عنایت فرما اور اگر میری تقدیر مین یہ دولت نہو تو حکم دے ملک الموت کو کہ میری روح قبض کرے
کسلیے کہ عشق کے باعث جینے سے تنگ ہوا ہون مین موجب تنگ ہون جب شاہزادے نے بیحد
کر دعا کی خدا سے التجا کی فوراً ایک بوڑھا کا جھونکا آیا خفتہ بختی کے لیے پیام بیداری لایا چشم بشارت
بین بند ہوئین اونھین بزرگوار کو جنھون نے مکتوب عنایت کیا تھا اپنے پاس کھڑا پایا قدمبوسی
کو اون کے آنکھون سے لگایا اونھون نے فرمایا کہ انگشتر باطل السحر تجھ دیتے ہین اسے لے اور
یہان سے جا در جہ اول حصار کو کھول اوسمین ایک تاجدار آئیگا تجھسے موافقت کر کے تجھے دیدینا
چاہیگا ہرگز اوس سے موافقت نکرنا بلکہ یہ انگشتری اوسکے فوجمین پھینکدینا آپس مین سب
لڑینگے اور قتل ہونگے جب سب مرجائین اوسوقت اوس تاجدار سے تو خود لڑنا ہرگز نہ ڈرنا
اور مار ڈالنا اوسکے گلے مین لوح طلسم ہوگی اوسے اوتار لینا یہ کہکر وہ حضرت تو تشریف لیگئے اور
شہزادے کی آنکھ کھلی پھر وہی اسم پڑھا اور آنکھین بند کر لین تھوڑے عرصے مین زمین
اپنے تئین زمین پر کھڑا پایا سر اوٹھا کر جو دیکھا تو اوس عمارت مین جو دو درجے بنے تھے اول درجے کی جانب چل نکلا

بیان مرحلۂ اول جانا شہزادے کا اور ملنا ایک باغ کا اور انا لوح
دار جادو بشکل تاجدار اور مارا جانا اوسکا شہزادے کے ہاتھ سے اور
ملنا لوح کا پھر مسخیر ہونا اوس درجے کا اور آنا طرف درجۂ دوم کے شاہزادے کا

سمرو رحیل اے توسن خامہ چالاک وچست + کہ اب بیٹھے بیٹھے بہت جی سے ہے سست +
طلسم جہان دیدکا ہے مکان + پھنسے اس میں رہتے ہیں پیر و جوان + جگہ میٹھے
رہنے کی دنیا نہیں + کوئی خاک بیٹھے یہاں دل حزیں + گرہ کشایان سلسلہ سخندانی و فتاحان
طلسم خوش بیانی شہر قاف سے عرصہ تحریر میں یوں معرکہ آرا ہوتی ہیں کہ شاہزادہ جسوقت قریب
دروازے کے پہونچا وسکے قفل سے اوس انگشتری کو لگایا جھٹ سے قفل جدا ہوگیا دروازہ
کھل گیا شہزادہ اندر آیا ایک صحرا سنسان ہو کا سامان نظر پڑا یہ نظر بفضل خالق خشک و تر کر
ایک سمت چلا جب کئی کوس راستہ طی کیا ایک باغ نظر آیا اور دروازہ اوسکا کھلا پایا مگر
کوئی انسان وہاں نظر نہ آیا شہزادہ بے محابا اندر اوس باغ کے در آیا دیکھا کہ نباتات
باغ کا در پان دیدہ وا + محو نظارہ گل رعنا + جنتہ گل تھے جہانکے اندر + سب تھے اوس بوستانکی اندر
ملکہ + زمین گل آسمان گل بحر و بر گل + نماندہ در جہان گوئی مگر گل + اگر فردوس بر روے
زمین ہست + ہمین ہست ہمین ہست ہمین ہست + ہر طرف چمن ہاے طولانی لاثانی بنے
تھے نہرین اور فواری جاری تھے تکلف یہ کہ مقابل اصل صناعان چابکدست نے چمن نقلی جواہر
کا تیار کیا تھا نقل کو اصل کر دیا تھا کہ روش پٹڑی سے درست روشوپر جواہر کا ہوا پڑا تھا جسکا
ہر ذرہ شبکو ثوابت رخشان بنا تھا وہ باغ رشک فردوس ایک تختہ کئی کوس کا جس سے خاطر پژمردہ
کو تسکین ہوتی تھی ہر ہر ایک دیکر داغ دھوتی تھی اور شجر گلونکے بیشمار نہال ہر ایک سایہ دار درخت
میوہ دار بار اثمار سے سر سبز جو کہ شاخین جنکی زمین پر جھومتی تھیں رخسار شاہد چمن کو چومتی تھیں طائران
نغمہ سرا خوش الحانی سے نواسنجی کرتے تھے وحدانیت صانع باغبان ازاکار ہجر کرتے تھے نسیم عنبر شمیم سے
تمام باغ معطر تھا بلبل شیدا کو نہ خوف گلچین نہ باغبانون کا ڈر تھا اور بیچمین ایک خیمہ بجاے
بلدہ دربی استادہ اوسمین فرش تکلف کا بچھا خیمہ بھی سراسر زربفتی سات سو چوب طلائی اور

فقرئی جسمین لگی تھین مسندین مغرق بچھی تھین اون مسندون پر دل دیباے اطلس چرخ بنا غربی
سراسر اظہار قبہ ہاے خیمہ غیرت دہ شمس آسمان تھے پانچ چار سو کاس یاقوت نگار اور شیشہ آلات
جھاڑ بلورین نورا گین آویزان تھے اور رو برو خیمہ کے جو صحن تھا رشک گلستان تھا چھوٹی چھوٹی
کیاریان اونمین ناندے چینی کے رکھے تھے درخت پھولون کے لگے تھے اور درجے اوس خیمہ کے الگ
الگ بنے تھے ایک درجے مین مسند پر تکلف بچھی تھی کہ پاے خیال سے میلی ہوتی تھی ایک طرف
چمپہ کھت مرصع پایون کا لگا تھا اوقچہ اوسپہ ترتیب رہا تھا اور ایک جانب مسہری جواہر نگار گستردہ تھی
اور جو نمین خوان الوان نعمت اور اغذیہ لطیف گوناگون سے پر دھرے تھے اور سامان عیش چنگیرین
چوگھرے عطردان پاندان اور عود سوز اور لخلخے وغیرہ رکھے تھے اوٹ پھولون کے کھڑے تھے اور خیمے
مین سراپردہ جواہر دوز لگے بڑے تکلف کے بنے تھے لبکہ شہزادہ وہان پہونچا اور آسودہ ہوکر
سیر چشم نے کھانا تناول فرمایا اور عطر وغیرہ لگایا پھر دلکو خیال محبوب آیا بے اختیار یہ زبان پر لایا

آتش چاندنی مین جب تجھے یاد اے مہتاب کیا ✦ رات بھر اختر شماری نے مجھے گریان کیا ✦
قامت موزون تصور مین قیامت ہوگیا ✦ چشم کی گردش نے کارفتنہ دوران کیا ✦
بھر گئی آنکھون مین وہ مژگان برگشتہ تو پھر ✦ فکر ارادہ تھی جو ذکر نالہ و افغان کیا ✦

رات کے ہوتے ہی وہ جھاڑ وغیرہ خود بخود روشن ہوگئے تاریکی شب ہجر کو مٹایا مگر اس دلسوختہ
آتش فراق کو اور جلایا غرض یہ بیقرار مسند پر بیٹھا کہ یکایک اون درجونسے صداے خوب نغمہ مرغوب
آنے لگی اور ہزار ہا طرح کا ساز بجنے لگا اور لحن داؤدی اور راگ دلکش کی آواز سنائی دی اور کسی
جانب سے اشعار عاشقانہ کسی نے پڑہے اور کسیطرف سے آواز گریہ وبکا اور نوحہ وزاری کی سنائی
دی کسی سمت مثل صوفیان باصفا صداے تہلیل وتسبیح اور نعرہ یاحق یاموجود کی کسی نے ندا دی
یہ آوازین شاہزادہ سنتا تھا مگر کسی کو نہ دیکھتا تھا صنعت صانع رنگا رنگ بے ریب ونیرنگ پر

دنگ تھا بے اختیار دل آرام کرنیکو چاہتا تھا اون باجونکی آواز سے ہر حال مین گواسکو غم والم تھا مگر وجد آتا تھا لیکن انگشتر باطل السحر جو یہ مرد نے دی تھی وہ اسکے پاس تھی سمجھا کہ مین سو جاؤن اور فتنہ نوابید بیدار ہو جاوے کوئی ایسا نہو کہ انگوٹھی لیجاوے غرض خدا خدا کرکے وقت سحر آیا کہ شہنشاہ خاور نے تخت زنگار کو اپنے جلوہ سے رشک فرمایا شاہزادے نے اوٹھکر وضو کرکے نماز سحر ادا کی ہنوز فراغت نہائی تھی کہ در باغ پر آواز طرقہ آئی نقیبون نے صدائے بسم اللہ سنائی شہزادہ ہوشیار ہوا اور اپنے نزدیک بہت خبردار ہوا جلد نماز سے فرصت حاصل کرکے در باغ پر چلا دروازے پر ایک بادشاہ پرشوکت وجاہ اور تخت پر سوار اور افسران فوج کو اوسکے ساتھ بیشمار قریب تیس ہزار سوار کے پایا بادشاہ تخت سے اوترکر شاہزادہ کی طرف آیا اور کہا اے فاتح طلسم آپکی تشریف لانی سے رواق منظر چشم من آشیانہ تست بکرم خود فرود آکہ خانہ خانہ تست یہ کہکر شاہزادہ کا ہاتھ پکڑکر چاہا کہ اندر باغ کے جاوے شاہزادے نے غور کرکے جو دیکھا تو ایک لوح کو مثل جرم قمر اوسکے گلمین آویزان پایا کہ وہ لوح زمرد نگار ہے دور اوسمین بہت تکلف کا قطعہ ہے شاہزادہ دلمین سمجھا یہ وہی تاجدار ہے جسکے قتل کی خبر میرے دلکو اظہار ہے پس دستگیری ایسے مخالف کی کرنا عار جانکر دست کش ہوا بلکہ کشیدہ خاطری سے اپنا منہ پھیر لیا شاہ نے برا مانا اور کہا اے شکستہ طلسم تجھ بڑا اپنی قوت کا غرا ہے تو خیر اوسکی یہ سزا ہے یہ کہکر افسران فوج کو اوسنے للکارا شہزادے نے جب اوسکو آمادہ شر دیکھا انگشتر کو اوتارکر فوجکے بیچمین پھینکا ایک سردار نے فوجکے چاہا اوٹھالے دوسرے نے منع کیا تیسرے نے اوٹھانے کا ارادہ کیا چوتھے نے اوسپر حملہ کیا آخر کو نوبت بہ جنگ وجدل آئی ایک نے دوسرے کی جان کھائی شہزادہ چپکا کھڑا رہا وہان جو بہ مثل گوشت خوندان سگ کا نقشہ ہوا جب سب لڑکر آپسمین مارے گئے جہنکو بچا رہے گئے اور وہ تاجدار اکیلا رہا گھبرکر بولا ارے شاہزادے نے تعاقب کیا اوسنے پرپرواز پیدا کیے اور اوڑچلا شہزادے نے جو دیکھا کہ یہ جانیوالا ہے کسیطرح باز نہ آویگا کمان کو دوش سے اوتارا اور تیر قاصد قضا واسطے خبریت اوس بخت برگشتہ کے

پیام اجل کیطرح بیحا قدرت قادر توانا سے سینے پر پڑا کہ چرم واستخوان کو توڑ کر پار گذرا رود خون جگر سے
جاری ہوئی یہ سہم کر چلا یا پھر زمین پر آیا گوشہ ہائے باغ سے شور نشور قیامت برپا ہوا عجب طرح کی آفت آئی
وہ باغ تمام ویران ہونے لگا گل کی جگہ خار ہونے لگا سبزہ وکیفیت سحر کی نمود بے بہبود تھی سب خاک مین
ملکر برباد ہوئی شاہزادے کی طبیعت شاد ہوئی جب زمانہ تیرہ وتار ہوچکا اور روز سیاہ کہ واسطے اوسکے عدو
کے پیش آیا تھا اختر تابندہ قسمت شاہزادہ سے روشن ہوا احوال روشن ہوا کہ وہ باغ تمام خارستان
ہوکا مکان گلون کے درخت سوکھی خاردار چشمے خشک آشیانہ بلبل کی جا صحرائے چغد بوم شوم کے گھونسلے
اور وہ خیمہ ایک نرکل کا مکان مثل کلبۂ فقیران آزاد تھا اوس گلشن مین نہ اب قمری نہ شمشاد تھا عجب
طرحکا سناٹا تھا دشت مین دھوپ کا تڑاقا تھا شہزادے نے دوڑکر بوحکوا اوسکے گلے سے اوتار لیا اور
لاشکوا اوسکی گمسیٹ کر کسی غار مین ڈالدیا عجب کیفیت اوس خرس طینت کی تھی کہ ایک کردہنا دنبہ
کا باندھی جٹا کین خاکستری سر سے لپیٹے بال فتیلہ فتیلہ بٹے ہوئے لٹکائے بدشکل ازرق چشم سیاہ رو
تیرہ درون کریہ ہیئت نہایت زبون بڑے بڑے دانت دو کچلیان مثل دندان خوک منہ کے باہر
میل اوپر تہیا ہوا مثل ہلدی کے زرد تھے صورت پرخطر کالے کوڑیالے سانپ گلیمین لپیٹے ریش فش
کے بال پوٹے کی طرح کے لیکن چرس وگانجے کے دمونسے زرد سیاہی مائل سور ہے جسم مین کہ مو نرخ بندان
کے لگے مردہ برروص کیطرح تمام جسم داغدار تھا نشانہ تیر سے سینہ فگار تھا مگر وہ خربندیم واصل جہنم سیدہا
سرنگون صدم کوردانہ ہوا اسفل السافلین مین ٹھکانا ہوا شہزادے نے ذانگشتر اوٹھائی اور آگے بڑھا لوح کو
دیکھا تو ایک تختی زمرد کی تھی اوسپر زبان سریانی مین اور سات رنگ کے خط سے زرد وسرخ وسبز اور
کئی قلم سے حمد الٰہی اور نعت شافع مخلوقات کو تحریر پایا بعد اوسکے لکھا دیکھا کہ اے سیاح عجائبات
وای مشاہدہ کن غرائبات اس پانکے آگے ایک سواد شہر نظر آئیگا جہانکا یہ حاکم تھا اسکا سپہ سالار اور
فرزند مختار یکھیڑا مچائیگا شہزادہ مالک الملک کو یاد کرکے آگے بڑھا جب دور سے سواد شہر نظر آیا ایک قلعہ

حسن جھین بصد فر و تمکین شہزادے نے بنا پایا اسنے خندق کے قریب جا کر نعرہ کیا جس سے تمام صحرا اہل گیا اہل قلعہ کا دل دہل گیا تھوڑے عرصے مین دروازہ قلعہ کا وا ہوا اور نشان فوج پیدا ہوا ایک تخت مصنع کار پر ایک شہزادہ سوار اور برابر تخت کے ایک پہلوان جرار مرکب کوہ کفل کوہ سرین زیر ران لیکن کیا مرکب تھا کہ ؎ جبناز خش قمر طلعت و شیرین نظرا ٭ آنکہ چون فکر منجم بدود فوق ہما ٭ اور پشت پر سی ہزار نیزہ دار چلتہ پوش چار آئینہ بند دوش بدوش تل ہلائے آئے اوس شہزادے نے سامنے اگر لشکر کا پایا جمایا اور صف آرائی کی اور ایک مرکب واسطے شہزادے کے بھیجا اس جہان پہلوان نے اوسپر سوا ہو کر اوسکے مقابلے کا کیا لوح طلسمی گلے مین ڈالکر سامنے فوج کے تنہا کھڑا ہوا اوس تاجدار نے اسکی جرأت پر عش عش کیا یہ اکیلا ہزارون پر بھاری تھا نصیب اسکا مددگاری تھا شجاعون کے دل تھراتے تھے نامردون مارے موئے جاتے تھے کہ یکایک وہ سپہ سالار تخت کے برابر گھوڑا لایا تاجدار سے رخصت میدان چاہی اوسنے اجازت دی پہلوان نے میدان مین آکر مبارز طلبی کی شاہزادہ سامنے آیا اوس نابکار نے خبردار کہکر شہزادے پر تیغہ لگایا شہزادے نے تیغہ کو سپر پر روک کر آواز دی کہ ؎ دور مجنون گذشت و نوبت ماست ہر کہ انجا رود نوبت اوست ٭ پھر للکار کر تلوار آبدار سر پر اوس نابکار کے لگائی اوسنے سپر کو مثل نامہ اعمال اپنے کے مقابل رخ کیا مگر شاہزادے کی تلوار سپر سے اسطرح گذری جیسے سان کی چکنی سے تار گذرتا ہے یا ابر تیرہ سے بجلی کڑکڑا کر نکلتی ہے سر سے سر تا سر گذر کر موہ خود زرہ ٹوپ کاٹ کر قصہ مختصر تنگ مرکب سے گذر کر زمین پر قرار لیا اوس نامرد کو اس بہادر نے مار لیا تمام فوج بہت سے اوچھل پڑی غچھل پڑی ؎ گرتے ہوے ہیرق بلا کلب نظر آئی ٭ جس خود چمکی تہ مرکب نظر آئی ٭ اس پہلوان کے مرتے ہی تمام فوجین جنگی باجے بجوا اور اوس تاجدار نے فوج تخت اپنا برھایا شاہزادے نے بھی مرکب کو اٹھایا صف لشکر مین در آیا میمنہ اور میسرہ کو پراگندہ کیا دشمنونکو سراسیمہ کیا اسطرح اڑتا تھا کہ مریخ فلک آفرین آفرین کہتا تھا ؎ ترک خنجر دار گردون ہر دم از چرخ برین ٭ رزم او میدید و میگفت آفرین صد آفرین

آخر کار لڑتے لڑتے شل ہوگیا صدہا کو گھوڑوں کی ٹاپوں نے کچل ڈالا کبر و غرور کا نشہ دماغ سے ہر ایک کے نکلا مگر بموجب مثل سو ہا چنا بھاڑ نہیں پھوڑتا یہ تنہا کس کس کا سر توڑتا آخر کار تھک گیا دو پہر کا مثل شہ زنی کی کبھی اتفاق تو اسقدر لڑنے کا نہوا تھا نا تجربہ کار تھا الگ جا کر کھڑا ہوا لشکر فوج کا جب یورش ہوتا مار کر ہٹا دیتا منہ میں کف شمشیر بکف ہر طرف نعرہ رعد اسا بلند کہ نیوں سے سرائے خون کے جاری یہ تنہا اوس فوج پر بھاری جو سامنے آتا واصل جہنم ہوتا لیکن جب تھک گیا اوسوقت رو بقبلہ ہو کر پکارا کہ اے ملک الجبار اے واحد القہار بیت قوی یاری دہ فریاد ہر کس ۔۔ بفریاد من و فریاد خواہ رس ۔۔ الہذا کر اِدھر تو شاہزادے نے دعا کی اُدھر صرا کی جانب سے گرد اوری کہ زمانہ تیرہ و تار کر دیا شہزادے نے دیکھا کہ آگے آگے ایک نقابدار اور اوسکی پشت پر کئی ہزار سوار اسباب رزم سے آراستہ آتے ہیں جب وہ نقابدار لشکر کے قریب پہونچا نعرہ شیرانہ کر کے صف لشکر کفار پر گرا کہ اوسکو تہ و بالا کر دیا لشکر کی کمر ٹوٹ گئی ہزیمت پڑی قصہ کوتاہ شہزادہ قریب علم فوج حریف پہونچا اوسکو قلم کیا سرنگون ہو کر گرا اور قریب تخت تاجدار پہونچا وہ اوسکو تخت سے مرکب پر سوار ہوا اور مقابل شہزادہ آیا غرض بعد رد و قدح بسیار شہزادے نے کمر کی زنجیر پکڑ کر قاش زین سے اٹھا لیا اور چرخ دیکر زمین پر پٹکا آپ کود کر سینہ پر بیٹھا سوال اسلام اور اطاعت کیا اوس تاجدار نے اقرار کیا کہ تابعدار ہون گا جہ آپ کی اطاعت میں مجھ عذر نہو گا ہمیشہ یہ جان نثار محبت کا دم بھریگا شہزادہ سینہ پر سے اوترا اوسنے قدم پر سر رکھا اور اطاعت کا دم بھرا پھر شہزادے کو تخت پر بٹھانے کے لیے گھوڑا قریب لایا اس تاجدار نے عرض کیا کہ لائق تخت و تاج تو آپکی ذات ہے شہزادے نے کہا تمہارا ملک تمھیں مبارک رہے میں تو وسطے فتح طلسم آیا ہون فلک کا ستا یا ہون غرض تخت پر بٹھایا اور نقابدار اور آپ مرکب پر سوار ہوا پھر وہ بادشاہ اپنے شہر میں لایا اوس شہر کو شہزادے نے بہت آباد دیکھا اور دارالعمارہ میں یہ دونو بادشاہ رونق افروز ہو کے جلسۂ عیش و کامرانی شروع ہوا تین شبانہ روز جشن رہا چوتھے روز شہزادہ رخصت ہوا اور نقابدار سے کہا کہ آپ اپنے نام سے مجھے اطلاع دیں اوسنے نقاب

چہرہ سے اوٹھا دی شہزادے نے اوس جن کو پایا جیسے قید ساحرہ سے چھڑایا تھا خوش ہوکر گلیسے لگایا
اوسنے کہا مین یونھین بالا بالا آیکے ہمراہ ہون حضور کا ہواخواہ ہون پھر شہزادہ اور جن شہر کے باہر آئے
وہ تو رخصت ہوکر ایکجانب غائب ہوا اور شہزادہ رہ نورد دشت مصائب ہوا جب کئی منزل راہ طی
کی وہی میل پھر نظر آیا اور ایک درجہ تو غائب ہوگیا تھا جسمین یہ پہلے داخل ہوا تھا اوچھہ درجہ
اوسی طرح بنے پائے دروازے لگے پائے اسنے لوح کو دیکھا معلوم ہوا کہ ان چھہ درجہ مین سے ایک
درجے مین چل مگر بغیر مشورت میرے کوئی کام نکرنا ہرگز سوائے صلاح قدم نہ دھرنا شہزادہ یہ معلوم کرکے
درجۂ دوم پر آیا اور اوسمین چلنیکا ارادہ کیا کہ ہمت مستحکم کرا وسکے در کی قریب پہونچا وہان ٹھہر کر لوح کو دیکھا

بیان درجۂ دوم جانا شہزادے کا ایک بیابان سرخ رنگ مین اور سو جانا وہان غافل ہوکر اور آنا ایک شاہزادی کا یعنے وہان کے حاکم کی دختر کا اور اوٹھوا لیجانا بزور سحر عقیق کوہ پر اور خواہان وصلت ہونا شاہزادی کا انکار کرکے چلے جانا شہزادی کا جاکر باپ سے خبر کرنا اور آنکر لڑنا پھر مطیع ہوکر شادی کرنا اوسی دختر سے اوسکے باپ کا پھر رخصت ہونا شہزادے کا اور آنا طرف درجۂ سوم کے مؤلف

کچھہ حال طلسم کرتو اظہار ٭ اے کلک گہرفشان خبردار ٭ کیا اوج ہے تیرے مرتبے کو ٭ ہے جس سے یہ پست چرخ دوار
سوسن کی نمط زبان نکرنبد ٭ بلبل کیطرح تو کھول منقار ٭ گل کان لگائے ہین سخن پر ٭ بلبل صدقے تیرے دہن پر
سیاحان ریاض روضۂ تحریر و فتاحان طلسم تقریر صفحہ تحریر و لوح بیان پر یون نقش بناتے ہین اور
شاہد دلفریب فسانہ پر ناظرین کو لبھاتے ہین کہ شاہزادے نے جب درجۂ دوم کے قریب اگر لوحکو دیکھا معلوم
ہوا کہ لوحکو دروازے سے لگادے پھر قدرت کردگار کا تماشا دیکھہ لے شاہزادہ لوح لیکر بڑھا اوس دروازے
مین ایک شعلۂ آتشین لپٹا پایا اسنے لوحکو دروازے لگایا وہ شعلہ جدا ہوکر قریب شہزادے کے آیا لیکن

لیکن برکت لوح طلسم سے جب نزدیک آیا کچھ اوسنے ضرر نہ پہونچایا اور غائب ہوگیا دو حصار پر تو مین چلنے لگین آوازین ہیبت ناک آنا شروع ہوئین دروازہ کھل گیا شاہزادہ بیباکانہ اندر آیا ایک بیشہ اجمر کہ جہاں کی زمین اور درخت سرخ تھے نظر پڑا وہ سرخی مرجان سے پنجہ بجاتی تھی کف رنگین شاہدان شنکول کو شرماتی تھی پنجہ نگارین وخورشید نمائے شاہدان ولالہ رخان اوسکے سامنے بغل میں دبتے شرم سو کف افسوس ملتے خجلت مین رہتے اس شیدائے وادی محبت جسکا دل خون پائے زخمدار لال رنگ روز زرد زبان ناطقہ سوائے ذکر محبوب اور بات سے لال اس گرمگرمی کو دیکھکر متعجب ہوا لوحکو ملاحظہ کیا معلوم ہوا کہ سامنے ایک کوہ ہے کہ عقیق سرخکا ہے عقیق کوہ نام ہے اوسکی سرخی سے یہ صحرا سرخ تمام ہے اوس کوہ پر دختر کوہان کوہ سرحاکم درجۂ دوم کی سیرگاہ ہے بہت معقول جگہ ہے شہزادہ مشتاق ہوکر چلا جب کئی منزلین طی کین آخر ایک مقام پر ٹھہر کر آرام گیر ہوا ایک تختۂ سنگ پر سر رکھکر تھکا ماندہ تھا سوگیا صحرا کے اندیشے کو خواب خرگوش سمجھکر نیند کے غلبہ نے بیہوش بنایا مگر چرخ شعبدہ کرنے اور گل کھلانے وہی دختر کوہان کوہ سرمست ومدہوش کہ نام جسکا لالان لال پوش تھا سیر کنان اسطرف آنکلی دیکھا کہ ایک رشک ماہ تابان زمین پر پڑا ہے کہ جسکے رخسارون سے ماہ آسمان پر شرمندہ ہے آلس شب مہتاب مین منہ کھولکر وہ شوخ سوتا ہے + ستارہ آجکل چمکا ہوا ہے ماہ تابانکا + دیکھتے ہی بیک نگاہ شیفتہ ہوئی نہایت فریفتہ ہوئی اور خود کوہ کی طرف مراجعت کی اور ایک ساحرہ سے حکم دیا کہ اس شخص کو ہمراہ لے آوہ ساحرہ کمر مین پنجہ ڈالکر زور سے اس طرح حسن کو لے اوڑی جب شاہزادے کی آنکھ کھلی پنجہ ملک الموت سمجھکر رافع سے پناہ چاہی غرض وہ ساحرہ عقیق کوہ پر لائی اور لاکر وہان اوتار شہزادے نے دیکھا کہ کوہ عقیق نگار پر ایک قصر یاقوت سرخکا بنا ہے فرش مخمل سرخکا اوسمین بچھا ہے ایک سمت کو پلنگ مری جسکے پایون مین لعل بدخشانی نصب تھے گستردہ ہے اور شیشہ آلات موقع اور مناسب سے ہر جا سجا ہے طاقون پر کلدستے آراستہ غرضکہ وہ قصر بہت پیراستہ مگر شہزادہ دل

برخاستہ گھبراکر اوٹھا قصر کے بالہ آنکر ششدر اوسکے دروازے کا در تھام کر کھڑا ہوا ہر طرف دیکھنے لگا کہ کوسون تک گلہاے سرخ کے درخت لگے ہین تختے لالہ ورنا فرمان کے پھولے ہین تمام کوہ مین سنگ برنگ احمر نصب ہین چمنستان پر از آبشار ہے نہایت پرفضا و نوبہار ہے بلبل مست کا شور کمک دری کے قہقہہ درخت گل و بار سے لدے ہر طرف جوبار روان پہارون کی گھاٹیون سے پانی بہتا تھا یہ کھڑا سیر دیکھتا تھا کہ ایکطرف سے غول کے غول عورتونکی نمود ہوئی اور سب کے بیچ مین ایک پری کو دیکھا کہ بانازوادا اسکی جانب مسکراتی آتی ہے سفیدی اوسکے دانتون کی بجلی دل عشاق پر گراتی ہے نہایت حسین و مہ جبین لمولفہ بھولے قرآن جو اوسکا رخ روشن دیکھے + رکھدے پوتھی کو اگر ماتھہ برہمن دیکھے سانپ کو لہر چڑھے چوٹی اگر آئے نظر + + ڈسنا بھولے جو تری زلف کو ناگن دیکھے دانہ خال صنم سوز دل عاشق ہے + + یہ وہ دانا نہین جو آتش گلخن دیکھے + عجب دلربا ماہ پارہ کہ جسکے دیکھنے سے دل پارہ پارہ دلبر و دلدار ماہ سیما کبک رفتار شیرین گفتار سیر مانگ موتیون سے بھری ہوئی کہکشان فلک کو شرماتی تھی اوسمین سیندور بھرا صندل کا ٹیکا ماتھے پر دیا بیت نہین ہے ماتھے پہ سیندور کی یہ سیدھی لکیر + سپر پہ رکھی ہے قاتل نے خون بھری شمشیر زلفین دو نو جانب رخ انور کے پیراستہ جیسے دو ناگن من کو دستی ہین کانونکی بجلیو نہین جو اولجھتی ہین تو موبموحال پریشانی عاشق زار کہتی ہین اور ابروان خمدار جیسے دوہری سروہان واسطے قتل عشاق کے ترکان چشم نے باندھی تھمن درمیان دو نو ابرؤون کے خال جسکی خوبی کی نسبت یہ مقال ہے جو ٹیکا صندل کا ہے جبین پر تو پاس ابرو کی خال بھی ہے + سہرا خوبی مین بدرجہ ہی سہیل بھی ہی ہلال بھی ہے نہایت کم سن الڑھپنے کے دن کہ میر حسن برس پندرہ یا کہ سولہ کا سن + جوانی کی راتین مرادون کے دن + اور کئی سے خواصین دُر دُر گوش مرصع پوش دریاے جواہر مین غوطہ لگائے ہوئے اوسکے ہمراہ قصہ کوتاہ آہستہ آہستہ قریب شہزادے کے آئی اور بے اختیار مسکراکر یہ زبان لائی

کہ صاحب تم کون ہو جو یہاں آئے ہو کسکی تلاش مین ارخود رفتہ گھبرائے ہو شہزادہ اپنے معشوق کی یاد
مین تھا اسکی کب سنتا تھا اتنا تو کہا میر حسن خدا جانے تو کون ہے مین کون ہون ٭ مجھے بھی تعجب
ہے مین کیا کہون مخواصین ہکھل کھلا کر ہنس پڑین یہ اونکی صورت دیکھکر رو دیا ملکہ لالان لال پوتر
نے اسکا ہاتھ پکڑ لیا اور کہا یہ کنیز آپکو لائی ہے آپ نہ گھبرائیے تشریف لائیے بلکہ میر تو یہ قول ہے قطعہ
اے آمدنت گرچہ بر اشتے ٭ در رہگذرت گل سمن کاشتے ٭ نگذاشتے کہ پائی بر خاک نہی ٭ خاک قدمت دیدہ بر دوختے
یہ کہکر قصر مین لائی خواصون نے جلد جلد مسند مغرق بچھائی شہزادے کو مسند پر بٹھایا شراب کباب
اور سامان عیش کا اہتمام فرمایا پھر مسند کے پائین ڈوبچی سے تمام بدن چھپاکر ملکہ بیٹھی مگر شرم
سے پسینے پسینے جیسے گل پر شبنم ہوتی ہے دل سینے مین دھڑکتا تھا شوق وصل پیدا تھا جام شراب
سے لبریز کرکے شاہزادے کو دیا اور عرض کیا کہ یہ بادۂ محبت ہے اسے نوش کیجیے یاران دیرخراب آباد
کی یاد نہ فراموش کیجیے شاہزادے نے انکار کیا اور کہا اپنا تو مدت سے کھانا پینا سونا بیٹھنا ترک ہے
بغیر اسے بیت پیتا ہون خون دل نہین خواہش شراب کی ٭ دل جل رہا ہے کسے لذت کباب
کی ٭ شبانہ روز ہماری بے آب و دانہ بسر ہوتی ہے یاد رخسار و زلف مین ہر شام سحر ہوتی ہے جیتا ہون
نہ مرتا ہون شب و روز نالے کرتا ہون سوتا ہون نہ جاگتا ہون عجب طرح کی سرشاری ہے نشۂ
عشق سے عین بیہوشی مین طلب معشوق کے لیے ہوشیاری ہے جب صبح فرقت ہوتی ہے فاقہ
دسترخوان بچھاتا ہے دال ہوتی ہے نہ دلیا ہوتا ہے عقلیہ دل و جگر کا قلیہ ہوتا ہے یہ کہکر وہ شبیہ ملکہ خورشید
جمال نکالی روبرو رکھکر اوس سے مخاطب ہوکر یہ فرمایا حال زار اپنا زبانی نہ بتایا کہ اے شبیہ جانان کیا
تیرے تصور کا حال بیان کرون یاد زلف مین جو پیچ و تاب کھایا کیا کہون دل زار کو پریشانی نے اٹھاکر
کس سطح نہین بہلایا اور پریشانی کی محبت مین کہان کہان نہین سر ٹکرایا آستانہ یار بہت یاد آیا
اور ابروان خمدار و مژگان کی یاد مین زخم شمشیر کا مزا حاصل ہے دل پر جو مژہ یان چلتی ہین تیغ عشق

ہے اور آنکھوں کی یاد تو چکر میں لاتی ہے گردشیں دلواتی ہے فتنہ قیامت برپا کرکے عین
ہوشیاری میں سرشار بناتی ہے اور خمار سرخ آتشکدۂ غم میں جلاتا ہے گوش و بینی کی چنگاریاں دلمیں
آگ لگاتی ہیں سوز دل بڑھاکر اور عشق کو چمکاتی ہیں اور سلک دندان کا تصور بجلیاں گراتا ہے عشق چاہ
ذقن کنوئیں جھکاتا ہے بوسہ لبہائے شیرین کی حسرت میں تلخی مرگ حاصل ہے بیتابی دل ہے
اور دہن تنگ کا تصور چپ رکھتا ہے کچھ نہیں کہتا ہوں اور گردن صراحی دار کی یاد بیہوش رکھتی ہے
ہوش کھوتی ہے یاد پستان میں ہاتھ ملتا ہوں دلسے آہیں بھرتا ہوں یاد شکم غم سے پیٹ بھرتی
ہے یاد ناف جام شراب مست اور تند کی کیفیت دکھاتی ہے طوفان اوٹھاتی ہے زانوؤں کے دھیان
میں شمع نمط جلنا پروانہ وار بیقراری ساق بلوریں کے تصور میں آئینہ وار حیرانی سراپا کے تصور میں
سراسر بیچین و حرکت فرد ہوں تصور میں تیرے صورت تصویر گلی ٭ جسم جیسی ہے میرا ایسا بیجان
کیطرح ٭ جب شہزادے نے یہ قصہ کہا اور ملکہ لالان نے تصویر کو دیکھا سمجھی کہ عاشق و خستہ ملک
قہرمان ہے اور فتاحی طلسم کو آیا ہے یہ تو دشمن جان ہے ایک آہ سرد کھینچکر کہا کہ اے خارگلہ
کشور دل یہ کیا خیال خام ہے اور تصور ناتمام ہے شاید آپ فتاحی طلسم کو آئے ہیں ملکہ خورشید
جمال کے عشق میں گھبرائے ہیں تو یہ امر محال ہے فتاحی طلسم بیجا خیال ہے اسمیں سات درجے
ہیں سبکے حاکم جدا جدا بانیان طلسم نے مقرر کیے ہیں اون سب سے درجہ ہفتم کا حاکم جو ان سب
درجوں کا حاکم ہے بہت بڑا اولوالعزم اور ساحر ہے اور فن سیاہگری سے بھی خوب ماہر ہے اور اول تو
لوح طلسمی کا ملنا محال ہے آپ درجۂ اول کو چھوڑکر شاید درجۂ دوم میں چلے آئے ورنہ لوحدار جادو
سے جان بچانا مشکل ہوتا اور میں تو یہ حیران ہوں کہ شاید مرغ اسرار مار آگیا جو آپ داخل طلسم
ہوئے یہ راستہ تمکو کونکر آیا کسنے بتایا کیسلیے کہ بہت سے شاہزادوں کو ملک قہرمان نے بھیجا وہ آئی لوئی
خندق میں گر گر مر گیا کوئی جو اسپار آیا تو اہل قلعہ اور حاجبان حصار نے قتل کرکے لاش کو پھینکدیا

مگر خیر جو آپ آئے بھی تو مرحلہ جات سے رہائی مشکل ہے ابھی تو درجہ دوم ہے اس سے تو مجھکو اپنی کیہ سمجھیے
اور عشق کو جانے دیجیے اپنی جان کو ہلاک نہ کیجیے مجھے رحم آتا ہے او نوجوان کیوں امید موہوم پر اپنی
جان گنواتا ہے شاہزادے نے جب اوسکی گفتگو سنی فرمایا کہ پروردگار کی عنایت سے مارا مرغ اسرار کو
اور فتح کیا درجۂ اول کو اور پایا لوح کو اور قتل کیا لوحدار کو اور اب کوہان کوہ سر کی باری ہے یہ عاجز کیا
کسی بات مین عاری ہے یہہ کہکر لوح طلسمی اپنے گلے مین پہنکر دکھائی اور فرمایا کہ لاکھ جان نقش پائے
ملکہ خورشید جمال پر نثار ہے دلکو عزم دلدار ہے لو خدا حافظ یہ اسباب عیش و نشاط پھینک کر جام زرنیہ
کو خیال بادہ وصال سے اپنے مطلو بکو بر بر کر چل نکلا ملکہ کی ساری شیخی کرکری ہوئی عروج حسن کو زوال ہوا
آنکھین ندامت سے لال دلمین کمال ملال آیا یزنگی فلک سے حیران ہو چکر مین آئی بہت گھبرائی اور
شہزادہ قصر سے باہر نکل کر بے تامل سمت صحرا کوہ پر سے روانہ ہوا ہر طرف نہرین اوس بہار پر جاری
زمین سرخ رنگ پر سبزہ زنگاری تحریر خط گلرخان کو شرماتی تھی نافہ مین دم لاتی تھی یہ بھی سیل اشک
آنکھو نسے بہاتا اون نہرون سے آنکھین لڑاتا بلند ہمتی سے گھاٹیون کو طی کرتا راہ نشیب مین گویا
سر کے بل چلتا اوج مراتب جانتا تھا چند عرصے مین میدان دشت مین پہونچا جہانتک نگاہ کام
کرتی تھی سوائے زمین احمر کے کچھ نظر نہ آتا تھا اس سرخروی غم عشق سے ژولیدہ مو کا جسطرف
رخ اوٹھ گیا چلا جاتا تھا اور کہتا تھا سرو روہ دن خدا کرے کہ خدا بھی جہان نہو ۔ مین ہون
صنم ہو اور کوئی درمیان نہو ۔ یہ تو شوریدہ سر بحال مضطر یون رواں ہے مگر اوس دلگرفتہ
عاشق زار پری مثال ملکہ لالان ماہ تمثال کے حال مین کلک جگر شگاف سایہ سان دبنال
مضامین یون دوان ہے کہ جب شہزادہ اوٹھکر وہانسے چلا آیا پہلے تو مرغ اسرار اور لوح کے
ملنے کے باجرے کو سنکر صورت تصویر قالی خاموش رہی جب سامنے سے تصویر شاہزادے کی ہٹی
عشق نے ضرب سکہ الفت دلپر لگائی نقش محبت سینہ مین بنا نکسال باہر ہو کر خریدار سودا سے

محبت ہوئی بنا رنج و محن پیدا ہوا عاشقون کے بازار مین چلن ہوا اب بنا سودا ہوا کچھ سود و زیان کا
خیال نرہا سوچی کہ اگر مین رو دیتی ہون اپنے بیگانے مین فاحشہ مشہور ہو کر کھوٹا بین ظاہر ہوگا عشق سے
ہر شخص ماہر ہوگا آبرو برباد جائیگی کھرا بن خاک مین ملیگا اس سے یہ بہتر ہے کہ اپنے باپ لیعنے کیومرث
کو آمادہ کر اس نقد گرانمایہ کو تصرف مین لاؤن باپ سے لڑوا کر پکڑ بلاؤن یہ سوچ عقل و عشق کے
چھڑے بٹے لڑا دم داغ روغنی مین شہزادے کے حاصل کر سوار ہوئی اور کوہان کوہ سر کے قلعہ مین آئی
باپ اسکا دربار جمع کیے بیٹھا تھا کہ یہ تشتر حواس پہونچی اسنے دختر کو پراگندہ خاطر دیکھکر پوچھا کہ ایجان
پدر خیر تو ہے اسنے عرض کیا آپ کیا غافل بیٹھے ہین تھوڑے عرصے مین فاتح طلسم قلعہ پر آئیگا
بلکہ پہنچا ہی چاہتا ہوگا ایک در بند فتح کر کے لوح طلسم اوسنے حاصل کی ہے ابھی میرے کوہ پر آیا تھا مین مجال
مقابلہ نر لختی تھی آپ سے اطلاع کی جب اسکے باپ نے یہ کیفیت سنی فوج کے سرداروں کو لشکر کی تیاری
کا حکم دیا پھر آپ خود سوار ہوا قلعے کے باہر آیا بعجلت تمام ہو جب رہبری ملکہ لالان قریب کوہ دشت
مین لشکر ساحر اور پہلوان کا پہونچا اور شہزادہ جو بادیہ پیما تھا جب اسنے لشکر دیکھا لوح کو ملاحظہ کیا اوسنے
یہ بتایا کہ یہ لشکر کوہان کوہ سر ہے اوسکی دختر اسے لڑنے پر آمادہ کر کے لائی ہے تو گرد اپنے ایک حصار
اس اسم کو پڑھکر کھینچ لے اور کچھ سنگریزے پر پڑھکر جب لشکر قریب آئے پھینک دینا انشاء اللہ سب زیر ہونگے
کوئی مقابلہ نکریگا یہ دیکھکر اسم پڑھکر شہزادے نے حصار کیا اور کنکریون پر دم کر کے آمد فوج کا منتظر
ہوا جب لشکر قریب آیا ساحرون نے سحر چلایا مگر وہ حصار تک آتے آتے غائب ہوا شاہزادے نے
اون سنگریزون کو لشکر پر پھینک مارا بس جب سنگریزے درمیان لشکر گرے ویسے ہی افسران فوج
گھوڑون سے اوتر کر دست بستہ شاہزادے کی خدمت مین حاضر ہوے اور ساحر انکر قدمون پر
گرے کوہان کوہ سر اس تسخیر کو دیکھکر حیران ہوا سمجھا اب جان بچنا مشکل ہے اسکو کسیطرح راضی
کرو تاکہ ملک و مال بچے جان آفت سے بچے آخر کار تخت سے اوتر کر رومال سے ہاتھ باندہ کر حاضر

ہوا اور شاہزادے سے عرض کیا کہ میں اسلام لاتا ہوں اطاعت میں گردن جھکاتا ہوں لیکن
امیدوار ہوں کہ دختر کو میری کنیزی میں قبول فرمائے شہزادے نے کہا گو یہ بیوہ خلاف ہے مگر معلوم
معاف ہے خیر قبول ہے ہر صورت مدعا حصول ہے پس کوہان کو تخت حاضر کیا اور عرض کی حضور سوار
ہوں شاہزادے نے اسکا ہاتھ پکڑ کر تخت پر بٹھایا اور فرمایا یہ تخت و تاج اب تمہارے لائق ہے یہ خصوصیت کو
سزاوار ہے غرض کہ کوہان نے شاہزادے کو برابر تخت کے بٹھایا ناز نثار فرمایا پھر قلعہ میں لاکر داخل
کیا یہ شہر نہایت آباد رعیت یہاں کی بہت آرام میں اور دلشاد تھی غرض شاہزادہ دارالامان میں آکر
زیب دنگل ہوا اور کوہان نے دعوت کا سامان کیا تمام قلعہ میں گرد وسکہ اسکے نام کا جاری ہوا بادشاہ
نے جشن کیا اور ملکہ لالان لال پوش کا عقد پڑھا اور بادشاہ نے وہ ملک و مال جہیز میں لکھ دیا آپ دختر
کی جانب سے مختار کار بنا پھر ملکہ اوسی کوہ عقیق شہزادے کو لائی وہاں شب کی ضیافت کا سامان کیا
درختوں کو بادلے سے منڈھوایا چاندنی میں مقیش کو اڑایا صحبت رقص و سرور کی بہار ہوئی عجب کیفیت
تھی کہ ادھر تو نازنینان مہ جبین ادھر برسات کی چاندنی اور پشواز میں ہر ایک کی رنگین ابر کے چرخ پر
بجلی چمکو چاند بردوڑتے کبھی بارش کا ہونا پھر آسمان صاف ہو جانا یہ نہیں ہنسی خنکی کبھی زردی ابر
کی کبھی لھٹا گھٹا منگورصحرا کی جانب رقصان ہو نازنینوں کے سم میں پھولوں کی مک ہر ایک طرح کی
بہار پر راغب طبیعت فلک اور ادھر یہاں جلسہ شمعہائے کافوری شکل سرخ سرخ فانوسوں میں روشن
ہزار طرح کا جوبن پروانوں کا ہجوم وہ رقص کی دھوم فرش پر خصوصاً یعنے شکن ہار و نکا مستانہ پن
حسن ہر گل پیرہن غرضکہ بعد نصف شب خاصہ دونوں کے لیے آیا انھوں نے نوش فرمایا
پھر چہیر کھٹ پر جاکر آرام کیا شہزادے کو ملکہ خورشید جمال کا خیال آیا پھر یہ زبان پر لایا

مولف

چمن ہے ارے ٹھنڈی ہوا چلتی ہے دریا ہے ۔ فقط اک تیری جا ای ساقی گلفام خالی ہے

ملکہ لالان نے کہا کہ اے بادشاہ کیوں اپنے تئیں آپ نے غم میں برباد کیا ان مرادوں کے دنوں میں

ناشاد کیا عمر بھر یہ جوانی اور اوسپر یہ غم ستم ہے ستم ہے ستم ہے اور مجھ کمبخت
کو دیکھیے کیا بری پھنسی کہ تجھ ایسے بیمار محبت کو دوا تقویت قلب جانکاہ و ٹھالائی مسیحا سمجھی فرد جو
طبیب اپنا تھا دل اوسکا کسی پر زار ہے ۔ مژدہ باد اے مرگ عیسی آپ ہی بیمار ہے ۔ بقول سحر
مصرعہ جنکو سمجھے تھے مسیحا وہ بلا کو نکلے ۔ انصاف کیجیے جب آپ تشریف لیجائینگے دل بیتاب کو کونکر
چین آئیگا کون مجھ دلفگار کا دل بہلائیگا اس کوہ مین ہم فرہاد وار سر ٹکرائینگے جان شیرین مفت
برباد جائیگی جب آپکی یاد آئیگی ہر ایک شب فرقت کی ہمین پہاڑ ہو جائیگی اور صحرا مین وحشی مثال قیس
کی رو کو شاہ کرینگے دلسے بزم سنج مین ترانے دلکش یاد کرینگے او بیوفا تجھے یاد بہت ہم ناشاد کرینگے
گے او تمھین تو کاہیکو یاد آئیگی ہماری جان مفت برباد جائیگی ؎ آپکی جانے بلا کیونکر
گئی فرقت کی رات دل پر کیا کچھ کے رہگیا جب یاد آئی آپ کی ۔ اب تنہائی ہمدم ہے اور یہ ہم
ہیں بلکہ قسم ہے اگر مایوس جیتا جاگتا شب سحر ہونے نہ دیتی ارمان اور حوصلے سب نکال لیتی بہت
شب وصل غریبان ہے بہت کم کسی کو صبح سے ۔ گریبان سحر کو مانگ رکھنا دامن شب
کوئی میرے دلکو ہاتھ سے لیتا ہے کہتی کچھ ہون منہ سے کچھ نکلتا ہے ایک روز کے اتفاق سے تمام
عمر کے فراق مین گرفتار کیا بیٹھے بٹھائے نیا عشق کا روگ مول لیا ناحق صحرا سے جاکر آکو لائی
جسکی یہ سزا پائی اپنے باپ کو جو واسطے لڑائی کے آمادہ کر کے لیگئی تھی اوس تقصیر کو معاف
کیجیے میری طرف سے دل پر غبار صاف کیجیے کچھ لب جانبخش سے جو دل بیقرار ہے تسکین فرمائیے
اسقدر اپنی مہاجرت مین نہ رلوائیے آپ جب تشریف لیجائین تو شاید ہم تڑپ کر مرجائین پھر اپ دل
نازنین پر کچھ رنج نہ لیجیے گا مجھے اللہ قبر مین نہ تڑپائیگا ایسی کچھ باتین دردآمیز کین کہ شاہزادے
کو اپنا سچ عشق بھولا بے اختیار اسکے پین پر رویا اور فرمایا ایملکہ یہ سب تمہارا خیال خام ہے ہم
تمام عمر جدا نہونگے ہمیشہ اطاعت کرین گے لیکن اگر جان زار کو بغیر محبوب کل آتی تو کبھی مین

اس طلسم مین قدم نہ دھرتا اپنے ملک و مال پر اکتفا کرکے بسر کرتا اب تمہین چندے صبر چاہیے دل پر صبر چاہیے
انشاءالله بعد فتح طلسم تم میرے ہمراہ ہو ہماری دلخواہ ہو لو شب وصل کوتاہ ہے یہ کونسی رسم و راہ ہے
اس قصے کو جانے دو ہنسی کی باتین کرو یہ کہکے گلے مین ہاتھ ڈالدیے بہت پیار کیا خوشی سے ہلکنا کیا
سمجھا مرجا بیگی عشق مین جی سے گذر جا بیگی اور دوسرے مرد کا دل تو کہان نازک ہوتا ہے کیسا ہی غصہ
ہو رحم آجاتا ہے عورت کی الفت جلد ہی پر راضی ہوجاتا ہے بخلاف فرقہ کج سرشتان نسوان کہ جسکو
انہون نے اپنے اوپر مرتے دیکھا اور ناز کو بڑھایا دماغ کو عرش اعلی پر پہونچایا بقول آتش واہ
رے انداز و ناز الله رے کبر و غرور ۔ جان جان جاتی رہی وان ناز معشوقانہ تھا ۔ خدا نکرے
جو کوئی مائل ہوانکی تیر مژگان کا گھائل ہو میرے نزدیک تو جام تجرد بہر کیف نوش کرے انکی یاد
دلسے فراموش کرے عجب بیوفائی ہین یہ فرقہ غدار ہے اسکا حال تماشہ بینون پر اظہار ہے فی الجملہ
جب شہزادے نے ملکہ کو تسکین اور دلاسا دیا اسکا رنج بھولا ہنسی خوشی کی باتین ہونے لگین
رنج و غم کھونے لگین مگر لحہ بھر مین صبح ہوئی مرغ سحر نے مرغ روح عاشق پر اولٹی چھری چلائی
ذرا دم لینے دیا موذن نے ندائے الله اکبر سنائی ملکہ نے آہ سرد بھر کر کہا ابھی تو کمبخت رات باقی
ہے دلکو نہایت مشتاقی ہے ؎ عاشق شب وصال مین گھبرائے جاتے ہین ۔ پچھلے سے جان
مرغ سحر کھائے جاتے ہین ۔ جب گریبان سحر اسکے غم مین چاک ہوا ملکہ نے بحسرت و یاس یہ فرمایا
آتش مرگیا سنتے ہی اوسکے نالہ مرغ سحر ۔ وصل کی شب میرے حقمین سورہ یٰسین ہوا ۔
پھر شاہزادے نے غسل کیا اور نماز سحر پڑھکر ملکہ سے رخصت چاہی اسنے ایک مرکب بادپیما
منگوا کر شہزادے کو سوار کیا اور کہا در سوئم پر ذرا سنبھل کر جائیے گا بہت بڑا سامرد خان
جادو ہے جسکے نزدیک سامری زرد رو ہے شہزادے نے کہا الله یار ہے وہ کیا نابکار ہے پھر
ملکہ نے کہا ؎ بسفر رفتنت مبارکباد ۔ بسلامت روی و باز آئی ۔ اے ثانی سلیمان

اپنے تئین ہوائے وصال محبوب مین برباد کرنا مجھ غریب غمگین کو ناشاد نکرنا اور خیر تم تو یہ رنج بھی جھیل لینگے مگر تمھین خدا جلد لائے گا رنج مفارقت تمھارا جائے یہ کہکر زار زار رونے لگی دامن آنسوؤن سے بھگونے لگی شہزادے نے گھوڑا پھیرا اور پھر طرف سیر دشت وبیابان کرتا چلا جب بیقراری زیادہ ہوئی تو یہ غزل مولف کی زبان پر لاتا تھا دل سوداز دہ کو بھلاتا تھا مولف

رنج کھانیکو دل زار ہمارا اوترا — اے فلک خوان کرم سے یہی حصا اوترا
منہ کہین جل نہ خدا تیرا دکھاے مجکو — غم سے اغیار سیہ رو کا ہو چہرہ اوترا
کب ترے ناز کے کشتے کو جلایا اوسنے — حوصلہ کرکے فلک سے جو سیمیا اوترا
بیخبر ہائے نہ رہا ساقی مہوش شب بھر — مجھسے چونکا جو سحر نشہ صہبا اوترا
اوسکی فرقت مین بھلا رویے تنہا ایدل — چشمہ چشم کے نزدیک ہو دریا اوترا
شفق صبح شب وصل جو دیکھی تو کہا — خون تری آنکھون مین اے چرخ یہ کیسا اترا
درد دل عشق کب دلسے مرے دور ہوا — کب تری زلف کا سودا مرے سر سے اترا
اشرفی اسکے بنائین تری بازو کی لیے — اسلیے یہ دل پر داغ ہمارا اوترا
فرط مستی سے ہوا ساقی گلفام خفا — جا کہ نظرون سے میری ساغر و مینا اوترا

القصہ اسپ پر سوار کمیت اجل کا طلبگار دل کو سمند عشق کی باگون نے کچلا تھا دانے سینہ کو کرکھند لا تھا مگر یہ راہ تردد مین گرم پویہ تھا منازل اور مراحل طے کرتا ہوا جاتے جاتے قریب میل پھر پہونچا لوح کو دیکھا معلوم ہوا کہ درجہ سوم پر ایک زنجیر طلائی لٹکتی ہے اوسکو تھام کر اوپر چڑھنا وسط درجہ مین ایک طاق بنا ہے اوسمین ایک سیب رکھا ہے اوسے سونگھنا خود بخود داخل درجہ سوم ہوگا آپ سے دروازے مین جانیسے ضرر ہین بہت سے مفسد آمادہ شر ہین بس یہ معلوم کرکے عازم درجہ سوم ہوا

بیان درجہ سوم چڑھنا شہزادے کا زنجیر تھام کر اور سونگھنا سیب کا اور پہونچنا

ایک قلعہ کے سامنے اور لڑائی ہونا اہل قلعہ سے پھر داخل ہونا قلعے مین اور
پہونچنا ایک بازار مین آنا ایک گھوڑے کا اور لیجانا سوار کر کے شہزادے
کو ایک مکان مین جنگ ہونا دخان جادو سے اور مارا جانا اوسکا شہزادے
کے ہاتھ سے لڑائی موقوف ہونا اہل قلعہ سے اور حاکم بنانا فرزند دخان
جادو کو اور آنا طرف درجۂ چہارم کے شہزادے کا مولفہ

میرے دلمین ساقی اودھی پھر ترنگ + پلادے مجھے ساغر لالہ رنگ + وہ مے دے کہ ساغر چھلکنے لگے +
جسے پیکے میکش بہکنے لگے + عجب دور ہے اور عجب ہے سما + میرے ساقیا جلد آجلد آ +
وہ اودی گھٹا وہ مئی سرخ فام + کہ زاہد کی ہوش سے قلیا تمام + پھرے جام رندون مین ہنستا ہوا +
نہ کھلجائے بادل برستا ہوا + یہی وقت توشہ کرنے کا ہے + نہین وقت خاموش رہنے کا ہے

بہاریہ مضمون جو رنگین لکھون + وہی نذر ارباب معنی کو دون +

سلسلہ جنبان طلسم بیان وقصہ گویان داستان حیرت نشان تحریر مسلسل رشتک زلف مہوشان
سے یون متحرک زنجیر فسانہ ندرت انتما ہوئے ہین اور طوطی زمزمہ سنج زبان سے گلستان قصہ مین یون
گویا ہوئے ہین کہ شہزادہ حسب ہدایت لوح قریب درجۂ سوم پہونچا اور زنجیر طلائی کو دیکھا کہ سر زنجیر بالا کی
انتہا نہین ہے نہین معلوم کہان سے لٹکتی ہے اسنے ومن یعتصم باللہ کہکر دامن گردان کے زنجیر کو پکڑا
اور چڑھنا شروع کیا جب درمیان دروازے کے پہونچا اوس طاق سے سیب کو اوٹھا کر سونگھا ایک
آواز افسوس افسوس کی آئی اور اوپر سے دیوار کے کسینے قہقہہ لگایا در حصار پر تو پین چلین اواز ین مہیب
نے لگین پھر کسی نے کمر مین پنجہ دیکر پرواز کی شہزادے کی آنکھین بند ہوگئین تھوڑے عرصے مین جب
آنکھ کھلی اپنے تئین ایک دشت مین کھڑا پایا اور سامنے ایک کوہ طلائی نظر آیا مگر اوس کوہ مین کسی
نے درہ کو کاٹ کر قلعہ طیار کیا ہے زیر کوہ خندق پر آب پل تختہ پڑا ہے تو پین لم چمر لم چمر جھانکتی ہین

لگین ہین حرب ضرب کا سامان مہیا ہے پرانے چھپر دیوار قلعہ سے لگے ہین کرب کے بولے نفط کے حقے تیل کے کڑھاؤ چڑھے ہین اور مقام خشت اندازون اور برق اندازون اور گولندازون کے فصیل ہاکر قلعہ پر بنے ہین مگر انسان ہے نہ حیوان ہے بالکل وہ جگہ سنسان ہے دروازہ جو فیلبند ہے وہ بند ہے شاہزادے نے چاہا کہ خندق جست کرکے پہاند جاؤن پھر خیال کیا کہ برج دیکھ لون جب برج کو دیکھا یہ معلوم ہوا کہ سرحاشیہ برج پر جو اسم لکھا ہے اوسے پڑھ جب وہ ختم ہو جائیگا ایک لکہ ابر ہویدا ہوگا اور بہت شور و غل اوسمین پیدا ہوگا ہرگز خوف نکرنا کچھ سنگریزون پر وہی اسم دم کرکے اوس ابر کی جانب پھینک دینا ایک آندہی تیرہ و تار ایسی آئیگی کہ دنیا اندہیر ہو جائیگی اہل قلعہ جزدار ہونگے تیرے آنے سے ہوشیار ہونگے لڑائی ہوگی جنگ آزمائی ہوگی غرض شاہزادے نے اسم کو پڑھا تھوڑے عرصے مین ایک ابر سیاہ پیدا ہوا شاہزادے نے کچھ سنگریزون پر اسم دم کرکے جانب ابر پھینکا ایک آندہی آئی کہ زمانہ تیرہ و تار صحرا پر غبار ہو گیا پھر ایک آواز آئی کہ اے فاتح طلسم کیون ملک الموت کو چھیڑتا ہے زندگی سے منہ موڑتا ہے پھر جا کہ ابھی تک تیرے لیے امان ہے آگے پھر خوف جان ہے ایسی تاریکی تھی کہ کچھ سوجھائی ندیتا تھا شاہزادہ آوازین سنتا تھا جب کچھ دیر مین وہ آندہی موقوف ہوئی اب دیکھا کچھ آدمی قلعے پر آئے شر و فساد ہمراہ لائے اور ایک بادشاہ زیر خیمہ جواہر دوز کرسی زرین پر آکر بیٹھا اہل فوج کو اوسنے للکارا گولندازون نے توپ کی سیدہ درست کی اور تیراندازون برق انداز خشت انداز فولادی خشت ہاے ضرب لیکر مستعد جنگ ہوے لڑنے پر آمادہ بیدرنگ ہوے شہزادے کو اونھین دیکھکر جوش شجاعت آیا قدم ہمت لڑنے کو بڑہایا اونھون نے توپون کو جمکا کر سیدہ تاکر درست کیا اور شہزادہ جب زد پر پہونچا اوس تاجدار بادہوائی نے ہوائی کو سر کیا گولندازون نے رنجک دیکر توپون کے پیالو پر مہران رکھدیے کڑک اور گرج رعد آسا پیدا ہوئی برق رنجک کی چمکنے لگی دہوئین کا ابر بنکر طیار ہوا گولے اوسکیطرح برسنے لگے شہزادے نے گرز کو ہاتھ پر چڑھا لیا اور

آگے بڑھا جو گولہ قریب آیا اوسکو گرز دوڑ کر لگایا اوڈا طرف قلعہ کے پھیر دیا اسیطرح قریب قلعہ کی
خندق کی پہونچکر لعوہ کیا اوسوقت گولہ انداز نے ہاتھ کو روکا شہزادے نے گرز کو خندق کے پار پھینکا اور
آپ بھی دامن گردان جست کر کے خندق کے پار پہونچا خشت اندازاور برق اندازون نے حملہ کیا
نفتی اور تیر اندازون نے سنگ دلدوز اور روغن گرم اور خشت اندازون نے خشتین پولادی اور توپ
کے گولے دستی گولے مارے مگر اس بہادر نے سپر فولاد دامن کوہ منہ پر رکھکر اون ساری مصیبتون کو
جھیلا پھر گرز دستی زبردستی کے ساتھ پھاٹک پر لگایا کہ وہ اڑا اڑا کر زمین پر گرا یہ شیرانہ اندر قلعہ
کے آیا مگر وہان کچھ لڑائی کا سامان نپایا آگے بڑھا ایک بازار قطعہ رملا عمارات عالی تعمیر ہے کھوا کھنک
رہا ہے گرم بازاری ہو رہی ہے دکاندار دکانون پنین اشیائے نادر خرید و فروخت کرتے ہین مردمان بازاری
ہر طرف سیر کرتے پھرتے ہین شہزادہ حیران تھا کہ ابھی تو مین جنگ قلعہ گیا ہون مین مصروف تھا عجب
کچھ طلسم ہے اب یہ بازار پایا اس بازے سے عقل حیران ہے طبیعت پریشان ہے اس تعجب مین
یہ کہ اٹھا کہ سامنے سے ایک اسپ خوش رفتار مشکی رنگ سامنے سے نمودار ہوا مگر ساز و یراق سے
درست زین پوش اوسپر مغرق پڑا لیکن راکب کا پتا نہین تنہا خوش خطیان کرتا ہوا سامنے سے
آتا ہے شہزادے نے جھکا کر قریب بلایا وہ گردن ڈالکر پاس آیا شہزادے نے یا علی گردن پر گشت
شہامت سے اکھا پھر حلقہ رکاب مین پانون رکھکر پشت پر آیا اوسنے طرارے بھرے دو چار گلی کوچے
طے کیے تمام بازارین فاتح طلسم کا غل ہوا آخر وہ مرکب دار العمارۃ شاہی کی طرف لایا شہزادہ کو سامنے
ایک قصر عالی دکھائی دیا اور زیر قصر ایک نہر کو آب صفا سے بھرا ہوا دیکھا اور بہت سے منظر اور کھڑکیان
اوسمین بنی تھین اور گرداگرد نہر کی پتلیان برنجی کھڑی تھین اونکا ایک ہاتھ مین گھڑیال اور ایک مین
موگری تھی جب یہ مرکب سامنے آیا اون پتلیون نے گھڑیال بجایا اور آواز دی کہ فاتح طلسم آیا ایسی
آواز پر سوز و گداز تھی کہ شہزادے کو غش آگیا تھوڑے عرصے مین ایک آواز ایسی آئی کہ تمام وہ جگہ

دہل گئی شہزادہ گھبرا کر اوٹھ بیٹھا دیکھا تو اب جہان یہ کھڑا تھا وہان کچھ لوگ آئے اونھون نے فرش مکلف بچھایا اور ایک مقام بلند اور صدر بنایا پھر خلقت جوق جوق آنا شروع ہوئی اور صف باندھ کر سب کھڑے ہوے کہ یکایک سواری کے اہتمام کا سامان نظر آیا ادب اور تفاوت کا غل سنائی دیا دیکھا تو لیسا دل اور چوبدار و خادم خدمتگار پیدا ہوے آگے آگے مٹھو بچو کہتے جاتے اور ایک پیر بارش سفید گوری رنگ مگر جبین سے ظلمت کفر ظاہر کمال نحیف و ضعیف ہوادار پر سوار اور گرد بہت سے شاہ و شہریار ہوادار کے پایہ کو تھامنے بڑے اعزاز اور تعظیم سے اوسے لائے قریب فرش وہ پیر اُترا اور یوگوں نے اوسکے قدمون کو بوسہ دیا پھر وہ مبارک اوسی مقام بلند پر بیٹھا اور ایک کتاب اپنی بغل سے نکال کر اوس رو سیاہ نے کھولی اور کچھ کلمات صفت پر از مذمت سامری و زردشت بیان کیے شاہزادے نے لوح کو دیکھا معلوم ہوا کہ دخان جادو یہی ہے ہر سال یہان آتا ہے اور وعظ کہتا ہے اور پہلے ایک مرکب واسطے فاتح طلسم کے بھیجتا ہے جب وہ خالی پھر آتا ہے جب یہ اپنے مقام پر پھر جاتا ہے آج اگر تجھ گھوڑے پر دیکھے گا تو یہ کتاب جو پڑھتا ہے بند کر دیگا اوس سے تاریکی ہو جائیگی پھر لوح پڑھی بجائیگی اوسوقت پھر دور قیامت تک رہائی کی شکل نظر نہ آئیگی چاہیئے کہ اپنے تئین قریب اوسکے پہونچا اور ایک ضرب ایسی لگا کہ کتاب اوسکے ہاتھ سے چھوٹ جائے اور اگر یہ بھی مارا جائے تو بہتر ہے اوسکے زندہ رہنے مین سراسر ضرر ہے اور اگر بچ جائے تو خیر پھر تدبیر کیجائیگی کوئی اور صورت نکل آئیگی غرض یہ معلوم کر کے شہزادہ مرکب پر سے اوترا اور اوس ہجوم مین آیا اور جھٹ پٹ درمیان مین اون یوگون کے اکرا پنے تئین قریب اوس پیر کے پہونچایا اور نیزہ کیا کہ وہ پیر گھبرایا چاہا کتاب بند کر دون کہ اسنے ایک ہاتھ شمشیر آبدار کا لگایا عجب طرح کی کیفیت ہوئی کہ کتاب اوسکے ہاتھ سے چھوٹ گئی اور غلغلہ دار و گیر برپا ہوا اور وہ پیر اور تمام محفل غائب ہو گئی شاہزادے نے کتاب اوٹھائی اور لوح کو دیکھا معلوم ہوا کہ ابھی منتظر رہ ایک سوار آئیگا اوسے اس کتاب کو دکھانا وہ بھی تجھسے لڑیگا مگر جو کتاب دیکھ لیگا تو خود بخود بیہوش ہو گا اور اگر وہ نہ دیکھے تو اوسکے گھوڑے کو دکھانا وہ پھر سوار کو زمین پر گرا دیگا اوس سے تو دور رہ

لپٹ جانا اوسکے کشتی مین زیر کرنا بڑا زبردست پہلوان سے ذرا سنبھل کر لڑنا اور پہلے اس کتاب کو اوسکے بدلے مسلم کر دینا زور سحر اوسکا جاتا رہیگا زور اصلی رہجائیگا شہزادہ بموجب تحریر لوح منتظر کھڑا تھا کہ سامنے سے گرد اوڑی دیکھا تو وہ سوار پیدا ہوا مگر گھوڑا اوسکا طرارے بھرتا دم سے چور کرتا کلانیان شیر کی طرح مارتا نہایت خوش خرامی کے ساتھ آتا ہے کہ فلک کج خرام ابلق لیل و نہار کا دل نثار ہوا جاتا ہے نسیم صبا جسکے رو برو سرد تک و تاز پر صرصر بیقرار کوہ کہل اور کوہ سرین وہ رہوار ہے کہ ؎ راکب نے سالتر لی کہ وہ کوسوان روانہ تھا ٭ تار نفس بھی اوسکے لیے تازیانہ تھا ٭ پاکھر پر تکلف موتیونکی جھپو پر پڑی ہے وہانہ رشک ہلال چڑھا ہے زین مرصع کھنچا ہے پودہ باگ کا اوس جوان زیبا رو کے ہاتھ مین ہے اور جوان بھی نہایت خوشرو ہے جبکے بھرے بھرے ڈنڈ بھری ہوئی مچھلیان فراخ پیشانی تنومند درشت چنگال ہے رستم دستان سامنے اوسکے پیزال ہے نور سروری و سالاری جبین مبین سے ساطع و لامع ہے علم و ہنر کا جامع ہے شاہزادے کے مقابل پہونچا اگرچہ شاہزادے کو ایک محبت پیدا ہوئی اور دل نے اوس سے آشتی چاہی یہ خیال آیا کہ اگر یہ بندہ خدا مسلمان ہوتا تو اسکو مین حاکم درجہ سوم بناتا الحاصل جب وہ نزدیک آیا شاہزادے نے اوس کتاب کو کھولکر سامنے اوسے دکھایا اوس جوان نے تو سنہ پھیر لیا مگر گھوڑے نے دیکھ لیا اسطرح جست و خیز کی کہ پڑی اس شہسوار کی نہ جم سکی آخر گھوڑے سے کود پڑا شاہزادے نے اوسکے کودنے کے وقت کتاب کھینچ ماری اوس جوان پر پڑی منہ سے افسوس کا نعرہ نکل گیا پھر شاہزادہ اوس سے دوڑکر لپٹا اسنے بائین ہاتھ سے بایان ہاتھ پکڑا شاہزادے نے دہنا ہاتھ گردن پر رکھا بار احسان دستگیری دوش دشمن پر رکھا اور سر کو سر سے ملاکر ایک ٹکر لگائی کہ اگر توہ آہنی مقابلہ مین ہوتا تو وہ بھی طوطیا اور سرمہ ہوجاتا بھیجے کا کوئی پتا نپاتا پہلے دستی زبردستی کے ساتھ پیش دستی کرکے کھینچی اور کشتی درشتی کے ساتھ شروع ہوئی کشمکش کے اور ریلا پیلی کے زور ہوئے اسطرح سے کہ جیسے دو درندہ پیل یا دو اہرمن مست سرکش

ہین ہر قدم کے ضرب سے طبقہ زمین کا اوڑ جاتا تھا ایک دوسرے کو اڑنگے پر چڑہاتا تھا ہر دم تلاش ہر ایک کو داؤن گھات کی تھی دونو کو پیچ اپنی بات کی تھی اگر وہ پیچ کرتا تو یہ توڑ کرتا اگر وہ توڑ کرتا تو یہ جوڑ کرتا شاہزادہ بند کرتا زندگی سے دم بند کرتا قریب دو پہر کشتی رہی آخر کار وہ جوان شہزادہ کے سینہ مین سر اڑا کر لے دوڑا شہزادے نے فن پہلوانی کی رو سے ہٹنا شروع کیا مگر جہ سات قدم پر لنگر مارا کہ اشت یا تک زمین مین غرق ہوا اوس جوان نے زور کیا مگر اوس کوہ وقار کے لنگر مین ذرا حس و حرکت نپائی تھک کر ہاتھہ اوٹھایا شاہزادہ تڑپ کر اوٹھا اور اوسکو لے دوڑا اوسنے بھی ہٹنا شروع کیا شہزادے نے قریب گیارہ بارہ قدم کے لاکر جھٹکا دیا کہ زمین پر آیا اور شہزادہ اوپر آنکر چھپا یا اوسنے لنگر مارا مگر شاہزادے کے بازو کا ہکا پڑا کہ طبقہ زمین کا اسکے پاؤن کے نیچے سے نکل گیا کیا برا وقت تھا کہ زمین پاؤن کے نیچے سے نکلی جاتی تھی مرگ چھاؤنی سر پر چھاتی تھی کچھہ در کشتی بیٹھی رہی آخر توڑ کر بند فولادی مین ہاتھہ ڈالکر شہزادہ نے المدد یا اسد اللہ غالب کا نعرہ کرکے اوٹھایا اور سر سے بلند کرکے زمین پر چرخ دیکر پٹکا پھر آپ جست کرکے اوسکے سینہ پر سوار ہوا اور فرمایا کہ اگر بہادر ہے تو اطاعت کر کہ مینے تجکو زیر کیا اوس جوان نے عرض کیا کہ مین فرزند خان جادو ظلمات جادو نام ہون تا فتح ہونے درجہ سوم آپ مجھے رہا کرین جب خان قتل ہوگا اوسوقت حاضر ہونگا اطاعت کا دم بھرونگا مین دلسے مطیع اسلام ہون آپکا غلام ہون شہزادے نے یہ سنکر اوسے رہا کر دیا اوسنے اوٹھکر قدمون کو شاہزادہ کے بوسہ دیا اور ایک سمت کو صحرا کے جانب راستہ لیا جب یہ چلا گیا شہزادے نے لوح کو دیکھا اوسمین نکلا کہ اس کتاب کو اب ان پتلیون کو دکھا یہ سب سحر ہے رفع ہو جائیگا اور یہ نہ بھی مٹ جائیگی سامنے قصر کا دروازہ کھلا ہوگا اوسمین در آنا خان جادو ملیگا اوس سے مقابلہ ہوگا یہ دیکھکر اسنے اُس کتاب کو پتلیون کو دکھایا ایکبار اونھون نے گریہ کیا اور گھنٹے بجے پھر وہ پتلیان برنجی سب کود کر اوس نہر مین غرق ہوگئین شہزادے نے نہر مین کتاب کو ڈالدیا اوسمین سے

ایک شعلہ پیدا ہوا اور روغن کیطرح تمام پانی اوڑگیا اور راستہ پیدا ہوا سامنے سے درقصر کھلا ہوا نظر آیا شہزادہ
قصر مین داخل ہوا ایک عمارت معقول اور مختصر سا باغ بنا یا یا کہ جہان درخت گلزار معنبر اور معطر چنبیلی
بیلا موگرا موتیا جوہی کیتکی کیوڑا ہر طرف جنابان جنابان اور میوہ دار درخت مثل گلزار جنان شجر پر ثمر تاکہائے
انگور کہ چشم آفتاب اوسکی تاک مین نرگس مست اوسکی تاک جھانک مین نسیم صبا کی چمنستان مین رفتار
پھولون کی بہار ۔ ہر ایک شگوفے نے تھا اپنا عطردان کھولا ۔ شمیم گل کا تھا دوش نسیم پر انبار
بلبل کے ترانے شوق دیدمین گل کے نئے نئے راگ گانے مرغان خوش نوا کی زمزمہ سرائی دلکو پھیمین
کرتی تھی سرو پر فاختہ قلندر مشرب بلباس خاکستری حق سرہ کا دم بھرتی تھی ۔ عجب نہین جو اوسی
وقت ہووے زمزمہ سنج ۔ شبیہ مرغ چمن گر گشند بر دیوار ۔ ہر ایک جانہرین رشک تسنیم و سلسبیل
آسا موجزن اور مثل آئینہ صاف تھین لب گردان اونکی بلورین بنی اور شفاف تھین لب نہر درخت
سرو یعنی جوانان چمن اکثر تے تھے پانی کے آئینہ مین اپنے شباب کی کیفیت ملاحظہ کرتے تھے ۔
تھی نہر مین جلبی آئینے کی کیفیت ۔ سو دیکھتے تھے جوانان باغ اپنا عذار ۔ اگرچہ سرو روانہ نہین بتھا گلشن مین
پر وسکا عکس تو آب روان تھا سیار ۔ گل و ثمر سے درختونکو دیکھکر سرسبز ۔ کہتے تھا بچہ دست دعا اوٹھاکی خدایا

مین بے ثمر ہون مجھے بھی ثمر عطا کیجے الٰہی حرمت فیض ہوا و فصل بہار

سبحان اللہ عجب طرحکی بہار تھی بیچمین ایک بارہ دری قطعہ دار تھی چھت پر دے چلمنین کرا سے تھے
اور شیشہ آلات اور جھاڑ بلور کے پیراستہ تھے طاق و ایوان محراب دار نوش طرح دار لیکن گرد بارہ دری
کے ایک زنجیر آتش کی کھچی تھی بجائے قرق زنجیر لگی تھی جب شاہزادہ قریب بارہ دری کے ہو پہنچا زنجیر
سے شعلے پیدا ہو کر سد راہ ہوئے شہزادے نے لوح کو دیکھا معلوم ہوا کہ لوح کو پانی مین دھوکر
اسپر چھینٹا دے ذوالجلال کے نام سے اسے ہٹا دے شاہزادے نے نہر سے پانی لیا لوح کو دھوکر
اوس زنجیر پر چھڑکا دیکھا تو وہ زنجیر پیچ کھا ایک طرف ہوئی شہزادہ بارہ دری مین آیا اوسکے اندر

عجب طلسم پایا باہر ایک ستون کو اوسکے گردش تھی چھت کھا رکے چاک کیطرح پھرتی تھی اگرچہ شاہزادہ گھبرایا
مگر داد دادار کے ثبات و قرار کے فضل سے قدم آگے بڑھایا وسط بارہ دریمین ایک پردہ پڑا تھا اوسے
اولٹ دیا راز پنہان طلسم کا پردہ فاش کیا کوئی مددگار نہ تلاش کیا دیکھا تو وہی پیر نابالغ سامنے ایک
کرسی زرین پر بیٹھا تھا ایک میز مخمل سرخ سے منڈھا ہوا اوسکے سامنے بچھا تھا اوسپر ایک کتاب نہایت
طویل رکھی ہے کہ ؎ نوآسمان ہین صفحۂ اول کے نولغت ہو کونین ایک دو ورقہ ہے اپنی کتاب کا
اوس سیاہ رو کی نظر اوس کتاب پر تھی بغور تمام کچھ خوض و غور کر رہا تھا جب شاہزادے کی آمد ہوئی اوسنے آنکھہ اوپر
اوٹھائی آنکھین لال لال اوس بدخصال کی جیسے دو تاس خون سے بھرے ہون تھین شاہزادے کو
دیکھکر منہ چڑھانے لگا غصہ جتانے لگا ڈاڑھی کے بال اوس خرس طینت کے نکلے کیطرح سیدھے ہوگئے شاہزادہ تو لوح
کو دیکھنے لگا اوس بیحیا نے جلدی کتاب کو بند کر دیا گویا اپنی دانست مین کونین کو زیر زبر کیا ورق کا
ورق اولٹ دیا جیسے ہی ورق سے ورق ملا ایک صاعقہ پیدا ہوا کہ نگاہ بصارت بخش شہزادہ
خیرہ ہوئی اور ایک دود غلیظ اوس کتاب سے پیدا ہوا کہ چشم روزگار تیرہ ہوئی تمام باغ اور مکان
کو سیاہ کر دیا شاہزادے نے آنکھین پھاڑ کر دیکھا سوائے اندھیرے کے کچھ ظاہر نہوتا تھا اور ہر جانب
سے کسینے لوح پر ہاتھ ڈالا اوسوقت اسے غصہ آیا ایک ہاتھ مین لوح کو لیا اور دوسرے ہاتھ مین تلوار
کو کھینچ لیا اور ہر طرف ہاتھ مارنا شروع کیا اور آگے بڑھا جب کسیطرح وہ تاریکی نہ دور ہوئی شہزادے
نے بیتاب کر دعا کی کہ اے خالق لیل و نہار اے پروردگار ؎ خداوندا بشیم را روز گردان ۔ چو روز از لیل
جہان فیروز گردان ۔ بشبے دارم سیہ چون بخت امید ۔ درین شب روسپیدم کن چو خورشید ۔
یہ دعا کر کے ایک طرف ہاتھ تلوار کا لگا یا معلوم ہوا کہ کسی شے پر تلوار پڑی اسنے غصہ مین ہاتھ ڈالا
دروازہ پایا غصہ مین بازو پکڑ کے جھٹکا دیا کہ پٹ اوکھڑ آیا اوسے پھینکر آگے بڑھا زینہ پایا یہ اوجہ دہ
شاکساران اوپر چڑھ آیا دیکھا تو چھت کی سنڈیرون پر روشنی تھی اور چھت تک پر تاریکی پھیل چکی تھی

یہ جلد اوس روشنی مین آیا اور لوح کو دیکھا معلوم ہوا کہ لوح اوس تاریکی مین پھینکدی اور آپ چھت پر سے کود کر علیحدہ ہو غضب ہوا کہ تو غافل ہوا اوس پیر نے کتاب کو بند کر دیا اگر مونڈیر پر روشنی نہ ہوتی اور تاریکی ایک لمحہ مین وہان بھی ہو جاتی پھر کوئی تدبیر بن نہ آتی یہین تیری جان جاتی غرض شاہزادے نے لوح کو تاریکی مین پھینکا آپ سقف ایوان سے کود پڑا اسکے کودتے ہی وہ چھت تہ و بالا ہوئی اور وہ دھواں ہوا ہوا سامنے اوس پیر کا نعرہ ہوا اور لوح کی جانب وہ چلا ادھر تو وہ اوٹھانے کو جھکا ادھر اسنے تیغہ خارا شگاف لگایا کہ گردن پر پڑا مثل خیار دو ٹکڑے ہوئی لاش اوچل کر گری زمانہ تیرہ و تار ہوا تھوڑے عرصے مین وہ آفت مٹی شاہزادے نے لوح اوٹھالی اور قصر کے باہر نکل آیا اور گھوڑے پر سوار ہوکے چلا جب اوس بازار مین جہان پہلے خالی مرکب ملا تھا ہو بیاد دیکھا تو کچھ فوج اگر سد راہ ہوئی ہر ایک نے آپس مین یہ ندا دی کہ طلسم کشا دخان حاد و کو مار کر جانے بنائے گھیر کر مارڈالو زندہ جانے نہ دو شہزادے نے بھی نعرہ تکبیر بلند کیا اللہ اکبر کہا اور برچھا تر چھا کنوتی پر گھوڑی کی رکھ لیا ٹوبان کا بغل مین داب کر شمشیر دشمن شکار کو کھینچا اور اوس فوج مین در آیا ہزارون کو بیدم کیا کشتے کے پشتے بند ہو گئے خوب شمشیر زنی کی تا دیر لوہا برسایا ایک اپنی جان بچانیکو ترسا آخر اپنی تنہائی پر خدا سے دعا کی یہ بلبلا کر التجا کی کہ اے خدایا بحق جناب رسول پناہ دست دشمن سے مجکو ملول فی الفور دعا قبول ہوئی مراد حصول ہوئی دیکھا تو وہی جوان جسے کشتی مین زیر کیا تھا آنکر فوج پر گرا جب افسران فوج نے اپنے شاہزادے کو فاتح طلسم کا طرفدار پایا چادر امان ہلائی شاہزادی نے ہاتھ کو روکا وہ جوان دار العمارۃ مین لایا شہزادے نے اوسکو تخت پر بٹھایا پہلے آپ نذر دی پھر افسران فوج نے اطاعت کی جشن کا حکم دیا ساقیان صراحی ساز و مطربان خوش آواز پیالہ ہاے جواہر نگار صراحی مرصع کار لیکر حاضر ہوئے جام مے ارغوانی گردش مین آیا ایک روز شاہزادہ رہا دوسرے روز رخصت ہوا اوسکو عدل و داد کے کرنے کی تاکید کی پھر آپ منزل مقصد کی راہ لی اوس کوہ سے جہان قلعہ تھا اور لڑائی ہوئی تھی جب باہر آیا ایک بیابان نظر پڑا اسنے قدم ہمت آگے

پڑھا یا اور خیال محبوب مین آہ و نالے بھرتا کوہ و دشت کو طے کرتا یہ غزل حضرت آتش کی پڑھتا چلا جاتا

آتش ایجنون دشت عدم کے کوچ کا سامان کیا
جسم کے جامے کو بھی چاک تا دامان کیا

مر گئین تیری جدائی مین ہزارون حسرتین
عشق غارتگر نے میرے دلکو گورستان کیا

نالہ جانکاہ نے پتھر کو پانی کر دیا +
مرغ و ماہی کو دل بیتاب نے گریان کیا

جلد نہلا میرے خون سے مجکو اے شمشیر یار
دامن دل سالہا آلودۂ عصیان کیا +

اے فلک مرہون منت تو نہ تیرا مین ہوا
شکر ہے مجکو خدا نے بے سر و سامان کیا

شام سے تا صبح نیند آئی نہ اکدم تجھ بغیر
آگ نالون نے لگائی اشک نے طوفان کیا

اسی طرح بادیہ گرد دشت بلا تھا ہر دو سمت مدحا تھا آتے آتے قریب میل پھر ہو نچا لوح کو دیکھا معلوم ہوا کہ درجۂ چہارم مین چلیے اوسکی فتحا مین قدم دھریے بغیر فتح ہفت در بند طلسم رہائی ناممکن ہے ذرا بہت سمجھکر اس درجے مین جانا کہ تو ابھی کم سن ہے شہزادہ یہ دیکھکر عازم درجۂ چہارم ہوا اور وہان جاکر پہونچا

بیان درجۂ چہارم جانا شہزادے کا اور ملنا ایک دریا پر و خضر حالم درجۂ چہارم کا اور سوار ہونا شہزادے کا کشتی پر اور غرق ہونا کشتی کا اور پہونچنا ایک دشت مین اور عمل پڑھنا بموجب ہدایت لوح کے اور اوٹھ کھڑے ہونا حصار سے اور گرفتار ہو جانا پھر رہائی پانا مدد سے اوسی حاکم کی دختر کے اور شادی کرنا اوسکی ساتھ قتل کرکے اوسکے باپ کو اور حاکم بنانا اوسی شاہزادی کو اور آنا طرف درجۂ پنجم کے مؤلف

پلا ساقیا مجکو جام شراب + کہ ہے فکر تا ختم ہو یہ کتاب + نہ کرمے کے دینے مین بخل اختیار + چھکا دی کہ ہو دور کا نشہ شا
پلا دے وہ جام مے لالہ فام + کہ جس سے رہے نشہ مجکو مدام + جنیابان مین بہتی ہے جوش بہار + لکھونگا مین بھی مضمون نا
غواصان بحر بے پایان تقریر و شناوران قلزم بے کنار تحریر گوہر آبدار سخن کو زیب دہ گوش شاہد روزگار

یون ہوئے ہین اور سنگ مسلسل بیان فسانہ مین لاتی شاہزادیون پر وے ہین کہ شاہزادہ جب دروازہ
پر درجہ چہارم کے پہونچا اوسکے در مین بجاے قفل ایک مار سیاہ لپٹا پایا اسنے انگشتر باطل السحر کو اوسے
دکھایا وہ سانپ دروازے سے جدا ہوا اور دروازہ کھل گیا شہزادہ اندر آیا پھر اوسیطرح در قلعہ حصار
پر تو پین چلین اور ایک شور و غل اوٹھا مگر شاہزادہ آگے بڑھا چند قدم پر جاکے ایک دریاے زخار کو بہتے پایا
نہ باغ دیکھا نہ صحرا نظر آیا وہ دریا طمطمہ سنج آفت زا امواج قہار تھا ایک ایک موج اوسکی برابر بلندی کوہ کے
اوٹھتی تھی اور اوسکے شور قیامت انگیز سے رعد کی چھاتی بیٹھتی تھی **سعدی** سہمگین آبے کہ
مرغابی در و ایمن نبود ٭ کمترین موج آسیا سنگ از کنارش در ربود ٭ **میر** موج کا ہر کنارہ طوفان سے
مارے خشمناک حباب عمان پر ٭ آب تھا یا کہ بحر تھا زخار ٭ جسکا ہر قطرہ موج تھا تہ و دھار ٭ گذر
آب جب نہ تب دیکھا ٭ ساحل اوسکا نہ خشکلب دیکھا ٭ زورق خیال کو گذرنا اوس دریا
سے محال تھا جانوران آبی مردم آزار تھے آدم خوار ہر ایک نہنگ و گھڑیال تھا اونکے خوف سے ساکنان
سمندر کا زہرہ آب پناہ پانی نایاب و محال تھی پار اوترے یہ کسکی مجال تھی یہ غواص بحر عجائبات قلزم
فکر مین غوطہ زن نہ کشتی نہ ڈونگی نہ ملاح ہر طرف مثل موج کنارے کنارے دریا کے روان تھا لیکن
کہین تھل بیڑا نہ لگتا تھا دلمین کہتا تھا کہ اے خالق بر و بحر کیونکر ساحل مطلب سے ہمکنار ہون در مقصد
پاؤن اور ایسا گھبرایا کہ بے اختیار نخف کی طرف رخ کرکے پکارا کہ اے شناور دریاے معرفت و آشنای
چشمہ حقیقت مجکو اس گرداب غم سے کہ سفینہ مدعا تلاطم امواج رنج سے لجہ حیرت مین غرقاب ہے
نکال اس طوفان بحر بیخ کو سر سے ٹال کہ سرور تمنے مدد کر نوح کی طوفان سے کشتی پار کی ٭
یا مرتضی مشکلکشا کیون میری بار کی ٭ یہ کہتا ہوا جب آگے اور بڑھا دور سے قدرت خدا ایک
مور پنکھی نمودار ہوئی جب قریب آئی دیکھا کمال زیب و زینت سے آراستہ ہے اور اوسمین فرش
آب روان اور دیباے چینی کا بچھا ہے اور ایک مسند مرقع پر ایک در شہوار صدف محبوبی با ہزاران

مہینا و آبرو کرشمہ و ناز سے متمکن ہے گویا آفتاب تابان کا برج حوت مین مسکن ہے اس انداز سے بیٹھی تھی کہ مردم چشمہ چشم اوسکی لگاہ مست پر نثار رہے ماہی دل کے لیے زلف اوسکی دام دار ہے حلقہ گیسو مین ہر ایک گرفتار ہے نہایت کم سن جوبن کا سینہ ابھار ہے مرزا رفیع سودا حسن ایسا کہ جسے دیکھ مہ چار دہم ۔ یک بیک دیکھے تو رہجائے وہ یک بینہ پھبک جعد وہ جعد کہ گتھے مین ہو جسکے ہر لہر ۔ گھر دو باد نے کو عشاق کے دریا سے اٹک ۔ زلفین بکھرے ہوئی یون چہرے پہ بس ہانکے تھین دل ۔ جسطرح ایک کہلو نے پہ ہین دو بالک ۔ زلفین مشکفام پیشانی فراخ ابرو ن خمدار مثل محراب سجدگاہ حسینان ہین یا تیغے واسطے قتل عشاقان ہین نظم جبین مطلع صبح ایجاد حسن جبین دست و بازو سے جلاد حسن ۔ قیامت نہان لوسۂ چشم مین ۔ اجل کا مکان گوشۂ چشم مین ۔ کیا اوسکے حسن کا وصف بیان کرون مولف وہ ٹھاٹھ وہ نور کا سراپا ۔ ایسا نہین حور کا سراپا ۔ وہ صبح جبین تھی صبح جنت ۔ ہر حسن تھی موجۂ لطافت ۔ بینی کے قریب کب تھے ابرو ۔ شہباز نے واکیے تھے بازو ۔ اور چشم سرمگین کی نسبت یہ مقال ہے فرد نہین سرمے کا دبالہ قریب چشم گلرو ہے ۔ زبان باہر نکالے حسن کے جنگل سے آہو ہے ۔ اور رخسار مثل قمر اوس مورپنکھی مین یون درخشان جیسے برج سرطان مین ماہ تابان اور گلوے نازک کو جو دیکھے تو یہ کہے مولف وہ گلا یار کا صراحی دار ۔ پتلی پتلی رگون کی جس مین اوبھار ۔ اور اعضا کی کیا صفت بیان کرون وہ سینہ پر ستانون کی بہار غضب کا ابھار جیسے دو نقابدار سرکش اپنی اکڑ اور مروڑ مین ہون یا دو قبے نور کے یا دو گیند بلور کے بلکہ دو ڈبیان معجون مہی کی یا حسن نے نور کا گنجینہ جمع کیا حسن کا خزینہ جمع کیا کہ ہلال حسن روز افزون نے گنجائش بنائی سینے مین ۔ بنگیا انگیا کے پردے مین سمٹکر چھاتیان ۔ ہر ایک کو اوسکے عشق مین کاہش ہر ایک دلکو اوسکی خواہش سو وانبچ بھی قصد رکھی ڈالدے تو اپنا ہاتھ ۔ لنگ کے جیمین یہ آیا ئے کہ بے بھاگ اوچک

اور کیا لکھون کہ **مولف** لوح سیمین و سینۂ پرنور + صاف و شفاف مثل سینۂ حور + ابھری اور بھری وہ چھاتیان اوسپر + قبۂ نور خلق سمجھے بشر + **ایضاً** وہ سینۂ حسینون کی مدنظر + کہ ابھرے ہوے دو تھے جیز ثمر + ہاتھ آئین کہین جو عاشق کے + تو گالے وہ اپنے سینے سے + اور شکم کی تعریف مین آئینہ کہانی ہے بلکہ یہ آئینہ ہے **لمولفہ** وہ شکم صاف مثل سینۂ حور + مطلع نور رشک شمع طور + اور اوسکے انداز کمر اور حسن بمثال کی نسبت یہ مقال ہے **لمولفہ** وصف موے کمر ہے حد سے فزون + در دسر ہو جو موشگافی کرون + وہم روشن نے کچھ لگا کے پتا + تار خط شعاع مہر کہا + بیع نازک سنبصیدیہ یا یا + آئینے مین شکم کے بال آیا **لمولفہ** آگے جگہ جیا کی ہے لب بند چاہیے + باہم شگاف گلگ مین بند جاہیے + الا اعلم بریدا منت چیزے عجیب + شگاف گندمے آدم فریب + **مولف** ساق پا مین تو نور کا تھا ظہور + یا تراشی ہوئی تھی شاخ بلور + پائجامے مین یون تھی عکس فگن + شمع فانوس مین ہو جون روشن + لال منھدے سے دو تھی کف پا + ہاتھ ملتا تھا جنہ درزنا + قد کی تعریف مین ہے حیرانی + کلک قدرت کہون کہ سرو سہی + سر پہ آنچل پڑا دوپٹے کا + پیاری پیاری وہ بانکی بانکی ادا + عجب ناز سے مسند پر ایک انگار سے متمکن تھی کہ بقول میر حسن وہ مسند جو تھی ایک دریاے حسن + وہان دیکھی اک مسند آراے حسن + تبسم حیا ناز و شوخی غرور + ہر ایک اپنے موقع پہ وقت ضرور + تبسم تکلم ترحم ستم + موافق ہر ایک جوکی کے کرم + کبھی جس جگہ چاہیے وان کجی + جہان راستی چاہیے راستی + شست ہاتھ مین لیے تھی گویا رشتہ جان عشاق اوسیکے قبضہ اختیار مین تھا اور گلوے دل بستگان اسیر اوسیکے طرۂ تابدار مین تھا شکار ماہی کھیلتی ہوئی وہ صیاد حسن آتی ہے جان عاشق ہوا خواہی مین اوسکی بربادجاتی ہے گرد کئی سے کنیزان گوہر پوش دریاے جواہر مین غوطہ زن سرگرم خدمت اوسکے ہمراہ ہین دلبری کی گھاتون سے خوب آگاہ ہین اور ایک ضعیفہ کہ جسکی پشت مثل کمان کے خم ہے سر کے بال پریشان

وسفید عیارہ و مکارہ مسند کے پاانداز بیٹھی ہوئی فی الجملہ وہ کشتی مثل باد صبا کے اوڑتی ہوئی قریب
شاہزادے کے پہونچی شہزادہ اوسے دیکھکر بیچین ہوا گو ضبط کیا مگر طبیعت دار سے کب رہا جاتا ہے
بیساختہ پکار اوٹھا ؎ مرا کشتی و تکبیری نگفتی ؎ عجب سنگین دلی اللہ اکبر ؎ یہ صدا سنکر اوس ضعیفہ
نے کشتی کو روکا اور کنیزون نے شہزادے سے پکار کر کہا کہ ملکہ عالم فرماتی ہین کہ اگر ہمارے مشتاق ہو تو یہان آؤ
اپنے تئین اس کشتی پر پہونچاؤ شاہزادہ نے کہا کہ اگر ہوس ہے ہمین قدر بس است مگر ہمین پار اوترنا منظور
ہے اگر لیجاؤ تو آوین والا نہ کجا و پار خار او کجا ہمین لب تشنہ آب زلال وصال مصرع ببین تفاوت رہ
از کجا است تا بکجا ؎ یہ سنکر ایک پنسوہی کنیزون کے ہمراہ اوس ضعیفہ نے شہزادے کے لینے کو روانہ کی
کنیزون نے آکر شہزادے سے عرض کیا کہ ملکہ نے فرمایا ہے کہ امرائیت کو دریا بردکر کے ساحل نخوت سے پار ہو جیے کنارہ
کیجیے کشتی ہمین قدم رنجہ فرمائیے دو گھڑی دل بہلائیے کنارے پر اوسطرف کے اوترجائیگا ہمین آپسے کیا
مطلب ہے غریب الوطنی پر رحم آیا پار اوترنے کا دریا سے تمہین راستہ بتایا شہزادے نے کہا حامی
ہمارا پروردگار ہے ہمین کسکی رہبری کب درکار ہے مگر جو تمھارا دل خواہش ملاقات کو بہراتا ہے تو بندہ
بھی آتا ہے المختصر کشتی پر سوار ہو یہ کہتا چلا کہ ؎ درین دریائے بے پایان درین طوفان موج افزا
دل افگندیم بسم اللہ مجریہا و مرسہا ؎ اسیطرح اوس موز نکھی پر پہونچا اوتر کر قریب مسند کے جا بیٹھا
ملکہ پاس سے سرکی اوس ضعیفہ نے جام شراب ملکہ کو بھر کر دیا اور کہا مہمان نوازی شرط ہے شہزادے کو
پلاؤ ملکہ نے جام تو لے لیا مگر انجام کے خیال مین محو دیدار شہزادے کی ہوئی کہ ایسا بھی صانع عالم نے بشر
و بشر سے انسان پیدا کیا ہے اور صفحہ صندل گون بساط خاک پر نقش بنایا ہے کہ ملا حامی مکحل
نرگسش از سرمۂ ناز ؎ زمزگان بر جگر ہا ناوک انداز ؎ مقوس ابروان محراب پاکان ؎ مژہ
سائبان بر خوابناکان ؎ اور صفحہ رخسار پر گرد چاہ ذقن سبزہ جو روئیدہ تھا گویا منشی ارادت نے
مطلع حسن تحریر کیا تھا کہ ؎ بعد فکر پانزدہ سال از خط پشت لبش ؎ مطلع میکرد پیدا مطلع برگ البنفشہ

اور حضرت آتش فرماتے ہیں کہ ؎ عالم منطق معصور ہے تیری تصویر کا ۔ منہ کتابی قطبی ہے خط حاشیہ
ہے بکار گر مصحف رخسار خط و اصلی مثل آیۂ قرآن ہر تلاوت عاشقان ۔ کتاب حسن کے معنی اور تفسیر کی سطر یہ
عیان یا دام واسطے عنقائے حسن کے نمایاں ؎ حسن سبز خط سبز مرا کرد اسیر ۔ دام ہمرنگ زمین بود
گرفتار شدیم ۔ اور لب لعلین لعل بدخشان کو شرماتے وہ بھی رنگ ہے ہیرا کھائے دانتوں کی صفائی اور
چمک پر گوہر پانی پانی ہو جائے ساری انبر و فاک میں ملجائے چاہ ذقن میں دل حسینان جہان
غرق الفت میں یا ولی ہو رہے ہوش کھو رہے ہیں کلوسطلع انتخاب سینہ ہموار و بر ابر غبغبہ شیلب
علم ادب اور حکمت سے پر ہاتھ ہر ایک سخاوت شعار پنجہ گاریں خورشید نما مگر سر کوب اعدا انگشتان رنگین
خون عاشقان سے حنا آلود کہ سودا کیا چاہیے تجھے سر انگشت پر حنا ۔ حسن بیگانہ کے فنون میں چاہیے
دبولیاں ۔ شکم معدن علم صاف سراسر نورانی اظہار کمر بستہ ہمت تارک و قطع اربابوں میں فیاضت
کی جاں گداز سراسر اعجاز کہ ٹھوکر سے مردے قبر و نسے باہر نکل آئیں حشر برپا کر دیں ؎ چال چلتے ہیں وہ
اک قیامت سے ۔ مردے جیتے ہیں خرام ناز سے ۔ بلکہ بولوں کا یہ قول ہے ؎ مار ڈالا پس ڈالا
حشر برپا کر دیا ۔ جسنے دیکھا انکھ اوٹھا قرار جانان کیطرف ۔ قبائے شاہی زیب برجبین کشتہ ناز تک
ہلال کہ مولف جانکر نقشہا قبائے یار کا رشک ہلال ۔ رات بھر دیکھا کرے گردون گریبان کیطرف
عجب شوکت و شان جیسا میر حسن صاحب نے فرمایا ہے ابیات وہ گورا بدن صاف ترکیب دار
بھرے نور پر نور تن کی بہار ۔ اک الماس کی ہاتھ انگشتری ۔ سراسر حنا دست و پا میں لگی
عیان جیسی دیا کی گاس سے ۔ نمود جوانی ہر اک بات سے ۔ نئے پشت لب سے مسو نکی نمود
جسے دیکھ نیلا سہ چرخ کبود ۔ قیافے سے ظاہر سراپا شعور ۔ جبین سے برستا شجاعت کا نور ۔ وہ
نازنین دیکھ دی شاہزادے کو اسیر طرۂ گیسو ۔ بیچ خنجر ابرو ہوئی ملا جامی جمالی دیدار خدا بشر دور
ندیدہ از پری نشنیدہ از حور ۔ زباغ نوجوانی سر بسر حسن ۔ جمالے جلوہ سر بسر حسن ۔ سہم کر

تھرا گئی ہوش جاتا رہا میر تھی نظر یا کہ جی کی آفت تھی ٭ وہ نظر ہی وداع طاقت تھی ٭ ہوش جاتا رہا
نگاہ کے ساتھ ٭ صبر رخصت ہوا اک آہ کے ساتھ ٭ دلپہ کرنے لگا طپیدن ناز ٭ رنگ چہرے سے کر گیا
پرواز ٭ اگرچہ غشی طاری ہوئی مگر اوس ضعیفہ کے خوف سے اپنے تئین سنبھالا اور تکیہ سے سر لگا کر خاموش
ہو گئی لیکن دلسے از خود رفتہ اور بیہوش ہو گئی جانب شہزادہ جام شراب بڑھایا مگر اشارہ سے اوسکے پینے
کو منع فرمایا شاہزادے نے انکار کیا اوس ضعیفہ نے اسکا منع کرنا دیکھ لیا بس غصے سے جام لیکر اوس
نازنین پر کھینچ مارا اور کہا او شوخ دیدہ ننگ خاندان تو نے بڑا غضب کیا کہ اپنی عاشق جانکر میرا
سارا کھیل بگاڑا جام جب اگر شاہزادی پر پڑا کچھ چنگاریاں بدے قطرہ ہائے شراب کے نکلیں کہ تمام
بدن کے پیراہن کو جلایا اور کشتی وہ چکر کھا کر اوس دریا مین غرق ہوئی شاہزادے کی آنکھین بند ہو گئین
غلطان و پیچان چلا گیا دو گھڑی کے بعد جب آنکھ کھولی اوس کشتی اور دریا کا پتا نہ پایا مگر ایک صحرائے
ہول خیز مین اپنے تئین کھڑا پایا پھر اگر بوح کو ملاحظہ کیا اس غوطہ سے بیخبری کے اب اُبھرا اور ہوش
مین آیا معلوم ہوا کہ جب دریا پر پہونچے اور کشتی آئے ہر چند کوئی تجھے بلائے نہ جانا بلکہ اس اسم کو پڑھنا
وہ دریائے سحر دفع ہو گا اس درجے کے حاکم کی طرف سے دریا یا رجادو ایک ساحرہ اوسکی ملازم
ہے اوسکا یہ سحر ہے وہ حاکم کی دختر کو لاتی ہے فاتح طلسم کو اوسکے بحر حسن مین دھوکے کھلاتی
ہے ماہی دل کے لیے وہان جانا سراسر دام ہے وہ جگہہ پُر آلام ہے اور اس دختر کا نام ملکہ نعف آرای
کاکل کشا ہے ہنوز ناکتخدا ہے یہ ضعیفہ اسکی دایہ ہے اگر وہ تمھے کشتی پر جائے تو شراب نہ پیے ایک
بیشہ مین گذر ہو گا چاہیے کہ وہی اسم جو دریا پر پڑھنے کا حکم ہے یہان حصار کر کے پڑھے کسی سمت سے نڈرے
کوئی کیسا ہی ڈرائی خوف دلائے کوئی صورت مہیب نظر آوے ہرگز حصار سے نہ اوٹھنا اگر اوٹھیگا
گرفتار بلا ہو گا شاہزادے نے یہ دیکھکر وضو کیا حصار کر کے اسم پڑھنے لگا تھوڑا پڑھا ہو گا کہ شکلین
ہیبت ناک دکھائی دینے لگین کبھی کچھ فوج کو کبھی شیر کو کبھی اژدہے کو دیکھا اور کبھی دریا کو سامنے

مواج پایا کبھی اژدر دمان نے منہ پھیلایا مگر شاہزادہ اسم پڑھے گیا حصار سے نہ اوٹھا بعد تھوڑی دیر کے آواز نوحہ
وبکاٹی اور یہ سنائی دیا کہ اے شہریار یہ کنیز آپ پر سے نثار ہوتی ہے یہ قحبہ مجھی شراب پینے کے منع کرنے پر سزا دیتی
ہے شاہزادے نے جو آنکھ اوٹھا کر دیکھا تو ایک اعرابہ پراو سی ماہ تمثال کو جسنے شراب پینے کو منع کیا تھا
گھسن پایا یعنے پانچ چار تازیانہ زن کوڑے مارتے ہین کہ جسم انور سے خون کے فوارے چھوٹتے ہین
اور وہ بیرحم رحم نہین کرتے ہین وہ ضعیفہ کہتی ہوئی کہ اسے گیسو بریدہ تو طلسم کشا پر فریفتہ ہوئی جام شراب
پینے کو منع کیا ایسی لایعقل اور شیفتہ ہوئی وہ نازنین جواب دیتی ہے کہ ہزار جان میری فاتح طلسم پر
نثار ہے لیکن دلکو یہ حسرت اور آرزو ہر بار ہے کہ دم مرگ اوسکے جمال جہان آرا کو دیکھ لیتی کہ روح
کو تابعث نشور قرار ہوتا حضرت ظفر مرگیا ہون مین کیسکی حسرت دیدار مین + فبرتنگ لاشہ بھی میرا راہ
تکتا جائیگا + کوئی اوس سے جبر کردے کہ وہ میرے حال خراب کو دیکھ لے اور مین اوسکے چہرۂ منور پر نظر
کرون میر حسن جبر جو قتل کی میرے ہوئی ہے شہر مین سو + ہوا ہے جمع یہان اک جہان تماشیکو
ہر اکطرف سے یہی ہے صدا چلو دیکھو + غرضکہ حال میرا جائے سیر ہے ابتو + خدا ہی جانے وہ آگاہ
اس سے ہو کہ نہو + کوئی یہ میری زبانی تمکاوس سے جاکے کہو + بچرم عشق توام میکشند غوغا نیست
تو نیز برسر بام آمدہ خوش تماشائیست + اور اب تو میرا یہ حال ہے اور یہ مقال ہے خمسہ تیرا عاشق
پر یرو جسگھڑی مقتل مین آیا تھا + تو بیڑی پاؤن مین تھی سر پہ تلوارون کا سایہ تھا + پی کشتن
اوسے جلاد نے جبدم بٹھایا تھا + تو اوسنے مصرعۂ غمناک یہ پڑھکر سنایا تھا + مصیبت کون جھیلے
عیش تو ہنسے اوٹھایا تھا + تو مجھ کمبخت نے تو فقط صورت زیبا طلعت جہان آرا کو بھی اچھی طرح نہ دیکھا
تھا عیش اوٹھانا کیسا ایک نظر کی گنہگار ہون اب اگر تجھسے ہوسکے تو خدمت مین اوس شاہزادۂ عالی
تبار کے جاکر کہدے کہ اوسس غریق بحر اشتیاق شناور بحر فراق نے غم مفارقت مین ہزارون ظلم
وستم سے جاندی آپکی محبت ظاہر ہونے سے ان مفسدون نے جان لی اگر ہوسکی تو مزار غریبان پر

کبھی قدم رنجہ فرمائیے گا کہ روح کو آپ کے آنیسے شگفتگی اور خوشی حاصل ہوگی ؎ چو آید بیروت بعد مدتے
بر نثار ما ۔ باستقبال او مستانہ برخیز و غبار ما ۔ اور دلکو تو یہ آرزو ہے کہ ؎ اے شہسوار گو ز غبار
یہ آنکل ۔ اپنی بھی مشت خاک ہو تیری رکاب مین ۔ یہ کہکر مارے صدمے کے بیہوش ہوگئی
اوس نازنین کو فریاد و فغان کی بھی طاقت نرہی شاہزادے نے اوس عمل خوانی مین جو یہ ظلم
و بیداد کی کیفیت ملاحظہ کی بے اختیار دل بھر آیا اوسکی بیکسی پر رحم کھایا اور غصے مین آکر تلوار
پکڑکر اوٹھہ کھڑا ہوا نعرہ کرکے اوسطرف دوڑ پڑا اور ڈانٹکر آواز دی کہ باشید اے ظالمان بیحیا کہ
ادھر تو شاہزادہ حصار کے باہر آیا سامنے سے ایک آواز آئی جس سے گنبد گردون ہلگیا گا و زمین کا
کلیجا دہل گیا یہ معلوم ہوا کہ صور سرافیل پھنکا زمین جا بجا بول سے شگافتہ ہوکر سینہ چاک ہوگئی
کوہ و دشت مین زلزلہ پڑگیا اور وہ قیدی وغیرہ تو غائب مگر روشنی اوس دشت سے سوای
ظلمت آباد کے بعید اندھیارے طرف چھاگیا گھبراکر شہزادہ ایکجانب چلا کسی نے پانوں پکڑکر ٹھہکا دیا کہ یہ گرپڑا
اور لوح و انگشتر کو کسی نے نپٹ لیا شہزادہ بیچارہ یا ودود کو یاد کرتا رہا کہ ہر طرف سے اور
تاریکی مین تلوارون کی چمک دیکھی شاہزادہ بھی شمشیر کھینچکر ہر طرف مارتا پھرتا تھا آخر کارکمند
وغیرہ ہر سمت سے آکر پڑین کہ سر و گردن مین اور ہاتھ پانوں مین پیچیدہ ہوئین نہ یحیں و حرکت ہوا
اوس پر بھی دس بیس حلقے کمند کے تلوار سے کاٹے اب دیکھا تو تمام جسم کرخت اور ہاتھ پانوں
شل ہوگئے چلنے کا یارا نرہا کچھ لوگون نے آنکر گرفتار کرلیا اسنے تن برضائے الہی دیا اور ساحرون نے بزور
سحر بیہوش کرکے ایک مقام پر لیجاکر اسیر کیا جب ہوش شاہزادے کو آیا اپنے تئین ایک شیشے کے
مکان مین اوس دریا کے کنارے قید سخت مین گرفتار دیکھا مسلسل اور مطوق پایا سر کو زانوی
تسلیم پر برادۂ قضا و قدر متفکر ہوکر جھکایا کچھ عرصے مین اوس زمین پر جہان شاہزادہ بیٹھا تھا
ایک زلزلہ آیا اور زمین شق ہوئی اور وہ ساحران غدار اوسمین سے پیدا ہوئے شاہزادہ کو بزور سحر

بیہوش کرکے بیرون قصر لائے اوسکے دروازے پر ایک اعراہ یعنے چھکڑا کھڑا تھا اور کئی ہزار ساحر اور فوج
کے سپہ سالار موجود تھے اونھون نے شہزادے کو گردون پر ڈال لیا اور گرداگرد تلوارین برہنہ کرلین اور نیزہ
داروں نے سناناہاے نیزہ قریب سینہ اوپہلو کرلیے اور اس قید شدید کے ساتھ طرف شہر کے پیچھے یہانتک
کہ شہر مین جو وہان قلعہ بنا تھا پہونچے اور طرف دار العمارۃ سیلان شاہ جو حاکم درجۂ چہارم ہے لائے اثناے
راہ مین بہت سے تماشابین ہمراہ تھے کوٹھون پر زن و مرد کا شہر مین ہجوم طلسم کشا کے دیکھنے کی دھوم تھی
جب دار العمارۃ کے جلوخانے مین قید پہونچی بیاول اور چوبدارون نے جاکر شاہ کی خدمت مین اطلاع
کی اور یہان شاہزادے کو ساحرون نے ہوشیار کیا شاہزادے نے گرفتار قیدگران اپنے تئین پایا اور
اسس جلوخانہ مین پالکی نالکی گھوڑے ہاتھی اور خادم اور ہر ایک رئیس امیر و زیر کے عملے کے لوگ کھڑے دیکھے
اور ساحرون کی سواریان بازبط قرقری ہنس اور مارآشین وغیرہ جمع دیکھے اس عرصہ مین حکم
علی الواسطے سامنے قید لانے شاہزادے کے صادر ہوا شاہزادے کو بارگاہ مین سامنے سیلان شاہ کے
لاسنے اس بارگاہ کفر مدار کو بہت شاہزادے نے آراستہ دیکھا کہ ایک بادشاہ تخت طلائی پر جلوہ گر کئی ہزار
غلام زرین کمر دست بستہ سامنے کھڑے ہین اور چپ و راست صدہا پہلوانان تہمتن دنگلو پر بیٹھے
ہین مگر ہر ایک خوک پیکر کریہ منظر سرو پر خود رکھے بعضے تو پان گنگرو دار پہنے جنہین تصویرین سامری اور
زردشت کی بنی تھین اونکے منہ سے شعلے نکلتے تھے ہر ایک ساحر سگ صفت خرس بادیہ ضلالت سے
دماغون مین نخوت خوشامد طلب + جبین پر شکن قہر کے بے ادب + ہر ایک مست صہبائے کبر و غرور +
ستمگار و بے مہر و پر مکر و زور + مسبب کرے ایک ایسا سبب + جہنم کے کندے ہون یہ سب کے سب
اور ایکجانب کو کرسی زرین پر اوسی ضعیفہ کو جو دریا مین کشتی پر ملی تھی بیٹھی پایا لوح و نقش و انگشتر
کو اوسکے ہاتھ مین دیکھا جب شاہزادہ گرفتار سامنے آیا اوس ضعیفہ نے دست بستہ سامنے [illegible]
کے آکر عرض کیا کہ طلسم کشا پہلے آپ کی ساحرہ اوسی کے سبب سے میرے پنجے سے رہا ہو گیا [illegible]

اونھین کی شباہت بناکر دھوکا دیا اوسکی تصویر یہ حصار سے باہر نکل آیا مینے گرفتار کرلیا اور ملکہ کو تو پہلے ہی
مینے محل مین اونکی ماں کے پاس پہونچایا تھا مگر آپکا اقبال شریک حال ہوا جو اسنے اونکی شبیہ بنی ہوئی پر کہ
ایک ساحرہ کو مینے بنایا تھا دھوکا کھایا اور لوح ونقش اور انگشتر وغیرہ صاف مین میری خیرخواہی سے
آپ ماہر ہین یہ کہکر وہ سامنے رکھدیے بادشاہ نے حکم دیا کہ شاہزادے کو بیشہ شمشاد مین لیجاکر قید کرو
اور لوح ونقش وغیرہ بادشاہ بیگم کے سپرد کرو تاکہ وہ بحفاظت تمام رکھین جب بادشاہ نے حکم قید کا شاہزادہ
کیواسطے دیا اسکے دربار مین ایک ساحر بیٹھا ہے کہ نام اوسکا مریخ ازدرخشم ہے مدت سے ملکہ پر فریفتہ ہے
مگر شاہ کے خوف سے لاچار ہے دعوے عشق بیکار ہے اب جو سیلان طبیعت ملکہ شاہزادے
کے جانب دیکھا غصے سے یہ ناری جلگیا چاہا کسیطرح شاہزادے کو ہلاک کیجیے اس قصہ کو پاکر کیجیے
یہ سوچکر بادشاہ سے عرض کیا کہ بیشہ شمشاد مین میرا مسکن ہے مین وہین رہتا ہون اگر اسکی قید
میرے سپرد کیجیے بحفاظت تمام رکھونگا کوئی آفت نہ آنے دونگا بادشاہ نے فرمایا کیا مضایقہ ہے مگر
بہت خبردار رہنا نہایت ہوشیار رہنا یہ شخص شاہ وشہریار مین سے ہے زبردستان روزگار مین سے
ہے اسنے کہا آپ نہ گھبرائین دیکھیے گا جو حفاظت عمل مین آئیگی ساری زبردستی انکی نکل جائیگی یہ دیکھکر
دربار یعنی اوس ضعیفہ نے اپنے ملازمونسے کہا قید کو مریخ کے حوالے کرو وہ سب کنارہ ہوئے اور مریخ
کمر مین پنجہ شاہزادے کے دیکر بزور سحر پرواز کنان لاتے لاتے اوسی صحرا مین جسے بیشہ شمشاد کہتے تھے
قدیمی لوگ وہین رہتے تھے لایا شہزادے نے ایک مکان دیکھا کہ مثل دل نخیلان تنگ اور لبسان
گور بے ایمانان تاریک ہے راہ اوسمین جانے کی باریک ہے چالیس حجرے اوسکے حصار مین ہین
ہر حجرے مین ایک ایک آدمی غل وزنجیر مین گرفتار بیٹھے ہین اوسکے ایک حجرے مین شاہزادے
کو لاکر بندگران بچھاکر قید کیا اور کہا ماندی ماندی تا دور قیامت ہمین جاماندی اور ایک حصار سحر
سے آگ کا گرد مکان کے کردیا پھر آپ صحرا مین اگر اک خیمہ سحر سے تیار کرکے بیٹھا اور ایک ازدرہا

بنا کر چھوڑ دیا کہ اوس نے فیمی کو گھیر کر اپنی دم منہ مین لیکر حلقہ کر لیا اور مکان قید شاہزادے کو مقفل کر دیا
شاہزادہ تو اب اسطرح مقید ہوا دیکھیے کب رہائی ہوتی ہے لیکن حال ملکہ کا سنیے کہ جب دریا بار
جادو نے اوسکی ماں کے پاس معہ لوح وغیرہ پہونچایا اور کہا کہ یہ تحفہ طلسمات ہے اسکی بہت اچھی
طرح حفاظت کیجیے گا بدنامی اپنے سر نہ لیجیے گا زمانہ پر آشوب ہے طلسم کا باطل کرنیوالا موجود ہے اور ہر دم
تطر الطاف رب ودود ہے ایسا نہو کہ لوح اوسکے پاس جائے پھر شاہ ہے کچھ نہ بن آئے اور لگی
صاحبزادی نے تو بڑا غضب کیا تھا کہ اوسے جام شراب پینے کو منع کر دیا تھا مگر مینے انکی شبیہ پر ایک ساحرہ کو سحر
سے بنا کر دھوکا دیکر اوسے گرفتار کیا یہ کہکر وہ تو چلی گئی اور بادشاہ بیگم نے لوح و نقش و انگشتر ایسی مہند و قیمتی خاص مہر
جو ہر وقت اپنے پاس رکھتی تھی بند کر کے رکھی اور لڑکی کو بہت سی مشیم نمائی کی پھر خلوت طلب کیا شہزادی کا ہاتھ
دیکھا لایا کہ کھانا کھلایا اسکا جی بچا ہتا تھا دل سینی مین بیقرار تھا کھانا کھانا گوارا تھا مانکے دکھانے کو کچھ نوالے
اوگل اوگل کر حلق سے اوتارے اور بے اختیار آنسو نکلے ماں نے کہا باعث گریہ کیا ہے کہا بچ
بہو نچا ہے پھر تو اسنے رو کر کہا کہ آپ نے بھی بیفائدہ غصہ کیا اور دایہ صاحب نے بھی برا بھلا کہا
مین تو شاہزادے کو جام شراب دینے لگی اوسوقت میرا ہاتھ ہلگیا اونھون نے جانا منع کیا اور
مجھے عاشقی کا الزام دیا آج مین زہر کھالونگی اپنی جان دونگی جیتی نہ رہونگی جب ہر ایک ملازم
مین گالیان دینگے تو ہم کاہیکو زندہ رہینگے یہ کہکر اسطرح بلک کر روئی ماں کی چھاتی بھر آئی گلے
سے لگا لیا اور بہت سمجھا سمجھا یا اور کہا مین بعد قتل ہونے شکنندۂ طلسم دریا بار کو بہت سزا دونگی
ابھی بہو بچا دونگی اور اسکا جسم جو گرم ہو یا کہنے لگی ماں سچ ہے لو گو دریا بار موئی تو مان کی تھی میرے
بچی کہ ایسا دھوکا یا کہ اوسے بخار چڑھ آیا ایڑی چوٹی پر سے اسکے اوسے صدقے کرون اب
کیا کرون مین نہ آئے مجھے مشکل نہ دکھائے جب لف آرائے ماں کو اپنا طرفدار پایا اور مہربان دیکھا
حال کہا کہ میرا دل رنج سے گھبرا تا ہے اگر آپ فرمائین تو ہم سیر باغ کو جائین جب تک یہان

آشوب ہے وہین جی بہلائین مان نے کہا وہان جاکر اور صحرا مین کودتی پھروگی ابھی کنوارا پنڈا ہے ایسا
نہو جو کوئی بلا آئی تو یہ جان مفت جائی اسنے جب کچھ نہم راضی پایا ہاتھ باندھے اور خوشامد کی مان کی
بلائین لین اوسوقت اوسنے لاچار اجازت دی اور کئی سو خواصین انیسین ہمدم اور
جلیسین اور ہمرازون کو ہمراہ کیا اور طرف گلشن نگارین جو ایک باغ نہبت آراستہ تھا خود نے فرانے
بنوایا تھا اور یہ اکثر دختر کو واسطے سیر کے بھیجا کرتی تھی روانہ کیا اگر اس باغ کی کیفیت لکھون کہانی
ناتمام رہجائے غرض شاہزادی آنکر اوس باغ مین پہونچی مگر عشق کے ہاتھون لاچار غم مین طلسم کشا
کے گرفتار جسدم باغ مین آئی صحبت گل وبلبل کو باہم دیکھکر رشک سے زبان پر لائی کہ یہ تو معشوق کے
پاس ہے پھر کیون نالان ہے کسکی تلاش مین بدحواس ہے گریان ہے قمریکی جو کو کو ہے اسے
کسکی جستجو ہے اور کبھی نرگس شہلا سے آنکھ لڑاتی اوسکو طنز یہ سناتی کہ تجھکو کسکا انتظار ہے کسکے چشم مست
کے عشق مین تو بیقرار ہے اور کبھی سنبل سے اوجھکر کہتی کہ تیری بات بھی بیحد پیار ہے تو بھی بنفشہ زار زلف
کے عشق مین سوگوار ہے اور کبھی لالہ داغدار سے فرماتی کہ ؎ اے لالہ گر خدا نے دیے تجکو چار داغ
چھاتی میری سرا ہیے اک دل ہزار داغ اور نہر دلسے گلشن کے آنکھین اشک آلود ملاکر فرماتی کہ ؎
سنتی ہون بہت غم مین نکلتا نہین آنسو ۔ سوکبھی نہ سنا نا کہین اے دیدہ تر ایسی ۔ اور کبھی باغ
سے مخاطب ہوکر کہتی کہ تجھ کیا ہوا ہے تو چشم انہار سے کسکے لیے گریان ہے تجھ کسکا عشق ہوا ہے اور از بسکہ
شب ماہ تھی تو فلک کیطرف دیکھکر کہتی کہ اے گردون دون تو کیون میرا دشمن ہوا ہے یہ چاند نہین
زال کا گولا ہے دیدہ ثوابت سے مجھکو کیون گھورتا ہے کس لیے کہ ناسخ دھوپ بہتر ہے شب
فرقت کی بدتر چاندنی ۔ صاعقہ سے تیز تر پڑتی ہے مجھ چاندنی ۔ غرض خوشہ انگور پر اوسکو
دل آبلہ دار کا گمان تھا بنفشہ زار پر اپنی بیقراری کا دھیان تھا پہ کا نپتل گلہائے زعفرانی زرد
ہوا سرد کے بدلے آہ سرد قلزم محیط چشمہ چشم سے بہائی بیقراری سے تمام باغ سر پر اوٹھاتی

اور یہ کہتی ؎ تہ و بالا ہوئی نالو نسے اور آئی سر پر + اے فلک دور زمین ہمنے اوٹھائی سر پر + کنیزو سے فرمایا کہ تم سب کیون مجھے گھیرے پھرتی ہو کیون قیدی بناتی ہو جاؤ باغ مین پھرو میرے پاس ٹھہرے نہ رہو وہ تو سب اجازت کی امیدوار تھین کام خدمت سے بچین سب اوس باغین پراگندہ ہوئین کوئی لب نہر پانی کے لہرون سے دل بہلانے لگی کوئی آپسمین چھینٹے لڑکر ایک دوسرے کو نہلانے لگی کوئی تاک انگور مین کیکی تاک مین کھڑی کوئی بچشم حیرت جو عقیل تھی خوشنمائی گل و غنچہ پر صناعی باغبان ازل دیکھ رہی کوئی چمنستان مین کیکی لگاوٹ سے گلگشت کرتی چلتی پھرتی کوئی آپسمین گیند اکھیلتی اور شرط کرتی کہ جس سے زمین پر گیند اگرے تو ؎ آنکھو نسے وہ اپنی گیند اوٹھائی + گل زرد کو چشم نرگس بنائے + کوئی درخت کا پتا توڑ کر پٹا قا بناتی کوئی اپنے جوبن کی بہار دیکھکر اتراتی کوئی بالو نمین پھول توڑ کر گوندھتی اگر کر پھولون نسمانی کوئی سرو قدیہ شمشاد کھڑی کیکا کسی سے پیام سلام کہہ رہی غرض تو سب اپنی اپنی کیفیت مین مبتلا تھین اور ہر ایک شغل مین اپنے مشغول تھی مگر ملکہ بادل ملول تھی بارہ دری مین آئی پردے دست نازک سے اوسکے چھوڑ دیئے اور چھیڑ کھٹ مرصع ساز پر پانون لٹکا کر بیٹھی ؎ پانی پانی جو دل تھا سینے مین + جسم ڈوبا تھا سب پسینے مین ڈوپٹے کو اوتار کر طوق طلائی جو گلے نازک مین پڑا تھا گھرس لیا اور رخ اپنا اوس ماہ دو ہفتہ نے طرف بیشہ شمشاد کے کیا اور پکاری **ابیات** اے باد صبا سوے دلارام + لیجا تو یہ غمزدون کے پیغام + جسدن سے ہوئی تیری جدائی + دیوانے پہ تیرے آفت آئی + آوارہ ہون تیری جستجو مین + سرگشتہ ہون تیری آرزو مین + گھر بار تمام مجھسے چھوٹا + اندوہ نے تیرے مجھکو لوٹا + اور کبھی فرماتی ہوس جانا ہو تیرا ہو جا گر کوئی جانان کی طرف + کہنا خدا کے واسطے آ میرے زندان کیطرف اے شہریار پرتمکین و باوقار افسوس کہ آپ ایسے افسر محبوبان عالم تو زندانخانہ غم مین گرفتار ہون سراسر رنج کے اظہار ہون اور یہ کنیز جیتی رہی کچھ آپ کی خدمتگذاری نکر سکے چاہیے تو یہ تھا کہ مین آپنے

سے نثار ہوتی زندانخانی مین گرفتار ہوتی اگر آپ نے مجکو قید دیکھا تھا تو پھر حصار سے اوٹھنا کیا ضرور تھا
یہ فقط حیلہ دریا یا رجادو تھا اور دراصل اگر مین ہی یون گرفتار ہوجاتی تو آپ پر سے صدقی ہوجاتی اب ایسا
کہان میرا بخت مددگار ہے جو گلچینی گلشن حسن وجمال کروان یقین ہے کہ اسی شب مین کہ دیو فراق
غم ہے تڑپ تڑپ کر جان دون مین کمبخت آپ کی مصیبت دیکھنے کو زندہ رہون اگر کاش ایسا ہوتا
جیسا جامی نے کہا ہے ؎ چہ خوش بودے اگر مادر نزادے ۔ بجاے شیر مارا زہر دادے ۔ بلکہ تو یہ
بین کر رہی تھی مگر دو ہمراز جو بڑی خدمت مین ممتاز تھین قریب پردے کے کھڑی سب کیفیت
سنتی تھین اور اوسکے بلک بلک کے رونے پر کف افسوس ملتی تھین آخر کو تاب نہ آئی پردہ اوٹھا کر
ایک چلائی کی ملکہ نے جو انھین آتے دیکھا منہ دوپٹے سے لپیٹ کر پلنگ پر پڑ رہی ہمین یہ معلوم ہو کہ سوتی ہے انھون
نے انکر بلائین لین اور دوپٹا رخ انور پر سے سرکایا اوسکے گل عارض کو شبنم آلودیا یا پکارین کہ دریان
یہ کیا حال ہے کونسا صدمہ اور ملال ہے انکی دلداری سے اور جیسے کسی نے پھوڑے کو نشتر سے چھیڑ
دیا دل تو دکھا تھا چیخ مار کر روئی اون ہمرازون نے گلیسے لگایا کسیلے کہ اونھون نے نیش فصل نوش
وصل کا مزا چکھا تھا ہر ایک کو اپنا زمانہ مفارقت یار اور عشق وعاشقی دلدار یاد تھا عرض کیا کہ قربان
جائین اگر شاہزادی اپنا راز دل ہمین بتائین کہ کسطرف طبیعت آئی کس پیرحم جفاکار ظالم معشوق ستمگار
نے یہ کیفیت بنائی تو ہم آسمان پر سے دعای مظلومان جائین اور اگر زمین مین مطلوب ہو تو مانند قطرۂ آب
جذب ہوجائین اور آپ کے مطلوب کو لائین شاہزادی نے جب انھین اپنا دمساز پایا رو کر یہ سنایا موافق
رشک سے جس ماہ تابان کے قمر مین داغ ہے ۔ ہمنشین اوسکی جدائی کا جگر مین داغ ہے ۔ اے
بہر ثواب دعا کرو کہ کریم کارساز بس زندگی سے موت دے یا خدمت مین اوس جان جہان کے پہونچا دے
ذرا نالہ من اور زلیخا لیلی مجنون اور عاشقان سابق کا قصہ لاؤ مجھے پڑھکر سناؤ دیکھون کہ وہ لوگ
کیون کر جیتے تھے کیا کھاتے تھے کیا پیتے تھے کیونکر زندگی اونکی ہوتی تھی ہے تو یہ کچھ کھایا نہین مگر غم سے

پیٹ بھر آیا ہے حیران ہون کہ کیونکر اونھون نے ایام مفارقت کاٹے کیا جیہ کیا اتنے زمانے تک مہ کیا
مین تو ایک آہ سرد مین اپنا کام تمام کرونگی عاشقان ثابت قدم مین اپنا نام کرونگی اسی رات بھر مین
زندہ نہ ہونگی ذرا کوئی ضرا دے کہ کتنی رات باقی ہے اسی کنیز نے عرض کیا کہ ابھی تو پہر رات آئی
ہوگی گھبرا کر کہا کہ اے لوگو کیا شب روز قیامت اسیکا نام ہے اسی شب مین میرا کام تمام ہے
آج موذن کو بھی موت آئی نہ مرغ سحر نے بانگ سحر سنائی خواب غفلت مین اگر گھڑیال ذبح
ہوتے کی نوبت نہ بجائی ؎ سعدیا نوبتی امشب دہل صبح نکوفت ۔ یا مگر صبح بناشد شب یلدا
را ۔ اے ہمنشین یہ کیا حال ہے عجب طرح کا صدمہ اور ملال ہے قطعہ کسی کی شب وصل سوتے کٹے ہے
کسی کی شب ہجر روتے کٹے ہے ۔ ہماری یہ شب کیسی شب ہے الٰہی ۔ نہ سوتے کٹے ہے نہ روتے کٹے ہے
اب اگر تم مین سے کسیکا گذر خدمت فاتح طلسم مین ہو تو کہدینا کہ خاطر سے سینے مین وصال حضور کا لیکر
وہ خزان رسیدہ باغ عالم سے نامراد آپ پر نثار ہوئی تہ خاک وہ لالہ عذار ہوئی اور قبر بتا دینا کہ فاتحہ
خیر سے فراموش نکرے غرور حسن او سے بیہوش نکرے اور عرض کرنا کہ اے شہریار یہ وصیت دم مرگ
کی تھی خواجہ میر درد ہنس قبر یہ میری کمل کھلا کر ۔ یہ پھول چڑھا کبھی تو آکر ۔ بلکہ او سوختہ بھی قبر سے
آواز کجرفتاری فلک شعبدہ باز سے نکلے گی ؎ ہزار حیف کہ بعد از وفات یار آیا ۔ خزان جب اپنی ہوئی
موسم بہار آیا ۔ جب اون ہمرازون نے یہ سنا کہ عاشق دلدادہ فاتح طلسم ہے اپنا ماتھا کوٹ لیا حیرت
سے سر دھننا اور سمجھانے لگین کہ اے شاہزادی ایک تو وہ شخص دشمن جان دشمن ایمان ہے برباد
کنندہ خاندان ہے دوسرے غریب الوطن بقول میر حسن ؎ مساز سے کرتا ہے کوئی بھی بیت ۔
مثل ہے کہ جوگی ہوئے کسکے میت ۔ او سپہ فریفتہ ہونا عقل و ہوش کھونا رائے مصلحت سنج کے
خلاف ہے ملکہ نے رو کر کہا کہ عشق مین مصلحت کی تکلیف معاف ہے نسیم بلبل اوسی رشک
گل کی ہون مین ۔ تم کیا ہو ہزارین کھون مین ۔ مین تو کہتی تھی تمسے کہنے مین رنج فزون ہوگا

دل نصیحت سے خون ہوگا اور زیادہ جنون ہوگا میر حسن عبث نصیحت بیفائدہ ہے تو نہ ستا ؎ ذرا
نہ شور سے بکبک کے میرا مغز تو کھا ؎ ترا تو دل ہے تیرے پاس کیا گیا ہے تیرا نہ کہا نہ مانو لگا تیرا تو مان میرا
کہا ؎ برو لکار خود لے واعظ این چہ فریاد است ؎ مرا افتادہ دل از کف ترا چہ افتاد است ؎ جب اون
ہمرازون نے دیکھا یہ غائبی عرض کیا کہ اور تو ہم سحر و ساحری نہین جانتے ہین کہ کسی سے لڑین مگر
جو حضور چلین تو ہم زندانخانے مین پہونچا دین یہ سنتی ہی مارے خوشی کے ملکہ باغ باغ ہوگئی گھبرا کر
بولی کہ اگر تم اتنی اعانت کرو کہ مجھے چپکے سے ہالا بالا میری مان کے محل مین جب سب سو جائین لیچلو تو
مین صندوقچی سے لوح اور انگشتر اور نقش نکال لون کسلیے کہ اگر تم طلسم کشا کے پاس مجھے لیگئین اور
مبادا والدین کو خبر ہوگئی تو میری تمھاری دونو کی جان جائیگی پھر کچھ تدبیر بن نہ آئیگی اون ہمرازون
نے اس رائے کو پسند کیا اور ایک ترنج نکال کر سحر کر کے زمین پر مارا اوسمین سے دھوان پیدا ہوا ایک
لمحے مین ایک تخت سامنے سے ہویدا ہوا اوسپر ملکہ کو آدھی رات کے وقت سوار کیا اور
آپ بھی سوار ہوکر اوس تخت کو بزور سحر اوڑایا اور قصر شاہی کی چھت پر لاکر اوتارا آپ وہین چھت پر رہین
اور ملکہ اور ترکمان کے سر ہانے آئی دیرانہ یہ کام کیا کہ وہ صندوقچہ جسمین لوح وغیرہ تھی اوٹھالیا اور خوشی خوشی
کوٹھی پر لائی کنیزون نے تخت پر سے رکھ لیا پھر ملکہ کو اٹھا کر طرف بیشہ شمشاد روانہ ہوئین جب وہان پہونچین
ایک خیمہ کھڑا دیکھا اور ایک اژدرہ دمان دیکھا ملکہ نے پوچھا کہ خیمہ کسکا ہے اور یہ اژدرہ کیسا ہے کنیزون
نے عرض کیا کہ مریخ اژدرچشم نے نگہبانی کا شہزادے کی دعوے اور اقرار کیا ہے اس صحرا مین خود
رہنا اختیار کیا ہے ملکہ نے کنیزون سے کہا مریخ سے جان بچانا مشکل ہے کیا تدبیر کیجیے جو زندان جانے
مین رسائی ہو شہزادے کی رہائی ہو کنیزون نے ایک تدبیر معقول بتائی ملکہ کو پسند آئی پھر ایک
کنیز قریب خیمہ مریخ آئی اوسکے اژدرسحر نے قلعہ ہاے آتشین چھوڑے کنیز چلائی کہ او مریخ اپنے سحر کو روک
لے مریخ گھبرایا اور خیمے کے باہر نکلا دیکھا تو ایک کنیز کو ملکہ زلف رسا کے پایا پوچھا کہ اسوقت مرغ وماہی آرام مین

ہین کیون آئی ہو کسکی تلاش مین از خود رفتہ اور گھبرائی ہوا سنے کہا اگر تمسے کہون ایسا ہولناک جوئی کہے مگر جو
قسم کھاؤ سامری کو درمیان مین دو تو کیا مضایقہ ہے مریخ نے کہا کہ قسم سامری اور زردشت کی اوسنے کہا
کے نمک کی کہ کسی سے اظہار نکرو نگا جو تو کہی گی اوسے مخفی رکھونگا اوسنے کہا کہ ملکہ زلف آرائے کا کاشا
تمپہ عاشق ہوکر باغ مین جانے کے بہانے سے یہان آئین ہین فراق سے تمہارے گھبرائی ہین [illegible]
چلے آؤ یا اونھین بلاؤ یہ تو مدت سے فریفتہ تھا بشدت ملکہ پر شیفتہ تھا یہ پیام سنتی ہی شادی مرگ ہو
گھبرا کر پوچھا کہ کہان ہین کنیز نے کہا کہ صحرا مین ہین اوسیوقت ایک مالامروارید کا انعام مین کنیز کو دیا
اور آپ ہمراہ ہوا جب قریب آیا ملکہ کو زیر درخت گھڑا پایا مگر روے تابان کی چمک سے چاندنی اوجا
سیلی تھی یہ معلوم ہوتا تھا کہ دھوپ پھیلی تھی مریخ نے نزدیک پہونچکر ہاتھ پر ہاتھ رکھ لیا اور خیمے کی
جانب چلا ملکہ بھی بناوٹ کی راہ سے اختلاط کی باتین کرتی ہوئی ہمراہ ہوئی یہانتک کہ خیمے مین
اسکے آئی اسنے مسند پر بٹھایا دو چار باتین کرکے مریخ نے دست ہوس بڑھایا ملکہ تو پاس سے سرکی
مگر کنیزون نے کہا کہ اے مریخ تم بھی کسقدر پھیکے ہو نہ شراب نہ کباب ٹھنڈی ٹھنڈی گرمیان کرتی
ہوا سنے کہا خیر ابھی حاضر کرتا ہون یہ کہکر اوٹھا اور کشتی شراب کی سامنے لایا ملکہ نے اوسمین سے شراب
لیکر چکھی پھر منہ بنایا اور فرمایا کہ ہمارے پینے کی شراب مین سے کوئی گلابی شراب کی تمھارے پاس
ہے کنیزون نے عرض کیا کہ اتو نہین ہے ملکہ بہت خفا اور بدمزہ ہوئی پھر کہا جہانسے بن پڑے
لاؤ اونھون نے کہا حضور ایک قلم شراب کی باقی ہے جب خاصہ نوش فرمایئے گا جب اوس پیجیگا
ملکہ نے کہا اور کیا مضایقہ ہو گی وہی ایک قلم ساقی ازل نے کیا قسمت مین لکھدی ہے غرض
کنیزون نے وہ قلم شراب کی محرم سے نکالکر دی ملکہ نے جام شراب سے معمور کرکے اوسمین قریب نصف
قلم کے ڈالکر اس کو طرف کی طرف ہاتھ بڑھایا اور یہ فرمایا کہا بادہ نوشی سے ہو جسکو ذوق
پیے وہ پیالہ نہین مجکو شوق ۔ اے مریخ یہ بادہ محبت ہے اسے نوش کر غم دنیا فراموش کر یہ کام تو تمارے

خوشی کے مرگیا بے اختیار بلا تشون کیطرح جام دہ بدانجام لیکر ایک جرعہ کرگیا اسطرح کا زہر قاتل تھا کہ سر
حلق سے نیچے اوترتے ہی کام کرگیا چیخ مار کر بیہوش ہوگیا سارا سحر فراموش ہوگیا کنیزون نے اشارہ کیا ملکہ
نے نیچے کھینچکر منہ پھیر کر اپنی دانست میں بہت زور سے ہاتھ مارا مگر خطا تک اسکے جسم پر نہ پڑا ایک کنیز نے
دوڑکے ایک ہاتھ زبردستی کے ساتھ لگایا کہ شکم اوس بوالہوس کا چاک ہوا زندکی کا قصہ پاک ہوا زمانے
میں ایک غلغلہ دار وگیر برپا ہوا اور خیمہ اور اژدر و حصار آتش سب گزبرد ہوگیا جب یہ کافر سرد ہوگیا در زندان
سامنے نظر آیا ملکہ نے قفل علیحدہ کرایا دروازہ کھولکر قدم آگے بڑھایا دل مارے خوف کے دھڑکتا تھا مگر عشق
رہبر تھا اندر پہونچکر کنیزون نے شاہزادے کو خبر دی کہ ملکہ زلف آرا جسکی محبت میں آپ گرفتار ہوئی
تھی آئی ہین لوح اور نقش لائی ہین شہزادے کو ایک عورت آئی کہ افسوس ہے عورت انکر تمہاری قید
اوتارسی بس جوش مین آکر ع خلیل اللہ بسم اللہ بر گفت + بزور او لینت قید بشکست ہا
مثل تار عنکبوت وہ زنجیر تولا دی توڑکر قید گرانسے رہا ہوا پھر کنیزونسے پوچھا کہ ملکہ زلف آرا کا کل کشا ہماری ہوا خواہ کہان
ہین اونھون نے بتایا شہزادہ ملکہ کیطرف آیا ملکہ نے لوح و نقش وغیرہ ہاتھ پر رکھکر نذر دی سجدہ شکر شہزادے نے
لیکر خداوند لوح و قلم کا ادا کیا پھر ملکہ کا مشکور ہوا ملکہ نے کہا مین آپکی محبت مین گھر بار سے آوارہ ہوکر آئی ہون
جان پر کھیلکر لوح لائی ہون اب میری آبرو آپ بچایئے گا مجھے اپنا خیرخواہ جانکر کنیزون مین قبول
فرمائیگا شاہزادے نے کہا گو مجھ عشق کے بدولت بہت آزار ہین مگر اب آپ ہماری دلدار ہین غرض
زندانخانے کے باہر لایا اور اوسمین ہوا اور قیدی تھے اونکی قید کھولکر اونھین بھی رہا کردیا اور کہا جہان
تمہارا جی چاہے چلے جاؤ اون لوگون نے عرض کیا کہ ہم آپکے ہمراہ ہین ہردم ہوا خواہ ہین اب
کہان جائینگے ایسا مالک کہان پائینگے سب کے ہمراہ شاہزادہ ایک درہ کوہ مین آیا ملکہ کو وہان
بٹھایا قران مہ و مہر قران صعب کے سبب برج زحل مین ہوا جب اتصال عاشق و معشوق درہ
جبل مین ہوا اپس مین اختلاط اور پیار رہا ہردم اصرار اور انکار رہا یہانتک کہ وقت سحر آیا مشاطۂ

روزگار نے نقاب شب سرخ زیبائے نہار پر سے اوٹھایا دریا بار جادو اپنے مکان سے جو دارالعمارۃ شاہی کو جانے لگی جیمین آیا کہ بیشہ شمشاد کی جانب ہوتے چلیے مریخ از دوخشم اور شکنندہ طلسم کو دیکھیے کیسا نہوچہ کوئی مفسدہ برپا ہوا ہو مریخ گھبرایا ہو طلسم کشا کچھ فعل لایا ہو یہ سوچکر بزور سحر اوڑتی ہوئی اوس مقام پر آئی در زندان کھلا پایا اسکا ماتھا ٹھنکا اور آگے بڑھی مریخ کو مرا پایا اور جب آگے بڑھی ملکہ کو شہزادے کی گود مین بیٹھا دیکھا عجب صحبت گل و بلبل جمع ہے چشم بد دور ایسی جگہ کہنا زیبا ہے کبھی یہ اوسکے زلف معنبر سے اپنے دماغ جان کو معطر کرتی ہے اور کبھی وہ اوسکے لب لعلین سے شراب خرمی نوش کرتا ہے غم دنیا و دین فراموش کرتا ہے دریا بار یہ دیکھکر جل گئی غصے سے چہرے کی رنگت بدلگئی پنسول پکڑ کر شاہزادے کی جانب جھپٹی شاہزادے نے جو اسکی آمد اس شد و مد سے دیکھی تیغہ کھینچکر پیترہ بدلکر مثل ملک الموت سر پر ہو پنچا دریا بار نے بحر حیات سے کنارا دیکھا تلوار کے گھاٹ نہ آئی شہزادہ کو چھوڑکر ملکہ پر ہتا صاف کیا ایک بڑی سی چٹا سر سے کھولکر ملکہ زلف آرا پر پھینکی کچھ منہ سے بڑبڑایا وہ چٹا مثل کمند ملکہ کے لپٹی اور ساحرہ نے پرواز کی شہزادی چیخی اور شاہزادہ سے کہا کہ ہمکو خدا حافظ اب حشر مین ملاقات ہوگی یقین ہے کہ روح بھی حشر تک آرام سے خواب مرگ مین نہ سوئیگی شاہزادے نے تیر لگائی وہ بھی سحر سے جلکر زمین پر آئی اوسوقت لاچار ہوکر دست دعا بدرگاہ ملک الجبار بلند کیے اور پکارا کہ اے ؎ بلندی بخش ہر ہمت بلندان ✤ بہ پستی افگن ہر خود پسندان ✤ اے یاور زیردستان واے پروردگار عالم و عالمیان اس قحبہ ساحرہ کے شر سے شاہزادیکو نکال یہ دعا کرتا تھا کہ تیر و حادث اجابت سے مقرون ہوا دیکھا کسی نے بر روے ہوا اوس ساحرہ کے گلے کو دبوچا اسطرح فشردہ کیا اور نوچا کہ نفس و قفس پیچیدہ دم اسکا گھٹا اور طائر روح کا اشیانہ جہنم مین ہوا شہزادی پنجے سے چھوٹکر زمین کی طرف چلی کسی نے اثنائے راہ مین اوسے بھی روک کے زمین پر اتارا اور ایک غلغلہ برپا ہوا تمام دشت ہل گیا اندھیرا چھا گیا بعد تھوڑے عرصے کے کہ وہ شور و غل

دریا بار کے مرنیکا بر پا ہوا تھا دفع ہوا سامنے سے ایک شخص نے آکر مجرا عرض کیا شاہزادے نے پہچانا کہ یہ وہی جن ہے جسکو اضیام
گلے سے لگایا اور فرمایا برو قت رسیدی اسنے عرض کیا کہ یقین ہے بادشاہ یعنے سیلان جادو ضرور آئیگا بہت
فساد لائیگا یہان تو یہ فکر تھی وہان دربار شاہ سیلان میں جب مریخ اور دریا بار نہ آئے شاہ نے حکم دیا کہ کچھ لوگ
جائین بیشہ شمشاد کی خبر لائین ہرکارے اور ساحر آکے یہان کی کیفیت دیکھکر گھبرا کے جا کر شاہ سے
عرض کیا کہ آپ کیا غافل بیٹھے ہین دریا بار اور مریخ مرے پڑے ہین طلسم کشا قید سے رہا ہو کر قلعے
کی جانب آتا ہے شاہ نے سنکر حکم طیاری کا لشکر کے دیا قریب ساٹھ ہزار ساحران عمدار اور سواران
نابکار ہمراہ لیکر روانہ ہوا شاہزادہ معہ چالیس مرفقا اور ملکہ کے دشت مین کھڑا تھا کہ سامنے سے ڈنکا
بجا اور بادشاہ معہ فوج قاہرہ پیدا ہوا اوس جن نے شاہزادے سے کہا کہ غلام جاتا ہے فوج بیشمار لاتا
ہے آپ نگہبرائین انکی جنگ سے نہ بازآئین غرض ملکہ کو معہ کنیزون کے درہ کوہ مین بٹھایا اور
آپ چالیس آدمیون سمیت اوس لشکر مین در آیا ایک دو افسرون کو فوج کے مار کر شہزادے نے گھوڑا
لیا پھر لاش پر لاش گرانا شروع کیا اور چالیس رفیق بھی جو قید سے چھوٹے تھے جنگ مین شریک جانبازی
تھے مگر لشکر کفار کا غلبہ تھا ہر دم یورش ہوتا تھا لیکن شاہزادہ جہان جم کر لڑتا پلٹنون اور رسالون کو ہٹا
دیتا تھا لاشون کے انبار لگا دیتا تھا کہ تھوڑے عرصے مین ایسی گرد اوڑی کہ سپہر دوار کو تیرہ کر دیا بقول
اہل فارس ؎ سر گرد باسمان رسیدہ و پائے گرد بزمین و وزیدہ غلطان و پیچان مثل سر زلف عروسان
وہ گرد تھی قریب آنکر دامن گرد شگافتہ ہوا کہ ؎ از دامن دشت و کوہ اور نگ ؎ گردے برخاست
طوطیا رنگ ؎ از دامن آنچنان غبارے ؎ رخسارہ نمود شہریارے ؎ قریب ایک لاکھ سواران
جرار کے آکر لشکر کفار پر گرا کہ دشت تک کوتہ و بالا کر دیا طول اس ہنگام پر پہنچا ہے جنگ کی کیفیت درہم برہم
پر کہتک گذارش کریگا غرضکہ سیلان کو شکست فاش ہوئی بھاگنے کی تلاش ہوئی عین گرمی جنگ
مین شاہزادے سے مقابلہ ہوا شاہزادے نے کمر کو بتا کر ایک ہاتھ تلوار کا سر پر لگایا کہ وہ کافر

فی النار ہوگیا فوج مین بھگدر پڑگئی کچھ لوگ بھاگ گئے بہت سے مارے گئے کچھ زندہ گرفتار ہوئے شاہزادہ اوسجا سے قلعے مین آیا منادی نے امن کی ندا دی دارالعمارۃ مین امراء زراء وسائے شہر جمع ہوئے شاہزادے نے ملکہ زلف آرا کو تخت پر بٹھایا اور بزرگی افسران فوج نے اطاعت کی اون ہمرازون کو دوبالا وزیر کیا پھر جشن کا حکم دیا سات شبانہ روز جشن عیش وخورمی کا جلسہ رہا اور اوسی جشن مین ملکہ کے ساتھ عقد کیا بعد الفراغ انتظام ملکہ سے رخصت ہوا اور اون رفقا کو جو زندانیان تھے پایہ تخت کا ملازم کردیا پھر مع جن اور لشکر شہر کے باہر آیا اوسکو بھی رخصت فرمایا وہ اپنا لشکر لیکر ایک جانب چلا اور شاہزادہ بعد قطع منازل اور مراحل پھر قریب میل پہونچا لوحکو دیکھا معلوم ہوا کہ در پنجم مین چلیے اوسکو فتح کیجیے اوسوقت قریب در پنجم آیا اوسکے دروازے سے انگشتہ باطل السحر کو لگایا دروازہ کھل گیا یہ لشکر اندر

بیان در پنجم جانا شہزادے کا اور ملنا ایک شیر کا اور قتل کرنا اوس شیر کو پھر چھوڑانا ملکہ کو نوبہار زمرد قبا کو ایک ساحر کی قید سے اور تسخیر کرنا ملک کو پھر آنا طرف در ششم کے مار کر جلاد قوی بازو کو مؤلف

رندون سے کہان چھپے گا ساقی — نقرے کبتک کریگا ساقی ÷
میخانے کی خیر ایک ساغر — اس مست کو اور دیدے بھر کر
وہ جام پیے جو چار مین نے — دھویا دل سے غبار مین نے
دے پانچوان جام بھی خدارا — تا رنج ہو دور دل سے سارا
گلزار سخن ہرا بھرا ہے — سارا گلشن مہک رہا ہے
دکھلاؤن بہار باغ تقریر — ہو سنبل زار زلف تحریر

چمن ہیرائے طلسم سخن اعنی خامۂ گلریز مؤلف فسانہ کہن ریاض تحریر حال در پنجم مین یون گل گل شگفتہ ہو کر شل بلبل نغمہ پرداز ہے اور سرو کلک پر قمری تقریر طوطی شیرین زبان سے ہم آواز ہے

کہ وہ شاہین فن عشقبازی یعنی شاہزادہ بال شوق کو وا کرکے جسوقت داخل در پنجہ ہین ہوا در حصار
پرتو مین چلین غل و شور برپا ہوا مگر یہ صید عنقاے حسن کا جو یاراہ محبوب مین گرم لو یہ راہ سخت
و دشوار طے کرتا چلا جاتا تھا یا دجانان مین وہ دلسوختہ دانہ بریان مزرعہ دلین محبت کے ہاتھون
بوتا تھا مگر بمقتضاے ع نا امیدی کہتی تھی کب تخم بریان سبز ہو ٭ راہ کا پتا نہ نشان پھر معلوم
تھا ہر سمت باد ہوائی پھرتا گردش چرخ سے ہمعصر دلیپہ لاکھہ طرح کا جبر نشیب و فراز جہان دیکھتا
عبارت کی لیتا معمار ازل کی صفت و ثنا کرتا اس سراے فانی کو ہیچ و پوچ جانکر یہ مطلع کسی شاعر کا فوتا
ع عجب تعمیر یہ در خراب آباد بستی ہے ٭ عدم کی راہ سیدھی ہے بلندی ہے نہ پستی ہے ٭ غرض
کہ یہ دل اوجار صحرا کو طی کرتا آہین بھرتا جاتا تھا کہ ناگاہ گذر اسکا ایک دشت پر تعب مین ہوا کہ
بڑے بڑے درخت اور جھاڑیان مثل دل بخیلان تنگ کہ صرصر کو جسم خیال سے گذرنا ننگ نعرہ شیران
اور وحشیان مردم در کی آواز ہیبتناک ایسی کہ جس سے ثور فلک و گاؤ زمین کا دل دہلتا تھا صحرا
تمام ہلتا تھا ہر جانب پہاڑ عظیم الشان و وسط مین صحرا سنسان یہ سر جھاڑ منہ پہاڑ سو جاکہ
عجب وحشتناک مقام ہے شاید کسی بلا کا یہان قیام ہے آنکر زیر دامن کوہ ٹھہرا ہنوز دم نہ لیا تھا
کہ فلک رو باہ خصال نے گیدڑ بھبکی دکھائی ایک شیر غران نیستان سے دو چار کرایا وہ شہزادہ دیکھکر
پنجہ دراز کرکے واسطے شکار کے آیا شہزادہ پیتر ابدلکر مقابل ہوا جب اوس گستاخ نے دست درازی کی یعنی پنجہ
بڑھایا شہزادہ نے پنجہ پاسے دستگیری کی دونو کا ایمان بگڑ کر سر کو پہونچایا اور ایک جھٹکا دیا کہ وہ سگ صفت منہ
کے بل زمین پر آیا اور اکیمشت درشت و پر قوت سر چبایا کہ مغز کا نشہ دماغ سے باہر نکل آیا تر شروئی سے تلخی مرگ چکھائی وہ
شیر نیستی زیست سے آسودہ ہوا ذائقہ موت کا طلبگار ہوا اور مرگ کا خواستگار ہوا ادہر تو غیر مرکر
گرا ادہر سر کوہ سے کسینے کہا اے ضیغم روز سیاہ سبحان اللہ کیا کہنا شہزادے نے اوپر نگاہ کی قلعہ
کوہ پر ایک نقابدار کو پایا کہ نقاب سبز چہرے پر پڑی ہے جس سے وہ تمام صحرا فیضیاب اور زمرد گون

ہے شہزادے نے کہا آپ کو جنون ہے یہ کونسی جرأت ہے جسکی تعریف فرمائی
ہو نقاب چہرے پر ڈالکر در پردہ بناتے ہو طنز سے شاید صفت فرماتے ہو یہ کہکر چاہا آگے بڑھے کہ نگاہ
جو کی تو اوس شیر کے بدلے ایک ساحر کو مرا پایا ایک لمحے میں غول صحرا کی جانب سے اور ساحرون کا نظر آیا
یہ لوح کو دیکھنے لگا اونھون نے اگر گھیر لیا نو ہین معلوم ہوا کہ سامنے نگاہ کر ایک درخت میں بہت سے بشر
بصورت انسان لگے ہین دوڑکر لوح کو اوسپر کھینچ مارا پھر قدرت خدا دیکھ لے اسنے حسب ہدایت لوح
الیسا ہی کیا دیکھا تو وہ پھل ٹوٹکر زمین پر گرے اوسمین سے کچھ سوار برابر ایک بالشت کے پیدا ہوئے
اور ساحرون پر اگر گرے ایک کو زندہ نچھوڑا سب کو قتل کیا وہ دشت تمام ویران ہوا گرد و غبار
پیدا ہوکر صحرا سنسان ہوا جب وہ ہنگامہ دفع ہوا وہ سوار غائب ہوگئے شاہزادے نے چاہا آگے بڑھے
قلعہ کوہ ہی اوس نقابدار سے شہزادے کی کم التفاتی خیال کرکے کہا کہ ہمروتی ارباب مروت سے خلاف
ہے اسمین عشق کی تکلیف معاف ہے اپنی کہی میری نہ سنیے گا یونہین بالا بالا اوڑیے گا یہان
تشریف لائیے حقیر کو سرفراز فرمائیے شہزادہ نے جب اسے مشتاق پایا قلعہ کوہ پر اپنے تئین پہونچایا
نقابدار نے ہاتھ پکڑ لیا اور کہا بسم اللہ تشریف لائیے سراسری غریبخانے کو دیکھتے جائیے شہزادے
نے کہا تمھین تکلیف ہوگی آپ تو ابھی سے روپوش ہین اور ہمسے ہمروتی کی شکایت کی جوش و
خروش ہین پردہ فیما بین سے اوٹھائیے پھر جہان چاہیے ہمراہ لیجائیے اسنے کہا انشاء اللہ یہ پردہ
بھی اوٹھ جائیگا احوال کھل جائیگا یہ کہکر لاتے لاتے اوس مقام پر لایا کہ ایک قصر مرصع شہزادے
کو نظر آیا در قصر پر خادم و خدمتگار اپنے اپنے کاروبار مین مستعد اور مشغول تھے لباس ہر ایک کے عمدہ اور
معقول تھے جب یہ نقابدار آیا سب نے ادب سے سلام کیا ہوبچہ کرکے انتظام کیا شہزادہ معہ نقابدار
اندر قصر کے آیا اوس مکان کو شہزادے نے زاطلسم پایا مگر محل سبز بے تکلف کے دہنگ مع فرش
اور شیشہ آلات جسقدر اسباب تزک اور سامان نشاط تھا سب سبز تھا گویا آمد شہزادے کے واسطے اس

سیر چشم نے موسم بہار کو ملازم کر کے اہتمام سپرد کیا تھا فرش سبز سے شہزادہ دیوانہ مزاج کی سیر کو سبزہ
لگایا تھا کنول ہاے زنگاری سے یہ مراد تھی کہ سبز بختون کا دل اوس قصر کے تماشا کرنے سے
روشن ہوتا تھا جام بادہ ارغوانی کے سبز رنگ سبز رنگ جہان کی دکھاتی تھے دیوار گیری ہر ایک سبز
منھدی کی ٹٹیون کا دل خون کرتی تھین مینائی رنگ کی دیوارین انسان کو مجنون کرتی تھین
سبزہ بیگانہ اوسجا کا ممنون تھا خضر کو اوسجا ہنے کا جنون تھا گلہاے سرخ کے درخت صحن مکان
مین لگے تھے زیور زمردین خار کا پہنے تھے اور زیادہ بلبل شوریدہ کا اشتیاق بڑھاتے تھے چھوٹے چھوٹے
گلدستے طاق پر چنے جواہر خانے کو شرماتے تھے وسط باغ مین ایک باغچہ مختصر سا بنا سراسر بشت
کا نمونہ تھا آفتاب بھی باوجود درخشندگی کی عظمت کے اوسجا کا مطیع تھا تاک انگور کو اپنی ضیا
سے سبز کرتا تھا ہوا کے چلنے سے چرخ زنگاری گویا اوسجا کے عشق مین آہ سرد بھرتا تھا ساذہ برگ
گلعذارون نے وہان کا سبزہ دیکھکر سبزہ پسند کیا تھا گرد چاہ ذقن سبزہ خط جا بجا تھا زمین و آسمان
کا وہان رنگ سبز تھا گویا منشی بہار نے شیرازہ دفتر کو نین سبز رنگ بنایا تھا طاؤسان مرصع دم
اوس سبزہ پر شک سے داغدار تھے سبزہ گوش سبز رنگان بہار دیکھکر تڑپ سے بیقرار تھے اور اوس
باغچے مین درختون پر جانورون کی خوش آوازی کے چہچہے تدرو کہساری کے اوس کوہ سبز
قبقبے درخت سرسبز اور شاداب قطار قطار گلہاے خودرو بیشمار ہزار در ہزار نظم
زخم کوہ تا میدان عبرا + کشیدہ خط گل طغرا بطغرا + گل از ہر منظرے نظارہ کردہ + قبای سبز لصدیار
کردہ + بطرف ہر چمن سرو چمانہ + بہر جوے شدہ آبے روانہ + ساقی زمانہ شراب بہار سبز
اوسجا سرشار لایق مستی اور سرخوشی کے اوسجگہ کی بہار شہزادہ اس بہار کو دیکھکر لہرا تا تھا
مین یہ اشعار زبان پر لایا الف فیض سے ابر بہاری کی ہوے گلزار سبز + ساقی میخانہ کو بندھوا ے
دستار سبز + میکدہ مین سیر سبز رنگ جہان دیکھین ہے گے ہم + جام ہون طیار ہر بادہ گلنار سبز +

بعد اسکے نقابدار سے ارشاد کیا کہ آپ کی سیر عشی سے یہ غنچہ دل شگفتہ و شاداب ہوا اب یہ فرمائیے کہ باعث اس کوہ پر استقامت کا کہ سبب رفعت و تازگی روح فرہاد ہے کیا ہے نقابدار نے خندہ کیا اور کہا اے عنادل گلزار شہریاری مجھ سبز قدم کو ملکہ نوبہار زمرد قبا کہتے ہین اور اس کوہ کو فیروزہ کوہ نام کرتی ہین یہان سے تھوڑی دور پر ایک شہر ہے کہ وہ در پنجم طلسم کا قلعہ ہے وہان یہ کنیز حاکم ہے وہی جگہ مسکن و ملجا ہے ایک نیرانملازم جلاد قوی بازو نام ساحر ہے وہ چند عرصے سے بزور سحر مجھپر غالب آیا ملک و مال چھین لیا اور مجکو بھی قبضے مین کرنا چاہا مگر خوف سے حاکم در ہفتم کے کہ وہ سب در بندون کا مالک ہے اوسکے ہلوگ سب حراج گذار ہین باز رہا چنانچہ خراج اتبک اس عاجزہ کے نام سے داخل ہوتا ہے اور وہ چاہتا ہے کہ ملکہ مجھسے دار و مدار کرے وصل کا اقرار کرے مگر اے شہریار میری ایک دایہ ہے صنوبر جادو نام اوسکو علم کاہنی مین دخل ہے تمام اوسنے مجھسے خبر دی تھی یہ بات بہت دن ہوئے جب کہی تھی کہ فاتح طلسم تشریف لائیگا وہ جلاد قوی بازو اور نیران جادو کو قتل کریگا تو اے بادشاہ مین جسبے قلعہ چھوڑ کر نا دیدہ آپ پر مبتلا ہو کر یہان کوہ پر رہتی تھی رنج مفارقت حضور سہتی تھی اور میری نگہبانی کو یہ شیر یعنی سرنان جادو اور کئی سو ساحر جنکو آپ نے قتل کیا جلاد نے مقرر کیا تھا اور وہ خود بھی کبھی کبھی آتا ہے مجکو آزردہ دیکھکر چلا جاتا ہے مگر جسروز سے مینے آپ کے جمال پری تمثال کا حال دایہ کی زبان سے سنا ہے قامت رعنائی میرا وقت مین بمنزل سرو چراغان ہے داغ دلمین سوزش مثل آفتاب تابان ہے تیغ عشق سے گھایل ہون ہر دم رکنار ملاقات کی مائل ہون دل آپ کا طلبگار تھا جی سینے مین بیقرار تھا آج یاوری طالع سے ملاقات ہوئی آپ کی صورت نظر آئی امید بر آئی یہ کہکر ملکہ نوبہار نے نقاب چہرہ سے اوٹھا دیا یہ معلوم ہوا کہ ابر تاریکی سے برق چمکی یا نقاب سحاب سے خورشید نے منہ دکھایا اوسوقت یہ ظاہر ہوا کہ سر سے اوٹھا اوسکے چہرے

جسدم نقاب پہ گرا چرخ سے چرخ کھا آفتاب ہ اور آتش فرماتے ہین ؎ نقاب اولٹے جو تو خسار آتش رنگ سے اپنے ہ پر پروانہ سے آرے چلین شمعون کی گردن پر ہ وہ زلف سیہ فام سنبل کو پیچ و تاب سکھاتی تھی پیشانی سبز بختون کی طالع خفتہ کو جگاتی تھی ابروان خمدار طاق ایوان بہار تھین سبزۂ مژگان مردم گیاہ سے آنکھین لڑانے پر طیار تھا چشمان مست جام لالہ کو گردش مین لاتین نرگس شہلا کو مستی یاد دلاتین وہ گلرخسار جسکی رو برد گل بلبل کی نظر مین خزان کا خار گوش گل کو اوسی کے کانون کا افسانہ درکار اور ناک تو معشوقون کا دم ناک مین لائے منقار طوطی زیر دندان بال کو شرمائے غنچہ دہن سیب ذقن رشک یوسف گلبدن خال ہندو چشم جادو زن جان وایمان آفت

رخ رنگین کا تصور ہے تماشائے بہشت	بند کر کھول کے آنکھون کو نہ وا ہے بہشت
گل تیرے چھلون کے اے حور مین گلہائے بہشت	دیکھنے آتے ہین مشتاق تماشائے بہشت
گل جنت سے ہے خوشرنگ وہ روے رنگین	پست بالا کی بلندی سے ہے طوبائے بہشت
حور کی آنکھ سے شرمائی ہوئی ہین آنکھین ہ	صورت یار کے دیوانے ہین شیدائے بہشت
دیکھے رضوان جو تیری چشم سیہ کو تو کہے	انکی ہمچشم نہین نرگس شہلائے بہشت

شہزادہ چون خدا داد دیکھکر غش کر گیا دلکو تھام کر فرمایا کہ تمنے اس عشق کا اپنے فقرہ سنا کر اور زیادہ جنون دلایا بقول سحر گئے جو سیر چمن کو سنا کہ ائی خزان ہ شگوفہ اور نیا لیکے باغبان بہو نچا یہان تو مین اسیر سر پنجہ عشق ملکہ خورشید جمال ہون مورد صد رنج و ملال ہون اور اوسے کے باعث سے طلسم مین آنا ہوا اور چار رجون کو فتح کیا انشاء اللہ جلد قوی بازو بھی ہلاک ہونگے مین حکومت تمہاری تمکو دونگا لیکن مجھ دیوانے سے محبت کرنا جو وابستہ زنجیر غم ہو گرفتار سلسلہ ستم ہو سوائے الم کے کچھ فائدہ نہوگا اور میرا تو یہ حال ہے کہ ہر دم اوسی ہمیر یعنی ملکہ خورشید جمال کا خیال ہے

ہوش و حواس درست نہین ہر دم یہ مقال ہے آتش

سودا ہوا ہے مرغ جنون کو شکار کا — پھندا بنا رہا ہون گریبان کے تار کا
بلبل کو سازوار ہو عالم بہار کا — حسن شباب تجکو مبارک ہو یار کا
باز آئینگے نہ مرکے بھی صورت ہی عشق کے — آئینہ ہوگا سنگ ہمارے مزار کا
پھندے مین زلف یار کے جیسے پھنسا ہی دل — رہتا ہے صدمہ روز تجکو بستہ شکار کا
بعد فنا ہے کوچہ گیسو کی جستجو — سودا تو دیکھنا مرے مشت غبار کا
بے یار داغ ہوتا ہے لالے کو دیکھکر — آتا ہے خوش کسے یہ شگوفہ بہار کا
اوس شمعرو کی بعد فنا بھی ہے جستجو — ہر ذرہ اک چراغ ہے اپنی غبار کا
وعدہ خلاف یار سے کہیو پیام بر — آنکھون کو روگ دیگئے ہو انتظار کا
آتش نپوچھ ہجر مین اک نو نہال کے — سوز درون سے حال ہے کہنہ چنار کا

اے ملکہ مجھہ سوختہ بخت سے دل لگا کر چراغ سے مشعل عشق کو روشن کرنا ہے دلکا جلانا ہے اور مین اس عشق سے باز نہ آؤنگا گو اپنی جان سے جاؤنگا ملکہ نے اس احمال کو مختصر سا سنکر جوابدیا کہ اے شہنشاہ عاشقان مین مانع عشق ملکہ خورشید جمال کب ہون صرف اس امر کی خواہان ہون کہ مجھے بھی آپ اپنی انیسون مین شمار کیجیے چلیے اس قصے کو جانے دیجیے نان خشک جو مجھے آج میسر ہے کھا سیے بعد فتح دربند بنجم چلے جائینگے یہ کہکر ان باتون کو ٹال دلکی حسرت نکالنے مین سر گرم ہوئی کشتی آگے کھینچکر گلاس شراب سے معمور کر شہزادے کو دیا کہ اسے پیجیے عالی ظرف ہوکر انکار نکیجیے ؎ ساقیا برخیز و در دہ جام را ۔ خاک برسر کن غم ایام را ۔ شاہزادے نے جب ملکہ کو تئی محبت سے اپنے چور دیکھا جام می ارغوانی پیا گردش ساغر شروع ہوئی کلفت ایام بھولی ملکہ نے اشارہ کیا رقاصان مہر صورت قمر طلعت اپنے اپنے ساز لیکر حاضر ہوئین رقص و سرود کی کیفیت دکھانے لگین شاہزادے کا دل بھلانے لگین ادہر تو یہ سما

بندھا مگر فلک کو اس خوشی پر رشک آیا دفعتاً اوس کوہ پر زلزلہ پیدا ہوا اور آندھی تیرہ وتار آئی شہزادہ اور ملکہ دیکھنے لگے کہ اوس ابر تیرہ سے ایک ساحر اژدر پیسوا ظاہر ہوا ملکہ نے خایف ہوکر کہا لیجیے وہ جلاد قوی بازو آیا شہزادہ گھبرا کر اوٹھا وہ ساحر سبزہ کو پامال کرکے قریب پہونچا اوسوقت شاہزادے نے نعرہ کیا کہ ؎ چنان نعرہ زد میر منزل مصاف ۔ کہ سیمرغ لرزید در کوہ قاف ۔ گھبرا کر یہ ساحر تو غافل ملکہ کی ملاقات کو اکثر آتا تھا اس آواز سے دہل گیا اور چاہا کہ سنبھل کر کچھ سحر کرے مگر تیغۂ روئین شگاف شاہزادہ شجاعت اوصاف کا یا توسہ پر چکا تھا یا دو ٹانگوں سے نکل گیا ملکہ یہ ضرب دیکھکر اوچھل پڑی اوہر غلغلہ بگیر ودبند بدید کا بلند ہوا مگر یہ کافر سرد ہوگیا شاہزادے نے لاش گھسیٹکر زیر کوہ پھینکدی ملکہ قریب آئی زرنثار کیا اور کہا ایجان جہان تیرا کیا کہنا ؎ دست علی کی ضرب کا جنبش میں ہے اثر ۔ ان بازوؤں میں معجزہ ہے ذوالفقار کا ۔ لیکن میری نزدیک آپکی جرأت بیکار ہے کیونکہ میری نظر وں میں تو طرحدار ہے ؎ اپنی نظروں میں وہی تو نازنیں ہے اے صنم ۔ نسل اوٹھا اب زور پیدا کرکے یا مکدر اوٹھا ۔ شہزادہ ہنسکر چپکا ہو رہا پھر دور ساغر مدام شروع ہوا انجام کا خیال بھولا اپنا گل بھولا ادہر اسکو خمار ادہر فرط شوق سے ملکہ سرشار القصہ شاہزادے اوسیوقت کچھ لوگوں کو بلا کر ملکہ کے ساتھ نکاح کیا پھر ہاتھ پکڑکر چھیڑ کھٹ پر لایا بقول میر حسن ؎

لیا کھینچ پردہ اونھوں نے شتاب	چھپے ایک جا دو مہ و آفتاب
لگی ہونے در پردہ جب چھیڑ چھاڑ	درخش کے کھل گئے دو کواڑ
ہوئے جب وہ بدمست دو ماہرو	لگی اونمیں ہونے عجب گفتگو
کہ دستے جو نرگس کے تھے وہاں نثار	لگے کرنے آنکھ بے اختیار
کسیکی گئی جولی آگے سے چل	کسیکی گئی چین ساری نکل ۔
غم و درد دامن کشیدہ ہوئے	وہ گل نار سیدہ رسیدہ ہوئے

اسیطرح ولولہ شوق سے عاشق نے معشوق کو بغلگیر کیا گلے لیا کر خوب پیار کیا گو شہزادے کو انکار تھا مگر
بمقتضائے ؎ چو خانہ خالی و معشوق مستناز بود ٭ تو ان گریست بران کس کہ پاکباز بود ٭ اور دوسرے
عورت کا عشق مرد کے لیے غضب ہے جان دینے کا سبب ہے غرض ؎ اوٹھے پی کے باہم شراب امید
کوئی سرخرو اور کوئی روسپید ٭ جھجکھٹ سے باہر رکھا اپنے قدم ٭ نکل آئے بھرتے محبت کے دم ٭ ملکہ
شہزادے کو حمام میں لائی پوشاک بدلوائی پھر اوس کوہ سے باحشم و خدم وانوطرف قلعہ کی ہوئی سہزادے
کو ہمراہ لائی جب شہر میں داخل ہوئی تمام شہر میں غلغلہ پڑا امرا اور روسائے شہر دوڑے اپنی شاہزادی
اور مالکہ کے آنے سے خوش ہوئے احوال پونچھا ملکہ نے قتل جلاد قوی بازو کی کیفیت اور کل احوال جو
گذرا تھا بیان کیا منادی نے امن و آسائش کی ندا دی قصر شاہی میں آکر ملکہ تخت شاہی پر جلوہ گر
ہوئی نذرین گذرین جشن شروع ہوا شاہزادہ دنگل شوکت پر جلوہ فرما تھا تین شبانہ روز تک جشن رہا
عشرت برپا رہا روز چہارم شہزادے نے ملکہ سے کہا بقول مولف ان اشعار کو پڑھکر اپنے غم سے مطلع
؎ تمنا ہے ان آنکھوں کو کہ روے یار کو دیکھیں ٭ ہمہ تن نرگس اوس گل رخسار کو دیکھیں
مریض ہجر کو وہ شربت دیدار پلوائیں ٭ مسیحائی جو کرتے ہیں تو مجھ بیمار کو دیکھیں
نقاب رخ سے ظاہر ہے چمک برق تجلی کی ٭ کہاں آنکھوں کو یہ قدرت کہ روی یار کو دیکھیں
صدا رفتار میں دیتے ہیں پائے شوق یہ ہمدم ٭ مہم مت راہ میں غافل کہ کوئی یار کو دیکھیں
ایملکہ بعد فتحی طلسم جو زندگی باقی ہے اور جیتا بچونگا تو انشاء اللہ پھر ملاقی ہونگا المختصر وہانسے رخصت
ہوکر باہر شہر کے آیا پھر اوسی طرح یاد معشوق کرتا اشک حسرت بہاتا بعد قطع منازل وطی مراحل
اوسی میل کے قریب پہونچا لوح کو ملاحظہ کیا معلوم ہوا کہ در ششم میں جیل اس در میں سات
دروازے تین تین کوس کے فاصلے پر پڑینگے ہر دروازے میں ساحر ملینگے اور نئے نئے عجائبات
نظر آئینگے بغیر دیکھے لوح کے کوئی کام نکرنا قدم جادہ راستی سے خلاف نہ دھرنا شہزادہ یہ معلوم کرکے

عازم درششم ہوا قریب پہونچکر حسب معمول دروازہ کھولا درحصار پر تو پین چلین یہ اندر روانہ ہوئی آیا
بیان درجۂ ششم جانا شہزادے کا اور پہونچنا سات در پر اور دیکھنا سر در پر
عجائبات طلسم کا اور ملنا ساحرون کا پھر قتل ہونا اونکا اور باطل ہونا سحر اور
عجائبات کا اور پانا مال طلسمی اور بارگاہ اور سامان جاہ وحشم کا اور آنا درجۂ
ہفتم کی طرف اور بھیجنا مال کا پاس ملکہ تو بہار کے اور آپ اکیلے جانا درجۂ ہفتم مین

لو لقۂ ذرا ساقی مست پھر کام آ	مرے منہ سے دے جلد ساغر لگا
بہت نشہ ہے کم مجھے ساقیا	مجھے مست کردے تو بے انتہا
غضب ہے یہ ساقی عالی مقام	ترے دور مین رند ہون نشہ کام
طبیعت ہوئی جاتی ہے اپنی کند	پلادے وہ دارو جو ہو تیز تند
کہ مستی مین اگر کرون کچھ بیان	عجائب غرائب لکھون داستان

نقاشان حرف تحریر محبت وصورتگران شاہد فسانہ الفت صفحۂ بیان پر یون نقش داستان بناتے
ہین اور تصویر دلپذیر شاہد معنی ارباب خرد کو سناتے ہین کہ وہ شاہزادہ سیارۂ عجائبات جسوقت دروازہ
کے اندر آیا عجب طرحکا طلسمات پایا کہ تین کوس تک سات نہرین برنگ مختلف روان ہین اور
مثل دریائے زخار کے جوشان وخروشان ہین اور پانی ہر ایک نہر کا متلون سبز وسرخ
زرد وسیاہ وکبود ہے قدرت رب ودود ہے اوران نہرون کے بعد ایک دروازۂ عالیشان بنا
ہے اوسپر کچھ ساحرونکا مجمع ہے جب شاہزادہ قریب نہرون کے پہونچا دفعتًا اونمین طلاطم ہوا اور
دیکھا کہ ایک نہر مثل دریاے زخار موج مارنے لگی اور دوسری نہر سے کچھ لکہ ابر کے نکلے اور آسمان
کیطرف اوڑے اور اونمین سے بارش ہونے لگی اور تیسری نہر سے شعلہ آتشین نکلے اور شہزادے
کیطرف چلے اور چوتھی نہر سے آندھی پیدا ہوئی کہ جسنے زمانے کو تاریک کیا سو جہائی دینا موقوف

ہوا اور پانچوین نہر سے کچھ طائر کہ جنکی شکلین مہیب اور قوی ہیکل تھین نکلکر شہزادہ پر حملہ کرنے لگے
اور چھٹی اور ساتوین نہر سے ساحر پیدا ہوکر آمادۂ حرب و پیکار ہوئے شاہزادے نے یوم کو دیکھا معلوم
ہوا کہ داہنی جانب روانہ ہو ایک قصر ملیگا اوسمین بہت سی شہ نشینین بتعمیر ین منقش اور بالتصویر
ہین اور گرد قصر کے سات جانور عجیب الخلقت چار پاکے کی قسم سے پھرتے ہونگے اون کو اوس مکتوب
کو دکھانا جو نقش تیرے بازو پر بندھا ہے وہ سب جانور تمھ جائینگے سبکو ذبح کرکے در قصر پر جاکر
آواز دینا کہ اے ساکن قصر باہر آ کہ میں نے تیرے شکار تیار کیا ایک شخص جسکے تمام جسم اور اعضا کی ترکیب
شتر کے مانند ہوگی اور گردن اژدر کی اور چہرہ انسان کا اور دو نوکندھی پر پرہون گے قصر سے باہر
آئیگا وہ گوشت اوسے دینا اور کہنا کہ مقام ساحران دراول پر پہونچا دے مجھے راہ بتلا دے اس
انسان عجیب سے سب مطلب بر آئیگا اوکیسی طرح فتح پائیگا شاہزادہ یہ معلوم کرکے اوسیطرف
چلا فی الواقعی ایک مکان نظر آیا اور گرداوسکے سات جانورون کو گھومتے پایا اوسنے نقش کو کھولکر
بازو سے اونھین دکھایا وہ سب مارے کے شہزادے نے خنجر سے سبکو ذبح کرکے آواز دی کہ اے
مکین کاشانۂ طلسم تشریف لائیے آپکا آپ کا تیار ہے نوشجان فرمائیے دیکھا تو آواز کے دیتے
ہی ایک شخص دروازے کے باہر آیا کہ روئے تابان اوسکا مثل آفتاب و ماہتاب کے چمکتا تھا
شانون پر بال لگے تھے تمام جسم کے اعضا مثل استخوان شتر کے تھے اور گردن مثل اژدر کی اوسنے آکر
معانقہ کیا شاہزادے نے وہ گوشت نذر دیا اوسنے کھایا پھر شاہزادے کو گود مین اوٹھا کر پوچھا
اے فاتح طلسم کہان تشریف لیجائیے گا شہزادے نے کہا کہ مقام دراول درجۂ ششم طلسم
پر مجھے پہونچا دے اور تو اپنا راستہ لے اوسنے یہ سنکر پرواز کی جب قریب نہرون کے پہونچا دو آفتین
جو نہرون سے پیدا ہوئی تھین سب دفع ہوئین یہ قریب خندق آیا شہزادے کو وہان اوتار
پھر آپ خوب رویا اور شہزادے کو گود مین اوٹھا کر سر دروازہ پر پہونچا دیا اور آپ آوار مین لگا تا پھر

کہ اے ساکنان در ہفتم و ہشتم طلسم کشا در اول پر آیا ہے خبردار ہو ہوشیار ہو غرض یہ ادہر گیا وہان
شاہزادے نے لوح کو دیکھا معلوم ہوا کہ در کے اوپر بیٹھکے کئی سو مرتبہ اس اسم کو پڑھنا کسی سے
نہ ٹرنا سات ساحر جو مالک ایک نہر کے ہین آئینگے بڑے ممتاز ہین اونکو تلقین یہ اسلام کرنا لقین
ہے سب ایمان لائینگے شاہزادے نے تمیم کرکے اسم پڑھنا شروع کیا جب وہ ختم ہوا سات شخص بشکل
نورانی مگر غبار کفر سے پراگندہ سامنے آئے رسم سلام باادب تمام بجالائے شاہزادے نے قریب بلاکر
تلقین کیا کہ اے بندگان خدا سحر و ساحری پر لعنت کرو گلشن اسلام کی سیر دیکھو خارستان کفر کو
چھوڑو انھون نے عرض کیا جو کچھ آپ زبان فیض ترجمان سے فرماتے ہین ہمکو سب قبول ہے بہر صورت
منظور ہے شہزادے نے سبکو مشرف بہ اسلام کیا وہ کارخانہ سحر کا سب مٹ گیا ایکروز شاہزادے
نے اوس درمین قیام کیا اور دوسرے دن عازم در دوم ہوا جب ایک کوس راہ طے کی سامنے سے
در دوم نظر آیا جب اور آگے بڑھا دیکھا کہ دو ساحرہ تہمد کھارے کے باندھے سقف در پر بیٹھے ہین
ایک ایک پتلی برنجی اونکی سامنے کھڑی ہے ایک پتلی کے ہاتھ مین ایک طشت پانی سے بھرا ہے
اور دوسری کے ہاتھ مین روئی ہے اور اون جلو و گرینو مین سے ایک کے ہاتھ مین ایک سبو پانی سے
بھرا ہے اور دوسری کے ہاتھ مین ایک مشعل جلتی ہے شعلہ نکلتا ہے جسوقت شاہزادہ قریب در پہونچا اوس
پتلی نے جسکے ہاتھ مین روئی تھی پکار کر کہا کہ وہ طلسم کشا آیا ساحرہ نے سبو سے لیکر پانی کا چھینٹا اوس پتلی
کی منہ پر دیا دیکھا وہ روئی ہاتھ سے چھوٹکر ابر کی شکل پر تیار ہو کر برسنے ہوا اور مشعل اور پتلی کے منہ اور ناک
سے پانی جاری ہوا اور اوس ابر سے بھی بارش ہونے لگی یہانتک کہ وہ صحرا تمام دریا ہو گیا شاہزادے نے
لوح کو دیکھا معلوم ہوا کہ جو سامنے پتلی کھڑی ہے جیسے ہی وہ کہی طلسم کشا آیا ویسی ہی دہن پر تیر لگانا اور
پتلی گر جائیگی پانی نہ برسیگا اور اگر پانی برسنے لگے تو سامنے ایک درخت لگا ہے اوسکا پتا توڑکر پانین ڈالنا وہ
کشتی بنکر طیار ہو گا اوسپر سوار ہو کر تیرا رنا مگر جب وہ پتلی گری گی اوسوقت وہ ساحرہ بھاگے گی اور دریا

موقوف ہوجائیگا فورًا دوسری پتلی پر تیر مارنا ایسا ہو جو تو غفلت کرے اور ابکی مرتبہ آگ برسنی لگے یہ معلوم کرکے شاہزادے نے پتا درخت کا توڑکر پانی مین ڈالا وہ بشکل زورق طیار ہوا شہزادہ اوسپر سوار ہوا پانی نے اسقدر طغیانی کی اور بلند ہوا کہ درکے بلندی کی برابر پہونچا شہزادے نے تیز کمان مین پیوستہ کرکے اوس پتلی کے دہن پر لگایا قدرت قادر توانا سے منہ پر پڑا کہ گدی کے پار گذرا پتلی پانی مین گری وہ دریا اور کشتی غائب ہوئی اب یہ معلوم ہوا کہ شہزادیکو زمین پر کھڑا ہون اور دوسری پتلی نے دستک دی اور کہا وہ فاتح طلسم کھڑا ہے شہزادے نے جیسے ہی اوسکو آواز دیتے سنا فورًا تیر قضا ناک کرکے لگایا اسکی بھی دہن پر پڑا کہ پتلی زمین پر گری وہ دونو ساحرہ ترسول پکڑ کر شہزادے پر دوڑین اوسوقت شاہزادے نے تیغہ کھینچکر اور ہر دو کو ہلاک کیا پھر درین داخل ہوا وہان کسیکو نپایا آگے بڑھا جب کئی کوس راستہ طے کیا سامنے درسوم نظر آیا مگر دیکھا تو از زمین تا بر زمین وہ وہان بھرا ہے اور کچھ معلوم نہین ہوتا ہے شہزادے نے لوح مین معلوم کیا کہ دہے کی بائین جانب جانا ایک مار ملیگا اوسمین سے دھوان نکلتا ہوگا اوسمین کود پڑنا ایک صحرا مین گذر ہوگا وہان ایک ساحر سحر خوانی مین مشغول ہے اوسکو قتل کرنا پھر تو درسوم مین پہونچیگا وہان کا دھوان اور سحر برطرف پائیگا غرض موافق تحریر لوح بائین جانب کا شاہزادے نے راستہ لیا دیکھا تو غار تاریک سنونہ چاہ بابل وسط صحرا مین ہے اوسمین سے دھوان نکلتا ہے یہ اوسکے دہن پر آکے بیجا یا سیر منہ پر رکھکر کود پڑا غلطان پیچان جلا گیا تھوڑے عرصے مین ایک صحرا مین پہونچا دیکھا تو ایک سار جسکے سامنے آگ سلگتی ہے اور وہ ساحر بیٹھا پڑھ رہا ہے شہزادے نے تلوار کھینچ کر نعرہ کیا کہ او بیدین کب ہوسکتا ہے کہ میرے ہاتھ سے زندہ بچے اوسنے چاہا کہ سنبھلے شہزادے نے تلوار کا ہاتھ لگایا کہ اوسکا اسفل السافلین مین ٹھکانا ہوا جہنم کو روانہ ہوا وہ جگہ تمام تاریک ہوگئی تھوڑی دیر مین جب وہ تاریکی دور ہوئی شہزادے نے اپنے تئین اوس درسوم جہان دھوان ہوتا تھا کھڑا پایا اوسکو چھوڑکر آگے بڑھا جب کوس دو کوس راستہ

طے کیا دریا رو نظر آیا جب قریب اوسکے پہونچا دو ساحر پیدا ہوئی اور اونھون نے کچھ سحر پڑھا ہوا سرد ایسی چلی کہ شہزادے کی آنکھ بند ہونے لگی اور جی چاہا کہ یہین ٹھہر کر آرام کیجیے غافل ہو کر سو رہیے یہ سوچکر لوحکو دیکھا اس اثنا مین اون ساحرون نے دستک دی جمین ہاے طولانی اوس صحرا مین خود بخود پیدا ہوے اور شگوفے اون درختونکے چیخے اوسمین سے شرارے نکلے اور شہزادے کی جانب چلے یہان لوح کو جو شاہزادے نے دیکھا تھا تو یہ نکلا تھا کہ لوح کو اس گلشن مین پھینکدے قدرت خدا کا تماشا دیکھہ لے بموجب ہدایت اسے لوح کو چمنستان مین پھینکا ایک گرد و غبار پیدا ہوا کہ وہ چمن اور مع ساحر طبقے کا طبقہ اوڑگیا شاہزادے نے حافظ حقیقی کو یاد کیا تھوڑے عرصے مین دو شیر ساحرون کی زمین پر گرین اور لوحکو سامنے پڑا دیکھا لوح کو دوڑکر اوٹھالیا پھر اوس درسے نکلکر آگے بڑھا جب کچھ راہ طی کی دریچہ نظر آیا شہزادے نے لوح کو دیکھا معلوم ہوا کہ دریچہ کے آگے ایک درخت سوا گز کا لگا ہے ایک ساحر اوسکے قریب بیٹھا ہے جسوقت وہان پہونچا فوراً اوس ساحر کو ہلاک کرنا اتنی مہلت نہ دیا کہ وہ اپنے دہن کا خون اوس درخت مین ڈالدے یہ معلوم کرکے جب شاہزادہ قریب در پہونچا دیکھا تو زیر درخت ساحر بیٹھا ہے چاہا کہ دوڑکر اوس سے لپٹ جاون کسیطرح مہلت نہ دون مگر جب اوس ساحر نے شاہزادے کو آتے دیکھا جلدی سے کارد تیز سے زبان اپنی چھید کر خون نکالا اور درخت پر ڈالا شاہزادہ ہر چند لپکا مگر وہ ساحر باز رہا اور درخت پر جب خون پڑا شہزادے نے گھبراکر لوح کو دیکھا کسلیے کہ لوح نے ممانعت کی تھی کہ خون درخت پر نہ پڑنے پاے یہان خلاف حکم لوح ہوا بہت خراب جو دیکھا معلوم ہوا کہ بہت برا ہوا اسکا ثمر اچھا نہو گا نخل حیات پر باد سموم خزان آفت زا چلی گی جان بچنا مشکل ہوگی اس سے بہتر ہے کہ جہان تک ہوسکے اسطرح کہ جیسے باد تند سے بچا اور اڑتا ہے تا پاے داری بگریز مگر دست راست کی طرف بھاگ کر جانا ایک گنبد سبز رنگ بنا ہوا ملیگا اوسمین لوح طلسمی لگانا فلک اخضر اگر تجھہ سبز بخت کا یار ہے اگر تو طلسم کا فاتح ہے تو خدا مددگار ہے دروازہ

کھل جائیگا اندر آنا چادر خاک قبر سامری و جمشید سے بھری وہان رکھی ہے اوسے لے لینا اور پھر درنجم
پر آنا اوس درخت کو جو سواگر کا سابق مین دیکھا تھا اب اوسنے تمام صحرا کو گھیر لیا ہوگا اسقدر بلند اور
بڑھگیا ہوگا اور اوسمین پھل بطور آئینے کے لگے ہونگے اور نصف چہرے انسانون کے جیسے آئینے مین
تصویرین لگنے مین معلوم ہوتی ہون گی اگر تو اوسکو دیکھیگا حیرت مین اگر از خود رفتہ ہوجائیگا اپنا آپ
گلا کاٹ ڈالیگا شہزادہ یہ معلوم کرکے بے تحاشا دست راست کی جانب بڑھا جلد جلد قریب گنبد سبز پہنچ
لوح کو چھوا یا قدرت خدا دروازہ کھل گیا شہزادہ اندر آیا دیکھا تو ایک جادر فولادی مگر اسقدر
باریک کہ تو بر تو پیچیدہ ہے اوسمین کچھ خاک بھری ہے گنبد کے ایکسمت کو رکھی ہے شہزادے نے چاہا
کہ مدد بوتراب سے اوسپر قبضہ کرے خاک منہ مین دشمن کے ڈالکر لب گور ہو بچادے عرض اسنے وہ چادر
اوٹھائی چاروں گوشے سے گنبد کے آواز آئی کہ اے طلسم کشا یہ امانت کے طور تجھے عنایت ہوئی ہے
چاہیے کہ بہت پلہ اور طول نہ کھینچے جلد لاکر یہان رکھدینا اسنے جواب دیا کہ ایسا ہی ہوگا قطع کلام چادر
لیکر بیرون گنبد آیا اوس درخت نے ایسی بزرگی پائی تھی کہ سر بر سایہ فگن دیکھا اور آئینے اوسمین بجائے
ثمر کے نصب تھے اس حیرتناک نے لوح کو معائنہ کیا صاف روشن ہوا کہ مشت خاک چادر جمشید برباد دے
یعنی اولاد دی یہ درخت خزان رسیدہ ہوگا اوس ساحر کا نخل ہستی قطع ہوگا ثمر مراد سے دامن امید
تیرا پر ہوگا غرض شاہزادے نے تھوڑی خاک اوسطرف اوڑائی اوس شجر آئینہ دار پر کدورت اور گرد
یا مالی پڑی باسطرح کی آندھی آئی کہ وہ درخت بیخ و بن سے اوکھڑ کر ہوا ہوا اور وہ سانپ سے جو سوار
کھڑا تھا اوسکے دہن سے خون اتنا بہا کہ تڑپ کر ہلاک ہوا وہ صحرا تمام گرد ہوگیا دیرہ صاف نظر
آیا شاہزادہ اندر چلا دیکھا یہ مقام بالکل سنسان ہے انسان ہے نہ حیوان ہے یہ آگے بڑھا
جب تھوڑا راستہ طے کیا در ششم نظر آیا اس ششدر رہ نے لوح کو دیکھا اوسمین لکھا کہ اے
سیار گلشن عجائبات درہ کو چھوڑ کر شمال کی جانب جانا ایک گلشن نگارین ملیگا وہان پہنچکر

وسط چمن مین بیٹھکر عمل خوانی کرنا ایک شاخ اون درختون کی آپ سے آپ کٹ کر تیرے پاس آئیگی
اوسے لیکر درے مین داخل ہونا وہ شاخ نیا شگوفہ نکلائیگی اوسکو بھی کاٹکر تیسری بہت کام آئیگی شاہزادہ جانب شمال
چلا فی الواقع ایک گلشن ملا شاہزادے وسط مین اگر عمل پڑھنا شروع کیا کہ یکایک شاخ اوس چمن
مین جو درخت سب سے بڑا تھا اوسمین سے کٹ کر جدا ہوئی اور شاہزادے کے قریب آئی اوسنے
اوسے اوٹھالیا اور درے کی جانب چلا جب قریب در آیا دیکھا تو کچھ ساحر کھنڈے اور ناقوس بجانے لگے
اور بیچ درمین ایک صندوق لٹکتا دیکھا اوسکے گرد سات ستارے مثل سبعہ سیارہ سپہر کے پھرتے
تھے یہ کوکب شش جہت افروز جہانداری و نیرنگی و کامگاری یہ معاملہ دیکھکر چکرمین آیا مگر ہمت
ستارہ طالع سے قدم ہمت اس سپہر وقار نے آگے بڑھایا جب درے کے بیچ مین پہونچا اون ساحرون
قریب صندوق اگر سجدہ کیا اور عرض کیا طلسم کشا آیا ہے اوس صندوق سے آواز طرح طرح کے
راگ اور باجون کی آنے لگی اور مثل بیت شہاب کچھ شعلے نکلے اور اس آتش خوشعلہ مزاج کی طرف لپکے
شہزادے نے لوح کو دیکھا اوسنے ہدایت کی کہ شاخ کو صندوق پر مار دیکھ تو کیا ہوتا ہے شاہزادے
نے دوڑکر شاخ صندوق سے ماری دیکھا تو یکایک عزابی آئی اور ستارے گرد چکر کھانے لگے آوازین
دردناک آنے لگین اور صندوق زمین پر گرا اور ستارے سب شعشہ درمین نصب ہو گئے شہزادے نے
لوح کو دیکھا اوسمین لکھا کہ لوح کو منہ پر رکھکر صندوق کے بیچ مین کھڑا ہو شہزادہ جب قریب آیا
اوسمین سے شعلے نکلے اسنے لوح منہ پر رکھکر جست کی اور درمیان صندوق کے کھڑا ہوا وہ شعلے
گرد چکر کرنے لگے اور وہ گنجینہ طلسم صندوق کے بیچ مین جب کھڑا ہوا ایک ہنگامۂ نشور برپا ہوا اور
ہر طرف سے کسی نے قرنا کو دم دیا بڑے بڑے نقارون کی آواز آئی اور صندوق بلند ہوا جب
چھت کے نزدیک وہ صندوق آیا ایک ستارہ اوسمین آفتاب کیطرح روشن لگا تھا اوس
ستارے مین دروازہ پیدا ہوا اور صندوق اوسمین چلا وہان اسطرحکی گرمی اور حرارت ظاہر تھی

کہ یہ شمس سپہر شجاعت بت گھبرایا مگر لوح اور تحفے طلسم کے پاس تھے جلنے سے محفوظ رہا مگر افراط حرارت سے
بیہوش ہوکر مثل مردے کے ہوگیا تھوڑے عرصے مین آنکھ کھلی دیکھا تو آتش فساد فرو ہے لیکن ایک
گنبد سیاہ مثل برج زحل ہے اوسمین مین سینچر کیطرح پھر رہا ہون غور کیا تو مین نہین ہون چکر مین ہون
بلکہ گنبد کو گردش ہے اس سیار عجائبات نے داور دادار کے اور صاحب ثبات و قرار حقیقی کے فضل و کرم
کے بھروسے قدم آگے بڑھایا دیکھا تو اوس گنبد مین ایک پردہ پڑا ہے شہزادے نے بڑھکر اوسکو
مثل پردہ شب اولٹ دیا مانند روز روشن اپنے تئین ظاہر کیا اندر پردے کے ایک تاجدار کو تخت
نکبت پر رونق افروز نحوست پایا یہ اوسکی جان کا وبال ہوا وہ تاجدار حضیض نکبت کو اپنا شرف سمجھا
بے اختیار پکار کر کا رفتہ دوران ادھا یا کہ کوئی حاضر ہے دیکھو یہ کسکا طالع وارنگون ستارہ اوج عزت
سے وبال نحوست مین عجا کون بے ادب گستاخانہ یہان آکر گوش مین پڑا ثابت کرو اور گرفتار کرلاؤ
شہزادہ ماہ اوج کمال نے دیکھا کہ جب اسنے پکارا کچھ منظر اور دیکھا اوس گنبد سے ظاہر ہوئے اوسمین
سے کچھ آدمی تین آنکھ کے دیو بلکہ دلیر نکلے کہ ایک آنکھ اونکی پیشانی پر مانند ستارہ کے تھی اور سیاہ و بھیانک رنگ تھے
مثل موکلان جہنم تھون مین لیے شہزادے کیطرف چشم بد دور دوڑے تاکہ چشم زخم شہزادے پر پہونچی
کریہ دیو دوانستہ کہ چوٹ کھاتا تیغے پر ہاتھ ڈالا پھر سو جالہ لوح کو دیکھا لوح قصہ کوتاہ لوحکو دیکھکر
ثابت ہوا کہ ان ستارہ چشمون سے لڑنے مین سر پر ہوگا ہاتھ یا ون تھکانا ہے لازم ہے کہ سر دست
تاجدار کے تخت کے پاس پہونچکر تخت کے برابر اس رخنہ پرداز کے دہنہ نقب ہے بجلدی تمام اوسمین
در آئا پھر چند یہ ستارہ چشم تعقب کرین نہ گھبرانا وہان پہونچکر زینہ تجھے ملیگا اوسپر سے اوتر کر آگے بڑھنا
پھر لوحکو دیکھنا یہ دیکھکر شہزادہ جست و خیز کرکے قریب تخت اوس برگشتہ تخت کے پہونچا اوس
تاجدار نے للکارا کہ او طلسم کشا کہان جاتا ہے ٹھہر مگر یہ بے تامل دہنۂ نقب مین چلا گیا اور سیڑھیون
زینے کی ملے کرکے جب پستی مین آیا ایک صحرا اسکو نظر پڑا لوحکو اس دل اوجاڑ نے دیکھا اوسنے

یون خیال مثایا کہ بہت جلد اس وادی طلسم کو طے کر عقب مین تیرے وہی ساحر تخت نشین
کہ ستارہ جادو اوسکا نام ہے آتا ہے جہان پر تجکو ایک چشمہ ملے وہان وضو کی لگی بجھانا ٹھنڈے ٹھنڈے
اوس چشمے مین چلا جانا درمیان چشمے کے ایک مقام خشک ملیگا وہان زمین جنبر سے کاوش کر کے
دیکھنا ہر چند کوئی سوکھی سنائی نہ کھیرانا بے تامل دو شیشے رکھے ہونگے اونھین لے لینا ایک مین
آب سرخ رنگ اور ایک مین سبز رنگ ہوگا بس وہانسے نکل آنا اور پھر لوح کو دیکھنا جو مضمون
پہلے اوسپر عمل کرنا ذرا نہ خلل کرنا شہزادے نے بموجب حکم لوح جلدی جلدی قدم اوٹھایا ناگاہ ایک
چشمہ نظر آیا مگر پانی اوسکا سیاہ تھا شہزادہ بجلدی تمام اوسمین کود پڑا اور شناوری کر کے مقام خشک
پر پہونچکر خنجر سے زمین کو کاوش کیا جب دو ہاتھ زمین آب خنجر سے تر ہوئی دو شیشے اب سرخ اور
سبز کے برآمد ہوئے اسنے اوسے گوہر مدعا جانکر لیا اور وہان سے باہر آیا ہنوز آگے نہ بڑھا تھا کہ سامنے
سے وہی ساحر خاک اوڑاتا پیدا ہوا اس تزاوت بخش چشمہ چشم بادیہ طلسمات نے لوح کو دیکھا معلوم ہوا
کہ سامنے نگاہ کر ایک قصر ملیگا اوسمین جانا اوسے اپنے لیے بسم اللہ کا گنبد بنانا سیاہ جادو سے لڑنا قتل
ہوگا یہ گھبراکر آگے بڑھا قصر معلوم ہوا جب اندر آیا فوراً وہ ساحر بھی اسکے ساتھ آیا شہزادے نے
لوح کو دیکھا معلوم ہوا کہ آب سرخ کا پانی منہ پر اس ساحر کے چھڑک دے اسنے پانی شیشے سے لیکر منہ پر
چھینٹا دیا دیکھا تو وہ ساحر مثل مردہ صد سالہ کے زمین پر گرا اسنے بڑھکر ایک ہاتھ تلوار کا لگایا کہ
دو ٹکڑے ہوئے زمانہ تاریک صحرا پر غبار ہوا یہ اوس ہنگامے سے جب فارغ ہوا دیکھا کہ بہت سے
ستارہ چشم ساحر شاہزادے پر دوڑے اسنے پانیکے چھینٹے سے سبکو ہلاک کیا چاہ ضلالت مین سب
غرق ہوئے مرکر زمین پر گرے اب وہ قصر اور گنبد سب غائب ہوگیا اوسی دم مین جہان صندوق مین
چڑھا تھا اپنے تئین شہزادے نے کھڑا پایا وہان کوئی آدمی اور وہ صندوق نہ نظر آیا اور وہ سبعہ سیارہ
مثل سفال اور سنگریزون کے بے رونق اور ماند ہوکر گر پڑے تھے شہزادہ جب آگے بڑھا لوح کو دیکھا

معلوم ہوا کہ دہشتم اکے ملیگا جب ایک کوس فاصلہ باقی رہے اس عمل کو پڑھنا بانیان طلسم نے
اس در مین گنج شایگان اور بارگاہ اور تحفے طلسم کے رکھے ہین اور اوسکی حفاظت کو سیاہ ہیشمار اور
ایک لاکھ شتر ہزار سوار جرار مقرر کیے ہین اور معززان طلسم یہین تشریف رکھتے ہین جب وہ عمل تمام
ہوگا وہ سب معزز مع سامان اور تخت اور تاج طلسم اور مرکب اور سیاہ اور اعزا بہ زر سرخ اور سفید
اور علم اژدہا پیکر نشان فوج کا اور تمام سامان شاہانہ حیثملوکانہ اسباب تزک وغیرہ ہمراہ لائینگے اور
تاج تجکو پہنائینگے اگر تو فاتح طلسم ہے سرپر درست آئیگا پھر وہ تخت پر تجھائینگے اطاعت مین گردن
جھکائینگے شہزادہ یہ معلوم کرکے آگے بڑھا جب دہ قریب رہا شہزادے نے بیٹھکر عمل پڑھنا شروع
کیا جب وہ ختم ہوا دیکھا تو دہے کی جانب سے گرد اوڑی اور دل گردسے آگے آگے کچھ علم اور ہاتھیون
پر سوار علمون کے پھریرے کھلے ہاتھیون کی مستک پر آئینے نصب ہین پیدا ہوئی اونکے بعد کچھ شتر
اور فیل خیر نقارے کی جوڑیان سیمین اور طلائی رکھی ہوئی ہین آتی ہین پھر ایک لاکھ سواران جرار زرہ ہائے
یاقوت نگار پہنے مسلح و مکمل خلعت پوش ظاہر ہوئے اور آگے فوج کے ایک علم اژدہا پیکر اوسکے سایہ
مین ایک مرکب خوش رفتار کہ ؎ نہ لولو تنے بلکہ لولو سمے ؎ دوندہ چولولو برابر یشمے ؎ آتا ہے اور
بعد اوسکے ایک تخت مرصع کار اوسپر ایک تاج جواہر نگار رکھا ہے اوسکے پائے کو کچھ لوگ عماے سر و بر
باندھے جنکی داڑھیان بڑی بڑی ہین تھامے ہوئے آتے ہین اور پیچھے اونکے سے ایک بل چلا ہے
اور شتر اور قاطرون پر ایک بارگاہ لدی ہوئی کہ جسمین سات سو ستون ہر ایک جواہر سے مکلل
اور کئی لاکھ شتر اور گردون پر زر سرخ و سفید بار کیا ہوا اور باجے رزمی بجتے ہوئے تو بخانہ اور سامان
جنگی شاہزادے کے قریب لائے اور وہ معززان طلسم پایہ تخت کو چھوڑ کر قریب آئے اور تاج اوٹھاکر
سر شاہزادے کے رکھا قدرت خدا سے سر انور پر درست اور ٹھیک آیا اونھون نے شاہزادے سے
معانقہ کیا اور کہا آپ کو مبارک ہو فتح طلسم آپ ہی کے نام پر ہے خونخوار دو مالک طلسم کا

توہی قاتل ہے انشا اللہ کچھہ دن مین یہ طلسم باطل ہے یہ کہکر مشیران سلطنت تخت عاج لائے شاہزادے
کو تخت پر بٹھایا اور شادیانہ بجانے بڑے جاہ وحشم سے داخل درکیا اوس درمین شہزادے نے
ایک مکان دیکھا کہ یقین ہے ایک چھوٹے سے ملک کے برابر ہوگا اوسمین ایک تخت گاہ بنا تھا تخت
جسپر شاہزادے کو سوار کیا تھا لاکر وہین بچھایا اہالیان دربار نذرین لیکر حاضر ہوئی اور عرض کیا ابکی دہند
پر مالک طلسم سے یعنے ساتوین درجے مین جو بادشاہ ہے خونخوار جادو نام اوس سے مقابلہ ہوگا لیکن
آپ بیشک فاتح طلسم ہین یقین ہے کہ وہ بھی مارا جائیگا قصہ کوتاہ وہ سب سامان وغیرہ اپنے
ہمراہ لیکر شہزادہ وہانسے روانہ ہوا وہ جو مغز اور شریف طلسم تھے اونکو حاکم وہانکا بنایا پھر آپ حکم دیا کہ بارگاہ تخت
روانہ ہو اور لشکر کو ترغیب کرکے غرض بڑے تجمل وشان سے طرف درجہ ہفتم کے چلا بعد قطع مسافت دور دراز
وہی سیل نظر آیا شہزادے نے نوج کو دیکھا معلوم دیا کہ درجہ ہفتم مین تنہا جل جس پروردگار نے
یہانتک منظفر ومنصور کرکے تجھے پہونچایا ہے وہی وہان بھی فتحیاب فرمائیگا شاہزادے نے
افسران فوج کو بلاکر کہا کہ چھہ درجہ میں تنہا تسخیر کیے غیرت شجاعت مقتضی نہین ہے کہ ساتوین درجے مین
فوج ولشکر لیجاؤن لازم ہے کہ اسے بھی تنہا فتح کرون سبھون نے عرض کی کہ اے بادشاہ مجاہدہ درجہ
ایسا نہین ہے کہ آپ تنہا جائین اور فتح کرکے چلے آئین بلکہ چھہ درجے ملکر ہرین جب بھی فتح نکر سکین
دیکھیے وہ بادشاہ سب درجون کا مالک تھا چھہ درجے تسخیر ہوئے لیکن وہ اپنے مقام پر ثابت رہا
چاہتا تو کچھ اعانت حاکمان درجہ ہاے مذکورہ کی کرکے آپ کے انسداد مین کدو کوشش کرتا مگر شاید یہ
سمجھا کہ مین اپنے درجے پر طلسم کشا کو قید کرلونگا شہزادے نے کہا یہ سب سچ ہے مگر مین اکیلا ہی جاؤنگا
البتہ یار رہے وہ کیا نامہ لکھا رہے یہ فرماکر ایک نامہ بنام ملکہ نوبہار زمردقبا لکھا کہ اے ملکہ عالم تمہارے پاس
گنج طلسم اور اسباب سلطنت روانہ کرتا ہون چاہیے کہ اسکو حفاظت سے رکھنا اور مین داخل درجہ
ہفتم ہوتا ہون لازم ہے کہ دعاے خیر کرنا اور اس نامہ خیریت شمامہ کو کل حاکمون پاس درجہ ہاے

طلسم کے روانہ کرنا تاکہ خیریت سے میری مطلع ہون باقی والسلام نامہ تمام یہ نامہ اوس فوج کے
افسرون کو دیکر کہا کہ تم یاس ملکہ نوبہار زمرد قبا کے جاؤ لشکر تو اوسطرف روانہ ہوا اور شہزادہ درہفتم
کے قریب آیا لوح کو دیکھا معلوم ہوا کہ درجے کے دروازے سے چلنے مین بہت راہ طے کرنی ہوگی
لیکن سامنے ایک درخت چنار لگا ہے اوسمین لوح کو چلکر چھوادے اوسمین دروازہ پیدا ہوگا درخت
شق ہوجائیگا اوس راہ سے درجے مین جانا کچھ وسواس دل مین نہ لانا شہزادہ یہ معلوم کرکے اور
درخت کے قریب پہونچا لوح کو درخت سے لگایا اوسمین دروازہ پیدا ہوا شہزادہ بسم اللہ کہکے اندر آیا
پھر درحصار پر تو پین چلین کسی نے شور وغل مچایا

بیان درجۂ ہشتم جانا شہزادے کا اور پہونچنا ایک قصر اور باغ پر بہار مین اور
دھوکا کھانا تصویر پر ملکہ لالان لال پوش پر اور گرفتار ہوکر جانا سامنے خونخوار
جادو کے اوسکا حکم قتل دینا چھوڑانا ذوفنون جادو کا اور لیجانا پاس
مصور جادو کے شہزادے کو پھر لڑائی خونخوار جادو سے اور شعبدہ بازی
مصور سے فتحیاب ہونا شہزادے کا اور شکست ہونا کل طلسم کا پھر آنا
سب حاکمان درجہ ہائے طلسم کا اور پھر ناشہزادے کا طرف ملک معشوق
یعنے ملکہ خورشید جمال کے + مؤلف

بہت ممنون ہون تیرا مین ساقی	بیان درجۂ ہفتم ہے باقی +
پلادے مے مجھے سہ آتشہ اب	کہ حاصل دلکے ہون دو چار مطلب
ہے رشک جام مہ اب جام تیرا	نمکین ہو نور مضمون خط سے پیدا
ہوئی ہے دخت رز کی تاک تلکو	بہت پاتا ہون کچھ چالاک دل کو
سمند کلک کی پھیرون عنان مین	کرون تحریر رزمی داستان مین

قلم کچھہ نشتر فصاد اب ہے ۔ اسی سے خونفشانی کا سبب ہے
یہ شمشیر قلم یون خونفشان ہے ۔ دیار نثر مین یون حکمران ہے
در مفتم مین شہزادہ جب آیا ۔ تو ایک صحرا وہان سرسبز پایا
بھرا گلشن عروسان چمن سے ۔ بسے غنچے تھے سب بوے سمن سے
بہت تھے اوسجگہ مرغ خوش الحان ۔ برنگ بلبل گویا غزل خوان

یہانسے عندلیب قلم یون نواسنج ہے اور صریر کلک لحن دلکش فسانہ سے دافع رنج ہے کہ اوس صحرا مین جہان ریاحین وگلہاے نسترن ونسرین خیابان خیابان تھے رشک گلزار جنان تھے نہرین ہر جانب جاری پہاڑون پر کبک دری کے قہقہے عجائب طرح کے چہچہے عجیب صحراے طلسمات تھا کہ کہین باتر ہوتی تھی ابر گھر اتھا اور کسی جا چشمہ آفتاب لہرین لے رہا تھا شہزادہ بادیہ پیماے طلسمات اوس دشت مین قدم زن تھا کہ سامنے سے ایک قصر رفیع اس شکوہ کو معلوم ہوا جب بر محل یہ قریب پہونچا بقوت بازو دروازہ اوسکا کھولکر اندر آیا وہ قصر بالکل ویران تھا وہان انسان تھا نہ حیوان تھا لیکن مثل عروس شب اول کے آراستہ تھا بہت سجاوٹ تھی نہایت پیراستہ تھا صحن مکان مین ایک باغ نہایت پرتکلف اور بہار افزا لگا تھا درختونسے ہر اپھرا تھا رنگ رنگ کے گل شگفتہ اور شاداب غنچہ دلکو کھلاتے تھے اور اوس مکانین طرح طرح کی چیزین دلایتی چینی فرانسیسی نور کے سانچے کی بنی ہوئین اپنے اپنے موقع پر رکھی تھین اور چرپان ہزار رنگ کی شاخون پر نواسنجیان کر رہی تھین درختون پر پھول دار جال رشک گلدام پڑے تھے آئینے مکانین دیوارون پر جڑے تھے یہ مکین کاشانہ عجائب اس کمرے سے دوسرے کمرے مین جاتا تھا اور تماشا صنعت تازہ اور ایشاے نادرہ ونفیس کا کرتا تھا آخر خرامان خرامان اسقدر مکانونمین پھرا کہ تھک کر ایک مکان مین بیٹھ گیا اور نظارہ عروس چمن کا بچشم تماشابین کرنے لگا عجب سیر ملاحظہ کی کہ فوارے باغ کے نہرون سے جاری اور چھوٹتی

تھے اور بلبل اونکا فرش سنگ مرمر پر گرتا تھا اور جب وہ ہلتے ڈھلکتا تھا ہزار ہا تمکے موتیون اور الماس
کے نظر آتے تھے نئی بہار اور لطف تازہ دکھاتے تھے شہزادہ چشمہ چشم سے تراوت بخش باغ و بہار
تھا تماشا کن لالہ زار تھا کہ ناگاہ صدائے حزین اور نالہ غمگین کی آواز سماع ہوئی ہر طرف شہزادے
نے مثل طبیعت معشوق نگاہ پھیری اور تلاش کیا کہ یہ صدا کسطرف سے آتی ہے یہ کون
عورت ہے جو روتی ہے بلبلاتی ہے مگر معلوم نہ یا شہزادہ ہر طرف اوٹھکر جو یا ہوا اونکان
کے داہنے جانب ایک دروازہ اور لگا تھا جب یہ اوسطرف آیا تو وہ آواز کسی اپنے درد کی پائی
طبیعت سخت گھبرائی یعنے جیسے ملکہ لالان لال پوش گریہ و بکا مین مصروف ہے رنج والم
سے مالوف ہے اور شکایت فلک کجرفتار کر رہی ہے اور کہتی ہے کہ اے گردون غدار ستم شعار
تو کیون ایسا دشمن ہوا ہے کہ اس عذاب سخت مین تو نے مجکو گرفتار بلا کیا ہے افسوس کہ محبت
طلسم کشا مین آبرو اور جان برباد گئی مگر اوسکی شکل دم مرگ بھی نظر نہ آئی شہزادے نے سنا
کہ جب ملکہ نے یہ آہ و فغان کیا کسی نے نازیانہ لگایا اور کہا او بیحیا مجھسے وصل کا انکار ہے اور طلسم کشا
سے ایسا دار و مدار ہے اسطرح سے تجھے قتل کرونگا کہ ماہیان دریا اور مرغان ہوا تیرے حال
زار پر روئین گے اور مجکو رحم نہ آئیگا مردمان دنیا تجھے دیکھکر منہ آنسو ونسے دھوئین گے شہزادے
نے یہ جو سنا گھبرا کر دروازہ جھٹ پٹ کھولنا مین نظر کرون کہ یہ آواز کلیچ مین سوراخ کرتی
ہے کسکی ہے جب دروازہ کھولا ایک اور مختصر سا باغ پر از گل و ثمر ملا اوسکو طے کیا دیکھا
تو ایک گنبد سیاہ باغ کے بیچ مین بنا ہے اوسمین سے یہ آواز پیدا ہے شاہزادہ گنبد کے
چار طرف پھرا پشت پر دروازہ ملا مگر مقفل تھا یہ فاتح باب طلسم سد باب ہوا مختصر یہ کہ
قفل چھڑ سے کھول ڈالا راز پوشیدہ آشکار ہوا کہ فی الحقیقت ملکہ لالان لال پوش سر
سے پانک لباس خونین جسم پر آراستہ کیے ہے یعنے تمام تن زخم مین چور چور ہے نہایت

مجبور ہے گو گریبان گیر خاک ہے مگر دامن عصمت آلودہ بغیر فسق نہین ہونے دیتی اور ایک ساحر
کرسی زرین پر سامنے بیٹھا ہو ملکہ پر ظلم کرتا ہے قتل کرنے پر دھمکاتا ہے اوس سے وصل کرنا چاہتا ہے وہ گل
اندام اس جور سے تڑپتی ہے بلبلاتی ہے اشک خونین بہاتی ہے شہزادے کو اس تکلیف کی ملکہ
کے تاب نہ لائی طبیعت رحم پسند قابو مین نہ رہی بڑھتا قدم اگر کو بڑھایا اوس روسیاہ کو للکارا نعرۂ شیرانہ
اوس ضیغم بیشۂ شجاعت نے بلند کیا کہ اوستم شعار دست خود رانگہدار سر دست تیرا کلہ شکن آپہونچا
کیون اسقدر لاف وگزاف کرتا ہے جب شاہزادے نے نعرہ کیا اوس کافر بیدین نے ڈاٹا کہ او اجل
گرفتہ کیون قضا تیری کشان کشان یہان لائی ہے طبیعت شاید جینے سے گھبرائی ہے جا میرا بخت
برگشتہ اپنے کے پھر جا شہزادے کو اس گفتگوے تلخ سے اور زیادہ تر شروئی حاصل ہوئی آتش
غصہ وغضب مشتعل ہوئی تلوار کھینچکر دوڑا دیکھا تو وہ ساحر بجاستہ خاطر ہو کر اوٹھا اور گود مین ملکہ کو
لیکر ایک نقب اوس گنبد مین تھی اوسمین کود پڑا جب وہ زندہ درگور ہوا شہزادہ بھی عقب
مین اوس فراری کے قرار نکر کے اوسی نقب مین کود پڑا جب وہ اوج وہ خاکساران دشمن
پست ہمت کے بدولت زمین پر پہونچا دیکھا ایک باغ اور یہان بنا ہے پر از گل وشگوفہ ہے اور باغ کے
بیچ مین ایک چبوترہ پتھر کا بنا ہے اوسپر ایک کرسی پر زر بچھی ہے اوس کرسی پر ایک پتلی بٹھا رکھی
رکھی ہے اوس پتلی کے پیچھے وہی ساحر سنگدل باغی کھڑا ہے اور ملکہ لالان کو مار کر سامنے لا
ڈالدیا ہے ملکہ کا سر وتن جدا ہے بستر عدم پر خواب مرگ مین آسودہ ہے یہ دیکھکر خون آنکھون مین
شہزادے کے اوتر آیا دنیا اندھیر ہو گئی دل پاش پاش ہوا خنجر غم سینہ پر لگا دشنہ ستم سے کلیجہ
فگار ہوا لاش سے دور ہو کر ملکہ کی لپٹ گیا اور اشک حسرت فرط رنج و محنت سے بہانے لگا
اپیات برستے اشک تھے ابر مژہ سے چشمہ رین گئے آنکھون کے پردے سے نہ اوٹھ سکتا تھا وہ
فرش زمین سے بھفتا اپنے دل اندوہگین سے اسے رنج مین یہ خیال آیا کہ اوس

قصاب طبیعت سے جسنے ملکہ کو مجروح بدن کیا بیقصور ذبح کرڈالا قصاص لون پھر آنکر ملکہ کی لاش
پر رونون بیٹون پر سوچ کر غصے جن اوسکی طرف چلا دیکھا تو وہ سیاہ قلب زرد رو اوس تصویر سنگین
کے پس پشت کھڑا ہنستا ہے شعلہ غضب شہزادے کا بھڑکا دل تو جلا تھا اوس کمبخت کی طرف شمل برق
پھینکا دیکھا تو اوس تصویر نے رونا شروع کیا اور ایک گلدستہ اوسکے ہاتھ مین تھا اوسکو شاہزادے
کی طرف پھینک کر مارا اور آپ پکی سے تین بار ہاتھ پر ہاتھ مار کر افسوس پکاری ایک شور نشور
قیامت برپا ہوا اور وہ تپلی فساد کی جڑ معہ کرسی کے زمین مین غرق ہوگئی اب بیخ وبنیاد کا بھی پتا
نہ لگا کہ کدھر گئی اور وہ ساحر خزان رسیدہ غم زخم کا طلبگار ہوکر تلوار پکڑ کر شاہزادے کے سامنے آیا
شاہزادے نے غصے مین اگر اسطرح کی تلوار شمل برق چمک کر لگائی کہ پہلے ہی وار مین دو کیا مگر
عجب سانحہ ہوا کہ ایک ساحر کے مرنے سے دو پیدا ہوئے آئینے کی طرح شاہزادہ حیران تھا جان جانے
کا سامان تھا بقول شخصے یک نشد دو شد چار ناچار جب دو کو مارا چار ہوئے جب چار کو مارا شش و پنج
سے اونکو بھی قتل کیا آٹھ ہوئی ہر چند کوشش کرتا تھا مگر عشر عشیر بھی اونسے کم نہوتے تھے اور جھکے
ہی جاتے تھے شہزادے نے پاؤن زمین مین گاڑ دیے چاہا اسی جا مرجائے نخل جسم پر گلہاے زخم
کھلے تھے مگر وہ نونہال سلطنت جنگ مین ذرا نہ قصور کرتا تھا ہر ایک کو مجبور کرتا تھا آنکھین بند تھین
منہ مین کف تھا شمشیر برکف تھا ہر طرف وہ صف شکن تلوار مارتا پھرتا تھا آخر کار لڑتے لڑتے بہ
مشیت خداوند قہار یعنے ایک کی دو اور دو کی دو ہوا چار ایک سر بریدہ پر پاؤن شہزادے کا پڑا
دست و پا چھوڑ کر زمین پر گرا ساحر ہاتھون ہاتھ ٹوٹ پڑے سر دست گرفتار کر لیا اور لوح و نقش
زر دستی چھین لیا کوئی تبرک باقی نرہا شہزادہ فرط جراحت سے بیہوش تھا اون ساحرون
نے قید گران بار اس ذی تبار کو ہمہ تن بھنا کر باغیچے کے باہر لائے اور اعزا بے پرواہ کر پیچھے شہزادے
کی جب آنکھ کھلی اپنے تئین گرفتار دیکھا اور اوس صحرا مین جہان پہلے گذر ہوا تھا یا غصے مین

آگر لشکر مارا کہ اندازہ سہ سو جوڑی مرگاؤں کی لگی تھیں بھر گیا محافظ قید جو ہمراہ تھے سخت مثل
موکلان جہنم عقوبت دستگاہ تھے سنان نیزہ سے طعن کرتے تھے پھل برچھیوں کے چبھوتے
تھے بہزار خرابی وہ راہ طے کی ایک سواد شہر نظر آیا اور قلعہ مضبوط اور مستحکم بنا پایا یہ لوگ سعاعرابہ
اور قیدی کو اندر آئے دیکھا ایک شہر نہایت وسیع اور دلکشا آباد ہے رعیت دلشاد ہے جب قید
شاہزادی کی اندر شہر کے آئی تمام شہر میں رعایا نے دیکھنے کی دھوم مچائی غلغلہ ہوا کہ طلسم کشا کی قید
آئی ہر زن و مرد تماشائی ہوئی اور ہر یک نے انگشت نما کیا مگر شاہزادے کے حسن اور جوانی پر اور خوبصورت
اور صورت کو دیکھکر ہر یک نے رو دیا کوئی بولا آگر دون دون والفلاک سپہر بوقلمون کا یہی پیشہ
ہے ہمیشہ سے یہ جفا اندیشہ ہے دیکھو بڑے بڑے صاحب وقار شاہان روزگار کو تخت
سے اوتار کر تختہ تابوت پر سلایا تہ خاک کیا بیک گردش کج خرام ہلاک کیا کہ مشلث دارا سے
سرفراز سکندر سے سربلند ہوا بس نامور زیر زمین دفن کردہ اند کہ ہستیش بروی زمین یک نشان
نماند ہ اگر چشم خیال تماشا بین سے پردہ غفلت اوٹھا کر انسان دیکھے تو یہ زندانخانہ محن اور موضع
فتن قابل عشرت نہیں ہے بلکہ جاے عبرت ہے کہ کیسے کیسے سلاطین نامدار شہریار عالی تبار بجز
دو گز کفن کے اور کچھ اپنے ساتھ نہ لیگئے کہ رباعی ایدل تو درین جہان چرا بیخبری ہ روزانہ
شبان در طلب سیم وزری ہ سرمایہ عمر در جہان یک کفن ست ہ انہم بامیدی کہ بری یا نہ بری
تمام عمر فکر دولت کے بدولت غم و غصے میں بسر کی انجام کار گور کا بھی پتا نہ ملا فلک کوتہ بین مثل
طبیعت معشوق پھر گیا وہاں بھی ہڈیوں کا سرمہ ہو گیا کہ طوطیاے ظلمات بگوش اہل نہیم النظم

ہمنے دیکھا ہے تواریخ میں اے اہل نظر ہاتھ رکھے تھے سکندر نے کفن میں باہر
وجہ ہو اوسکی یہ ظاہر عقلا کے اوپر یعنی وہ کہتا تھا یہ دست تہی دکھلا کر
زادراہ ہیچ ندارم چہ تدبیر کنم سفر دور و دراز ست زبانجیرم

بلکہ اسی معنی کو کسی سخنور نے زیب گوش سامع در نظم سے فرمایا ہے **مخمس**

گئے اک روز گورستان جو ہم باخستہ حالی سے	مقابر جتنے دیکھے ہمنے خشتی پا نمالی تھے
یہ دو مصرعہ لکھے اوسجا بمضمون خیالی سے	مہیا گرچہ سب سامان ملکی اور مالی تھے
	سکندر جب گیا دنیا سے دونو ہاتھ خالی تھے

شاہ و گدا رند و پارسا سب اوسطرف تہیدست روانہ ہین پیرہن وہی کفن ہے نہ گدڑی فقیر کی نہ بادشاہ کی لباس ملوکانہ ہین نہ گور مین فقیر نے بوریا بچھایا: امیر نے قالین اور مسند کا فرش کرایا

نظم بادہ عیش زلب جسم کے مقدر مین نہین	خط باطل کے سوا کچھ بھی تو ساغر مین نہین
ہاتھ رکھے تھے سکندر نے کفن سے باہر	تا یہ سب دیکھین کہ کچھ دست سکندر مین نہین

دنیا مین کیا کیا عیش و فرحت کے سامان کرتے ہین کس کس طرح اس سرا بگاہ حباب آسا لفظ بر آب پر گوہر مراد پانے کے ارمان کرتے ہین اور راحت طلبی مین جسم کی نشست و شو مین اپنی آبرو بڑھانے کا لحاظ رہتا ہے لیکن یہ نہین جانتے کہ کیسے کیسے غنچہ دہن نسرین بدن سرو قد اس گلشن ہستی اور باغ عالم سے مانند غنچہ تنگ ہوکر صرصر اجل کے جھونکو نسے نامراد برگ خزان رسیدہ کیصورت پژمردہ اور فنا ہوگئے ؎

جو گل نہ کھلنے پائے تھے بھول اونکے ہوگئے	مسند سے دولھا اوٹھتی ہی تکیے مین سو گئے

لیکن صاحب تکبر کہ ہوائے دولت اور ثروت اونکے کاسۂ دماغ مین مملو ہے زمین پر اوڑتے ہین پاؤن نہین رکھتے سیدھی طرح نہین چلتے اکڑتے اور تنکر عروج دکھاتے ہین لیکن حرات فرش گل پر منمو نخوت سے ست پھیلاؤ پاؤن کل تمھین پر ہوگی چادر اسکی پھیلائی ہوئی

اور کسی نے کیا خوب یہ ازراہ تجربہ ارشاد فرمایا ہے ابیات

کل پاؤن ایک کاسۂ سر پر جو پڑ گیا	یکسر وہ استخوان شکستہ سی چور تھا

آئی صدا کہ دیکھکے چل راہ بیخبر	مین بھی کبھی کسیکا سر پرغرور تھا

آپس مین لوگ کہتے تھے کہ اے برادران کل یہ فاتح طلسم درشتم پر کسطرح تاج دولت سر پر کج رکھے تھا آج بیدست و پا محتاج برہنہ سر گرفتار ہے نہ کوئی مونس ہے نہ یار ہے کل لشکر جرار اور سامان تزک بیشمار ہمراہ تھا آج یقین ہے کہ کوئی نام تک نہ لیوے غسل و کفن تک نہ دیوے سچ ہے کہ انقلاب گردون دون اور پھر جانا بخت برگشتہ کا کچھ جھوٹ نہین ہے کہ **ابیات لا اعلم**

ہان دلا کر نظر بدیدۂ غور	دیکھہ دنیا سے بے ثبات کا طور
بھول مت دیکھہ دیکھہ آرائش	نہین دنیا مقام آسائش
کوئی بزم طرب کا بانی ہے	کہین ماتم ہے نوحہ خوانی ہے
کہین چوتھی ہے اور رجا ہی	کہین افضال حق تعالے ہے
ہی کہین شادی خانبدان	اور کہین شور مرگ فرزندان
ہے دنیائے دون کا سر رشتہ	نوش اسکا ہے نیش آغشتہ

اور مولوی روم علیہ الرحمۃ نے کیا خوب فرمایا ہے **مثنوی**

حال دنیا را چو پرسیدم من از فرزانۂ	گفت یا خوابیست یا بادیست یا افسانۂ
باز گفتم حال آنکس گو کہ دل دروی بہ بست	گفت یا غولیست یا دیوے ست یا دیوانۂ

غرض کہ اسیطرح لوگ حسرت و افسوس حال پر ملال شہزادے پر کرتے تھے اور صاحبان بصارت آیہ وافی ہدایہ فاعتبروا یا اولی الابصار پڑھتے تھے کوئی جاہل بدشعار کہتا تھا کہ میان سرکشی کا یہی نتیجہ ہے کہ جسنے پاشکستہ کیا ہے کوئی جو جنگ دیدہ تھا سرد و گرم حوادث روزگار چشیدہ تھا بہادر اور صاحب جرأت کو پہچانتا تھا اوسنے کہا کہ یہ شہزادہ بڑا شجاع و دلاور ہے ایک عالم اسکی شوکت سے ماہر ہے قصہ مختصر شاہزادے کو دار العمارۂ شاہی مین لائے دیکھا

تودہ دولت پر بہت سے روسائے اور عمائد شہر کی سواریان ہاتھی گھوڑے پالکی نالکی اور ساحرون کے
اژدر آتشین وغیرہ استادہ تھے جب شاہزادہ ساکن زندانکدہ مالک غل و زنجیر در پر پہونچا اعرابے سے
اوتار کر محافظ اندر لیچلے اور ایکسو آدمی آگے اور ایک سو پیچھے باشمشیر برہنہ اس تنگی شمشیر کے ہمراہ ہولیے
غرض ثالث بالخیر شاہزادہ اونکے بیچ مین بفحواے خیر الامور اوسطہا داخل بارگاہ ہوا یہان آکر جو
دیکھا تو ایک تخت طلائی جواہر نگار ہے نہایت قطعدار ہے اکیس سیڑھیان اوسمین بنی ہین اشیاے
نفیسہ اوسپر دھری ہین وہ تخت نہایت بلند اور سرفراز ہے ایک بادشاہ جلوہ گر بصد اعزاز ہے اور
سر بر غرور پر تاج کئی سو گنگرے کا وہ بادشاہ رکھے ہے تاج مین لعل و گوہر شبچراغ لگے ہین بادشاہ نہایت
طویل القامت ہے قریب ساٹھ گز کے قد سرشل برج قلعہ ہے قصر تن نہایت مرتفع ہے اور گرد بگرد اوسکے
مشیران سلطنت و زیران حشمت کا مجمع ہے اور کئی لاکھ افسران فوج اور سرداران خدا رنا لکار موجود تھے
ناہجار اور مردود تھے دریا کفار سے معمور تھا رعب و دبدبہ کا اس تخت شعار کے یہ دستور تھا کہ جب
کے سب گردن نیچی کئے تھے دست بستہ بیٹھے تھے اور یان ورنگ بھی نہ تھا فقط ایک ساقی بچہ جام مے
ارغوانی بادشاہ کو دیتا تھا کہ یہ ساحر جو شاہزادے کو گرفتار کر لایا تھا دست ادب باندھ کر سامنے کھڑا
ہوا جب بادشاہ نے نگاہ اوٹھا کر دیکھا اسنے عرض کیا کہ سلمہ یکے عرض حال من گوش کن ہ و گر خوش
نہ آید فراموش کن ہ اے شہریار جان کی امان دیجیے گو سمع خراشی حضور کی ہوگی لیکن جو
عرض کرون سن لیجیے اوس بادشاہ نے ناک بھوں چڑھائی روکھی صورت بنائی لیکن ابرو سے
اشارہ کیا کہ ظاہر کر اسنے زبان ہر سان بیان کیا کہ مین دربان درشہریار پناہ شاہ
عالیجاہ ہون مکار کا خیر خواہ ہون کل کے روز طلسم کشا داخل خاک حضور ہوا مینے لوح و نقش
چھینکر چاہا تھا کہ مثل حرف نسخہ صفحہ ہستی سے اوسکا نشان مٹا دون راہ عدم دکھا دون مگر کاتب
قدرت نے اسکے اوراق حیات کو پرزے ہونے دیا مین سمجھا ایسا ہو کہ ہلاکت ایکی میری زندگی

پر حرف لائے اور بادشاہ آزردہ ہو جائے اسلیے نقطہ وار دامن قید مین محصور کرکے مرکز وار سرنگون دائرہ دولت آفتاب صولت مین یہ نکتہ خاطر حاضر ہے خاطی اور خاسر ہے ادہر تو یہ سیاہ رو کلک بار سے ورق خاطر شاہ پر یہ کلام تحریر کرتا تھا اور اُدھر شاہزادہ سلسلہ رنج والم مین گرفتار بارگاہ کی کیفیت اور رعب و تمکنت پر بادشاہ کے نظر فرماتا تھا کہ یکایک جوش شجاعت مین آکر اس نہنگ بحر شجاعت نے مثل رعد گرج کر آواز خروش کے ساتھ دی اور بطریق اسلام زبان کو یون گہر فشان کیا کہ السلام علیک سلام میرا اوسپر ہو جیو کہ خدا کو بیشک وحدہ لاشریک لہ جانتا ہوا اور اوسکے حبیب پیغمبر خدا کو صدق دلسے مانتا ہو بادشاہ نے جو یہ نعرہ اس شیر نیستان شجاعت کا سنا باوصف جلال شاہزادے کی عظمت نگاہ تیزہ مین ایسی چھائی کہ ہاتھ پاؤن مانند برگ بید تھرائی بادشاہ کو چھینک آئی کہ تاج سر نجس سے گر پڑا سر دربار غرت اوتر گئی سمجھا یہ بلا میرے سر گئی شاہزادے کی جانب سے اس بخت برگشتہ نے منہ پھیر لیا اور آتش غضب و عناد دلمین ایسی شعلہ زن ہوئی کہ جسکی چنگاریون نے خرمن عقل کو جلا کر خاک کیا ایک جلاد آتش خو کو طلب کرکے یہ سوختہ بخت آتشکدہ ذہن سے اخگر افشان ہوا کہ جلاد جلاد بدنہاد اس بانی فساد کے نخل قد کو بیخ و بنیاد سے کاٹ کر جلادے یا وہ گوئی کی سزا دے جلاد مثل برق یا مانند شعلہ جوالہ کے چمک کر سامنے آیا شاہزادے نے اوسکی کردار کی صورت کو دیکھا کہ مثل کندہ آبنوس سیاہ رنگ ہے بارنگ کان کنے ہوئے کا پھنے ہے بے نام و ننگ ہے ایک رومال تیغہ صاف کرنے کے لیے خون سے بھرا کاندہے پر پڑا ہے خون تازہ کی بھبک جسمین سے پیدا ہے کردہنہ مونجھ کا باندھے تھا روبرو آنکر پکارا کہ ؎ سلطنت سلطان کند فریاد بر جلاد چیست ٭ مرغ را دانہ بلاشد طعنہ بر صیاد کیست ٭ اے اجل رسیدہ تجھے جو کچھ کھانا ہو کھالے اور جو کچھ پی لینا ہو پی لے جسکو نصیحت اور وصیت کرنا ہو کرلے کہ رشتہ تیرے حیات کا منقطع ہوا ہے اور پیمانہ عمر شربت اجل سے لبریز ہو کر زمانہ ہلاکت کا قریب پہونچا ہے وقت

مرگ تیرا نزدیک آیا ہے شہزادے نے کہا غذا ہماری لخت دل ہے پینے کو خون جگر ہے سراسر ضرر
ہے وصیت تو یہ ہے کہ بعد مرگ مجھ ناشاد نا دیدہ بہار کی کوئی صبا وار ہو نچکر اوس گل گلزار سلطنت
و رعنائی سرو بستان زیبائی بعد یل و ہپتال یعنے ملکہ خورشید جمال سنے نالہ کش ہو کر یہ سنا دی کہ عاشق
تیرا لالے کیطرح داغ حسرت وصال لیکر تہ خاک ہوا در ہفتم پر ہلاک ہوا خاطر نازک پر بار رنج
نہ دہر نا عاشق کو گور مین بیقرار نکرنا جلاد ستم بنیاد نے جب یہ کلام سنا تیغ زبان ظلم کو گردن سخن پر
روان کیا کہ یہ نصیحت تیری کوئی نہ سنیگا کسیطرح نہ ادا کریگا یہ کہکر جیوترہ نکبت کا اوس فلاکت
زدہ نے بنایا اور بوریا مرگ کا بچھایا شہزادے کو اوس بوریے پر بٹھایا اور آنکھون پر پٹی چھاپکر
باندھے شاہزادے نے ہتکڑی ہاتھ کی اور لیا اوسیکو اس کڑی منزل مین تو بہادرون کو مرنے سے
ڈرانا ہے ؎ اگر تیغ عالم بجنبد ز جائے ۔ تو بنبر درگے تانستوا ہر خدائے ۔ مین حکم خدائے
قہار قادر اور توانا پر مضبوط ہوون جا اور اپنے کام مین مشغول ہو وہ جلاد سنگدل تیغ کو سنگ
چھانے لگا اور روبرو بادشاہ کے حاضر ہو کر یون جوہر شمشیر زبان کی برش دکھانے لگا کہ اے تیغ زن
شاہ صف شکن عالم پناہ ظاہر اقتل کرنا میرا کام ہے مگر مارنا اور جلانا حی لایموت کو سزاوار ہے
اوسپر تمام ہے ذرا سوچ کے اور سمجھکر حکم ہلاکت طلسم کشا زبان زندگی بخش معجز بیان سے ارشاد
فرمایئے انجام اس بات کا یاد فرمایئے یہ عرض کر کے جلاد ٹھہرا بادشاہ نے پھر کلام بادہ حکم سے سرشار
مرگ شاہزادہ قضا شیم یون لبریز کیا کہ اوجلاد ہزار حکم کا ایک حکم دیکر اسکو لباس حیات سے عاری کر
رخت ہستی پرزے پرزے کر خلعت مرگ پہنا تا یہ گریبان گیر خاک ہو کر گوشہ قبر مین خفتہ حتی
سوئے بیکلی میرے دلکی دور ہوئے یہ حکم جلاد نے جب سنا آتش فساد کو روشن کیا یعنے کوئلے سے
خط اس بے نشان کی گردن پر دیا اور پھر حکم فانی کے لیے یہ بانی شر خدمت بادشاہ مین اپنی
خیر اندیشی کی وجہ سے عرض کرنے لگا کہ یہ طلسم کشا شاہان اولو العزم مین سے ہے اور ذی شش عنبر

مالک چھ در بند طلسم ہے دعویدار اسکے خون کے اسدم بہت ہین یہ حکم تانی ہے پھر انجمن فکر مین شمع رائے زرین روشن کرکے بخوبی غور فرماکر ارشاد فرمایے کہ مین ایک ہی ہاتھ مین اس بیدست و پا کا کام تمام کرونگا جلادون مین نام کرونگا بادشاہ نے وہی جواب دیا کہ لاکھ حکم کا ایک حکم یہ ہے کہ اس شمع نورآگین بزم سلطنت کا چراغ ہستی گل کردے تا اسکے ہوا خواہ بے بصارت اور تیرہ روز اسکے غم مین ہوجائین والدین فرط الم سے خواب مرگ مین سوجائین جلاد نے آواز دی کہ ہاہا ہٹ جاؤ کہ خون گنہگار تمپر نہ پڑے لوگ مثل نبات النعش ہو گیے تھے پراگندہ ہوے اور جلاد بیان تیرے حکم کے لیے حاضر خدمت بادشاہ ہوا یہان شاہزادے کو جلوہ عروس مرگ آئینہ خیال مین نظر آیا حیران حیران ہر طرف بچشم حسرت نگاہ کی کسیکو غمخوار نپایا زنگ کفر اس بارگاہ مین چھپا تھا کون اسکی صفائی بادشاہ سے کرتا آخر یہ سکندر صولت رخ بدرگار صورت نماے معنی ایجاد و تکوین لایا اور بزبان بیکاری اکار قادر یخرج الحی من المیت ویخرج المیت من الحی سے تو گویا ہر انکہ کہ در رنج و تاب ✤ دعاے کند من کنم مستجاب ✤ چو عاجز بماندہ دانم ترا ✤ درین عاجزی چون نخوانم ترا ✤ او مشکل کشاے عالم غالب کل غالب مظہر العجائب کو یاد کیا کہ سے یا علی درماندہ ام دستم بگیر ✤ در گناہ خود گرفتارم اسیر ✤ یا حضرت یہ وقت یاری اور مدد گاری ہے ابیات

انت منی بمنزلۃ ھارون من موسی	تمکو لوگو نبی رسول اللہ
ہمنی سے وہی برادر ہو	شک نہین لا الہ الا اللہ
مار گر پھر جلا یا مشتر بار	ایک مردی کے تین نام اللہ
تمکو انسان مین کہون کیونکر	اے نصیری فریق کے اللہ
حق کو تم جانو حق تمھین جانے	عقل حیران ہو اب یہان اللہ

یا شیر خدا یہ وقت امداد ہے کہ ان روباہ خصالون کے شعبدہ ظلم سے نکالیے اور مجھ مور

ضعیف کی امداد کو نجف سے تشریف لائیے یا مولے یہ غلام آپکا گرفتار مصیبت ہے ہزار طرح
کی جان حزین پر آفت ہے رنج و غم نے گھیرا ہے شام عشرت کا سویرا ہے ابیات

اعلے ہے تیرا پایہ یا مظہر العجائب	تو ہے نبی کا سایہ یا مظہر العجائب
چالیس مومنوں کی دعوت قبول کرلی	تو ہر جگہ پہونچا یا مظہر العجائب
جبرئیل کو پڑھایا سلمان کو چھڑایا	ہر جا تجھی کو پایا یا مظہر العجائب

بس یہ دعا بلبلا کر جو شاہزادے نے کی اور واسطہ ایسے مرد میدان ولایت کا دیا گل
مقبولیت باغ مراد مین کھلا اور در گلشن اجابت وا ہوا حیات دوبارہ سبحان حی الذی
لایموت نے عطا فرمائی تیسرا حکم ہنوز بادشاہ نے ندیا تھا کہ دربار گاہ پر ایک غل ہوا اس بادشاہ
شوریدہ سر نے استفسار کیا کیا ماجرا ہے لوگون نے عرض کیا کہ ملکہ ذوفنون جادو عقیل و فہیم دختر
وزیر اعظم دستور المعظم دربار گاہ پر امیدوار حاضری حضور ہین خوف شاہ سے آنہین سکتی ہین
محجور ہین یہ بے عقل نام ذوفنون سنکر مثل گل خندان کھلکھلا کر ہنسا اور بلبل کردار بال شور
وا کر کے تتمہ سنج ہوا کہ اوس سرو گلزار خوبی کو بہر روش لاؤ ہمسے ملاؤ غرض صبا وار جلد لوگ خوشبو
کیطرح لائے مشیران سلطنت نے استقبال کیا شاہزادے نے بھی اوسکے بہار حسن کا نظارہ
کیا کہ ایک عورت حور مثال پری تمثال سن و سال اوس ماہ دو ہفتہ کا چودہ برس کا قد رعنا
مختصر جیسے چین کا بوٹا بالون کا جوڑا مرچھا بندھا جیسے شب کو دنبال رو زردوشن گرہ دیدہ
تھا وہ جعد عنبر بن دام گوہر سے جسکو لچک کہتے ہین چھپا ہوا یہ معلوم ہوتا تھا کہ مار سیاہ کینچلی
مین ہے پیشانی پر سپند در کا ٹیکا دیا محراب ابرو اور صنم خانہ حسن مین گویا شمع کو جلایا تھا
رخسار نازک ملیح رنگ آنکھین سحر سامری کا نمونہ ناک مین ایک چھوٹی سی نتھ پڑی تھی
نا کتخدائی اور دوشیزگی کی نشانی تھی گلوئے شفاف صراحی دار سینہ پر کچون کا ابھار کہ نوابت مزا

گل سے رخسار گول گول بدن		گات جسطرح قمقمے روشن	
حسن یوسف بھی اوسکی آگے ماند		چہرہ زلفون مین جیسے ابر مین چاند	
لب و نازک کہ جان دیدیجے		وہن ایسا کہ مجھیسان لیجے	

اور ایک ہار گوہر شبچراغ کا گلے مین بصد حسن پڑا اور زیور تمام جواہر نگار سے عضو پر مانند نگینہ انگشتر یکجا جڑا

سراپا نور تھی وہ عیرت حور		وہ تھی یکتا جہان مین چشم بدور	
عیان تھا عالم تصویر اوسپر		برستی تھی عجب توقیر اوسپر	

القصہ بارگاہ مین داخل ہوکر اس گرفتار الم و اسیر زندان غم کو دیکھکر مثل آئینہ حیرتناک اور ششدر رہوئی پھر وہ غنچہ لب اسطرح ہنسی کہ سفیدی اور چمک دندان رشک گوہر کی ایک برق بلا سطح خرمن جان عشاق تھی ہنستی ہوئی شاہ کی قریب آئی بادشاہ شگفتہ ہوکر تخت سے اوٹھ کھڑا ہوا اور ہاتھ پکڑکر اپنے پہلو مین اوس سراپا حسن کو دل کیطرح بھالیا اور نظارہ اوسکے گلزار حسن کا کرنے لگا اور عندلیب زبان سے مزاج پرسی مین نغمہ سنج ہوا ملکہ شاہزادے کے جمال جہانآرا کو دیکھکر ہزار جان سے فریفتہ ہوئی اور لاکھ دلسے اس متاع خوبی کے خیال سودائی وصال مین شیفتہ ہوئی بے اختیار ہوخطل و ہوش کھو گوہر آبدار سخن کو میزان بیان مین یون ہمسنگ کیا کہ اے بادشاہ یہ کون کھوٹا تجھے ایسے کہرے کہ آتش غضب مین جلتا ہے اور کانون سینہ سے دھوان نار غیظ کا نکلتا ہے بادشاہ اسکے لب جانبخش سے یہ کلام معجز نظام سنکر زندہ دل ہوا روح کو اوسکی آرام چین آیا بولا کہ اے عیسی دم اس اجل رسیدہ کا کیا حال بیان کرون کیونکر نہ اسکے مار ڈالنے کا سامان کرون یہ دشمن جان وہ ہے کہ جس سے جانبری ناممکن ہے بڑا بہادر یہ طفل صغیر سن ہے صورت زیست آئینہ امید مین جلوہ گر ہونا میری محال ہے یہ وہ صاحب عظمت و جلال ہے جسنے چھ درجون کو بے شش و پنج شکستہ کیا۔ ایک عالم طلسم

اپنے حکم کا وابستہ کیا اب اس گستاخ نے پاسے ہوس بڑھایا یا قوت بازو پر غرور کر کے مابدولت کی جانب آیا لیکن بعد خداوند سامری و زردشت آتش اسکے فساد کی ایسی شعلہ زن ہونی پائی کہ لباس دولت کو میرے جلا دیتی بیٹے گرفتار کر لیا اب چاہتا ہوں کہ اس تشنہ کام مقصد کو آب شمشیر سے سیراب کر کے ٹھنڈا کروں لواے اقبال اسکا سر افگندہ کروں تا پھر کوئی آتش افروزی نکرے رخ اپنا اسطرف بخیال فیروزی نکرے وہ شعلہ رویہ منتہاے گرم سنکر اندر ہی اندر سلگی آتش عشق دلمیں لگی آہ سرد لب پر لا کر ضبط کو کام فرما کر یوں شعلہ فشاں ہوی گرم بیان ہوئی کہ آپ ایسے عقل و فہیم ہو کر نادانی کو کام فرمائیں اور جادہ مستقیم سے ہاتھ کھینچکر پاؤں پھیلائیں دور از قیاس ہے خلاف حواس ہے یعنی یہ اس قابل نہیں ہے کہ اسکے قصر تن کو آپ دفعتاً مٹا دیں نقش ہستی مٹا دیں کیوں کہ یہ گمنام کو بھی مذلت نامی اور نامور بادشاہ سے فقیر نہیں یہ گمراہ ہے چاہیے کہ اسکو ہدایت فرمایئے کہ مذہب سامری دلسے قبول کرے دولت ملازمت شاہ سے شرف اندوز ہو کر زر سعادت حصول کرے کسلیے کہ خدا نکردہ ایسا نہو کہ قتل اسکا کچھ ننگ لاے جس سے چہرہ راحت بادشاہ متغیر اور غبار آلود ہو جائے بادشاہ نے متحیر ہو کر کہا کہ پھر کسکو اس بلاے ناگہانی کو سپرد کروں تا وہ اس کجروش کو راہ راست پر لائے میری اطاعت اور دین خداوند مجید کا آئین سکھائے ملکہ نے عرض کیا کہ اگر کنیز کو یہ خدمت عنایت ہو تو بسر و چشم اسکو بجا لاؤں اور آپکا ارشاد سراپا امداد کو سعادت اور بہبودی تصور کروں اور بہت جلد بہ اعانت خداوند مجید بحر وغیرہ تعلیم کر کے ملازم پایہ سریر خلافت و عتبہ بوسان آستان فلک منزلت بناؤں اگر یہ ایسا ماہ سپہر شجاعت نیر اقبال حضور سے تحریر سیکھ کر نور علی نور ہو جائے تو یقین ہے کہ بہت سے قلمرو پر بکلم اسکا حضور کا دریا کیطرح روان ہو دار ماہ تا ماہی کوئی گردن تابی نکرے قصہ مختصر بادشاہ نے انگشت قبول دیدہ منظور پر رکھکر شاہزادے کے قتل سے چشم پوشی کی فرمایا کہ اچھا بہتر ہے تم اس سیہ بخت کو سبق سامری اور دین جمشیدی حرف بحرف تعلیم کرو حکم میرا اوسے تسلیم کرائو تا یہ سر مو اطاعت سے نقطہ بھر شل

الف آزادی اور سرکشی نہ اختیار کرے دامن خدمت خیر خواہی پراس دائرہ ریاست کے باندھے
ملکہ نے جب کلمۂ اجازت زبان بادشاہ سے سنا بکشادہ پیشانی وہاں سے اوٹھ کر شاہزادے کے قریب
آئی اور کہا کیون اسے گرفتار سلسلۂ غم وای وابستہ زنجیر ستم ہو سکتا ہے کہ تو خداوند سامری کی بندگی
مین گردن جھکائی مسلمان سے ساحر بجائے بادشاہ تیری جان بخشی کرتا ہے یار احسان سر پر
دھرتا ہے شاہزادے نے منہ پھیر کر اوس شیطان کے نام پر لاحول پڑھی اور کہا مین کرور کرور لعنت اوسپر
کرتا ہون اور اوسکے پرستارون پر بھی ایسا ہی کچھ علی ہذا القیاس پناہ بخدا من الشر الوسواس الخناس
ملکہ نے بواسطہ چشم و ابرو منع کیا کہ عین خطا ہے دیدہ و دانستہ کیون آپ کو ہلاک کرتا ہے جب اس
شناور قدیم غم نے عین مہربانی اوس صاحب آبرو کی چشمۂ چشم سے ملاحظہ کی سمجھا اسمین کچھ
مصلحت ہے یہ امر سراسر براز حکمت ہے جب ملکہ نے مکرر تکرار کر کے کہا کہ کیون اے گوہر صدف
سلطنت ہو سکتا ہے کہ تو مذہب خداوند جمشید اختیار کرے بادشاہ کی خدمتمین رہے یہ آشنائی
بحر ستم تو ساحل مطلب سے ہمکنار ہو چکا تھا غواص دریائے خاموشی ہوا جواب سے زبان کو آشنا
نکیا ملکہ نے روبرو بادشاہ کے آنکر موج زبان کو بحر تکلم مین یون روان کیا کہ اے بادشاہ مجروح
یہ آفت رسیدہ اقرار کرتا ہے اور حرف انکار زبان پر نہین لاتا ہے اسی سے میرے لوح خاطر پر یہ
نقش ہے کہ یقین کلی ہے کہ دین قدیم چھوڑ کر راہ دین جدید حضور پر قدم مارے اور سحر وغیرہ بھی
سیکھے اب مجھے ازراہ عنایت اور مرحمت سلطانی ارشاد ہو کہ مین لیجا کر نشہ بادۂ سرکشی اس مست و
لایعقل کا ایک ہی جام تعلیم سے خمار شکن کرون کہ جس سے یہ بیہوشی عجب و نخوت سے ہوشیار
ہو جائے اور سرور مین اگر لذت تازہ پائے بادشاہ نے یہ کلام دلفریب جب اوس شیرین زبان
سے سنا تر شروئی غضب کی کم ہوئی اور تلخکامی جاتی رہی فوراً حکم دیا کہ اچھا اے ملکہ تم اسے لیجاؤ
اور جامہ دین جمشید اسکے جسم پر آراستہ کرو تا دامن اسکا گناہ سے پاک ہو اب مین گریبان گیر اسکا

نہونگا آستین رعایت اسکے پشت پر جھاڑی اور ہاتھ قتل سے روبرو تمہارے اوٹھایا وہ برق وش چمک
کر اوٹھی اور شاہزادے کے پاس اگر ایک پنجہ کمر میں ڈالکر بروی ہوا بر ذرسحر اور مری وہ زنجیرین فولاد
جو سر پر شاہزادے کے سانپ کیطرح اون ہوذیون نے لپیٹی تھین مانند تار عنکبوت ٹوٹ گئین
قصہ مختصر شاہزادے کو اوس معشوقہ عاشق نواز نے اپنی خوابگاہ اور مکان بود و باش مین لاکر
اوتارا اور مسند پر بٹھاکر آب رو پوش ہو گئی شاہزادے نے جو پردہ چشم اوٹھایا یعنے آنکھ کھولی
اپنے تئین ایک قصر اور باغ گلزار رشک ارم مین پایا کہ زمین وہانکی تمام گلاب اور کیوڑے سے
دھوئی ہوئی تھی اور تمازت آفتاب کی گرمجوشی اوسجگہ سرد تھی ٹھنڈھی ہوا معطر مثل مزاج
معشوقون کے آتی تھی باغ جان لبساتی تھی اور ایک مکان عالیشان جسمین جوڑی دروازون
کی ہزار و ہزار چرخی تھین اونمین نسیم عنبر شمیم کے جھونکو نسے خوشبو پھیلی تھی وہ مکان شوکت و شان
مین گلزار ارم سے کہین بڑھکر تھا ہر ایک قصر نگارین آب و تاب مین رشک گوہر تھا ایکسمت باغ
مین نواسنجی بلبل شیرین زبان کی ہزار رنگ سے گوہر گوش ہوتی تھی اور خوش الحانی ہزار دستان
کی ہوش رلموتی تھی اوس محل کے بمحل اواز طرح طرح کے روح نواز اور صدا سازون کی خوش
اندازی کے ساتھ آتی تھی دل غمزدہ کو بہلاتی تھی اگر وسنگھاسن کو عیرت بزم عروسی تصور کیجے
تو بجا ہے فلک چارم لکھے تو زیبا ہے ؎ یہ کس شاہ کا مکان ہے ہے زمین جسکی چہارم
اسمان ہے ۔ المختصر کہانتک تعریف عرض کرون طول کلام ہوگا نہایت خوبی کے ساتھ
وہ باغ اور مکان آراستہ اور پیراستہ سیوے دار یک لخت پھولون کے درخت آسیب
باغبان اور جو رگلچین سے بری کہین سیب اور کہین ناشپاتی کہین کیلے اکیلے نہین
قطار قطار کیجا سرو چمن کی لب بہار کسی سمت لالے کے تختے بادل داغدار روش پر ری
باغ کی قطعدار منھدی کی ٹٹیان مینا نگار فوارون کا آبشار کہین سنبل زلف بکھرے دل عشاق

کی طرح پریشان کیے جا نرگس شہلا کسیکے انتظار مین حیران درخت سرتراشی کیے ہوئی مونبون کے جال
پڑے ہوئے قصہ کوتاہ شہزادے نے جب اپنے تئین خارستان ظلم سے کہ گلزار جوہر شمشیر کی بہار پیش
نظر تھی رہا پایا اور ایک مسند پر تکلف پر ایسے مکان نفیس اور باغ پر بہار مین بیٹھا دیکھا نہایت بیکلی
سے اضطراب بار خاطر ہوا کہ انکشاف اس امر کا ضرور چاہیے کہ یہ محل رشک قصر خان کسکا ہے اور
بانی اس تعمیر رفیع عرش نظیر کو کس امیر کبیر نے کیا ہے جب اس نہال گلشن خوبی کو استعجاب
عجائبات سے موا اوسوقت وہ سرو گلزار خوبی سامنے چلی آئی اور وہ غنچہ لب چشم نرگسی سے
اشارا فرماکر مسکرائی اور گلزار تقریر مین یون گل فشان ہوئی کہ کیون صاحب تم کون ہو جو پرائے
مکان مین اپنا گھر سمجھکر گھس آئے یہ نہ سمجھے کہ کوئی گردن مین ہاتھ دیگا دامن و گریبان پکڑی
گا شاہزادے نے جو اوس آئینہ رو کو اسطرح کی صاف گفتگو کرتے پایا خاطر مکدر مین صورت
اسکی آئینہ تھی دیکھتے ہی پہچانا کہ یہ وہی صافی دل ہے جسنے جرات سکندر پر حرف رکھکر رنگ کھز
سے تجکو چھڑایا اور نہ قلعی کھل جاتی بے اختیار اوٹھکر دست ہوس پھیلایا اور پاے شوق سے
پیلکر ہاتھ اسکا پکڑ لیا اور کہا معلوم دیا کہ آپ ہی نے چشمہ مروت اور عین احسان اس نحیف و
زار کے ساتھ صرف کیے ہین کہ جس بوجھ سے مین دبکر یہین رہگیا مگر گھر مین بلاکر چشم پوشی کرنا اور منہ
پھیرنا اہل مروت سے خلاف ہے قصور معاف کچھ بندہ ڈھیے پڑو نہین نہ فاقہ مست ہے
پھر یہ کیون بند و بست ہے یہ فقرہ ملکہ سنکر پھڑک گئی اس گرمی سے آتش اشتیاق اور
زیادہ بھڑکی ہنسکر بولی کہ خدا نکرے مین کب حضور کو ایسا سمجھتی ہون بلکہ مین ہی تنور سینہ
مین نان ہوس پکاتی ہون یہ خشک زبان اب ملازمت حضور سے سیر اور آسودہ ہوئی
میرمہمان نوازی شرط ہے آیئے کرم فرمایئے یہ کہکر ہاتھ مین ہاتھ ڈالکر مسند کے برابر بیٹھی
اور کنیزون کو طلب فرمایا کہ سامان عیش و نشاط دافع رنج از دیاد انبساط حاضر لاؤ مہمان کو

پانچ دکھاؤ کھانا کھلاؤ کنیزین یہ حکم سنکر خوان انواع واقسام نعمت کے کہ اوس مکان جنت نشان مین موجود تھے اوٹھا لائین اور دسترخوان زربفتی لاکر بچھایا اور سیر اغذیہ لطیف چنکر طلائی اٹھا بہ سے ہاتھ دھلائی شاہزادے نے کہا اے ملکہ تمنے میری دعوت کی مگر مین تمھین دعوت اسلام کرتا ہون چاہیے کہ صدق دلسے قبول کرو اور میرے دلکو نہ ملول کرو کسلیے کہ دیکھو صنعت نخلبند قدرت کہ تجھہ ایسے گل گلزار محبوبی کو بلکہ تمام گلشن ہستی کو اور جو کچھہ عالم ایجاد وتکوین مین ہے کل و غنچے رنگ برنگ کے شگفتہ کیے تو اسبنی ترا نہ کن سے سب کی نشوونما فرماکر پھول اور ثمر دیے کہ ؎

نہ بت خداست نہ سیارہ نہ ستارہ نہ ماہ ٭ کہ جملہ آمد و ہستی خدا سے گواہ

صیقل کلام شہزادے سے زنگ آیینہ دل پر ملکہ کی کفر کا جو چھایا تھا دور ہوا اور بیساختہ پکار اٹھی کہ ؎

ہم عشق کے بندے ہین مذہب سے نہین واقف ٭ گر کعبہ ہوا تو کیا بتخانہ ہوا تو کیا

اے شاہزادہ والا قدر جو آپنے ارشاد کیا سب قبول ومنظور ہے آپکی اطاعت سے یہ کنیز کب دور ہے اور مین تو آپ کی محراب ابرو کی ساجد ہون یا دبتان کی عابد ہون مدت سے صنم پرستی پر دل نادان مبتلا ہے خدا اور رسول کو نہین جانتا ہے مگر اے بت دلفریب غارتگر صبر و شکیب اس سبق کو بھی تیرے کہنے سے صفحہ دل پر نقش کرتی ہون اور حرف بحرف پڑھتی ہون غرض جب وہ مصحف رونورانی شکل سیپارہ جگر کو کلام شاہزادے سے پڑھ چکی حرف کفر کو لوح دل سے محکوک کرڈالا یعنے اوس حافظ نام معشوق نے خدا کو وحدہ لاشریک جانا امر زلیخائے عشق نے سورۂ اخلاص وسورہ یوسف کو یاد کیا شہزادے نے بکشادہ پیشانی خاصہ تناول فرمایا بعد آسودگی وفراغت کے کشتی شراب کی آگے کھینچکر ملکہ نے جام شراب سے معمور کرکے پنجۂ نگارین خورشید نما پر رکھکر سامنے شاہزادے کے کیا کہ اسے اولش کر دیجیے اور کہا حافظ

الا یا ایہا الساقی ادر کاسا و ناولہا ٭ کہ عشق آسان نمود اول ولے افتاد مشکلہا

شہزادی نے جام بھر بطرح شگفتہ بنا دور جام بے دغدغہ نیرنگی ایام شروع ہوا ہتو گرگ لبان شیرین کی چلنے لگی گردنوں میں بیلے تھے جانبین سے پڑ گئے تانگون کی قیچیان بند حکمین پھر رقص و سرود کی محفل گرم ہوئی کہ زہرہ جسکے دیدار و ہوا سے خواہشمند ہین سپہر پر بدلے تالیون کے کف افسوس ملنے لگی مطربان خوش گلو رنان پری پیکر زیب دہ انجمن ہوئین خوش الحانی کے ساتھ تانی لگانی لگین عجب سماں بندھا کہ پیر حسین

وہ تھی گلکری یا لڑی نور کی	مسلسل تھی اک پھلجھڑی نور کی
وہ گھٹنا وہ بڑھنا اداؤن کے ساتھ	دکھانا وہ رکھ رکھکے چھاتی پہ ہاتھ
کبھی دلکو یاؤن سے مل ڈالنا	نظر سے کبھی دیکھنا بھالنا
دوپٹے کو کرنا کبھی منہ کی اوٹ	کہ پردے مین ہو جائے دل لوٹ پوٹ

اُسوقت رقص و سرود کا عجب قانون تھا کہ بڑے بڑے بینا کار ارباب اولی الامر و نگ سے تھے حیرت سے ایک کی دوسرو نگی طرف نگاہ تھی اور چنگ کی آواز پر ہر ایک کے لب پر واہ واہ تھی نے خامہ اس ساز و سامان کو کیا تحریر کرے اور معنّی صریر کلک اوسکے وصف مین ترنم سرا ہو کر کیا تقریر کرے ایسے ایسے نغمہ پرداز جمع تھے کہ جنکے ترانے زمزمہ ہزار داستان پر طعن کرتے تھے تان سین کو نام دھرتے تھے جام شراب گردش مین تھا کہ بطرمے نے بال شوق کھولکر قصد پرواز کیا تھا ربط نے نقار ساز سے آہنگ خوش آغاز کیا تھا عجب صحبت ہوشا ہوش و نوشا نوش برپا تھی کہ جشن جم جسکے روبرو غیرت سے تکدہ بنا تھا ایسا اوس جلسہ سما ندھا تھا ہر سہی قامت نازنین خوش آہنگ اس ٹھاٹھ سے ساز بجاتے تھے کہ رقاصہ فلک حیران ہو کر گھبراتی تھی آسمان بھی گردش سے تھم گیا تھا پانی نہر ولنکا روانی سے جم گیا تھا اور دف آفتاب کا مغنی روزگار نے ہاتھ مین لیا تھا بلکہ خوش قسمتون کا دائرہ مرکز تقدیر بننے لگا تھا شہزادی کو قسمت سے یہ جلسہ میسر ہوا تھا قلم سرخوش اس کیفیت کے لکھنے مین انفعال سے آب سیاہ رنگ سیاہی کا پیشانی پر لاتا ہے اور تراوت

تحریر لطافت خمیر سے دوات پیالے کیطرح لبریز ہے جنبش قلم مضمون خیز ہے کلک دوزبان
باین ہمہ وصف بزبانی آب مضامین کو جام رنگ مین بھر کر تال اور سر درست کر کے جوش
و ترنگ مین آتا ہے جلترنگ بجاتا ہے واہ کیا سامان مسرت تھا کہ راجہ اندر کو کبھی چشم خواب اور
نظر خیال سے بھی نہ دکھائی دیا ہوگا بیدار ہین تو مشکل ہے وہ فرحت شاہزادے کو حاصل
ہے بہشت مین بھی ایسا ہی سامان ہوگا مگر وہان البتہ اتنا فرق ہے نواب علیخان سحر
حورون مین کہان نازوادا صورت انسان جنت مین بھی دنیا کے مزے یاد کرین گے
جسوقت یہ ہنگامۂ عیش و سرور گرم ہوا اور جلسۂ رقص و سرود برپا رہا شہزادہ بے اندیشۂ انجام
جام شراب کے دور مین اپنی یاد سے فراموش ہوا انجام کا خیال بھولا لیکن ملکہ کی انکھون مین
سرسون پھولی رنگ اوس گلرنگ کا زرد ہوتا جاتا تھا اس ثانی سلیمان نے ازراہ ہوا خواہی
پوچھا کہ اے زہرہ جبین مہر تمکین کونسا خیال ناساز اسوقت دمباز ہوا کہ جس سے تم راگ
لائی ہو اور کس دہن مین ہو جو اسدرجہ گھبرائی ہو وہ رشک ناہید بزم سخن مین اسطرح برہم
ہوئی اور چنگ زبان کو یون نواخت مین لائی کہ مجھے اسوقت خیال آپ کی مفارقت کا
آیا اور اوسی آتش رنج نے دل کو جلایا یعنے مین سوختہ نار فراق ہو آپ کو آتشکدۂ زیدان
سے لائی اور نار غضب بادشاہ آپ تقریر سے بجھائی اب دلمین یہ مشورہ شعلہ ور ہے کہ کون
سی شمع رائے بزم فکر مین روشن و منور کرون کہ جس سے دشمن کمبخت سیاہ طالع کی
آنکھون مین خرابی چھاجائی برباد ہوجائے دالا نہ اگر کوئی دشمن آتش افروزی کردیگا اس
شب عشرت کی صبح ہوجائیگی پھر کوئی تدبیر نہ بن آئیگی شہزادے نے جب یہ تقریر اوس
شعلہ رو کی زبان سے سنی سمجھا سچ کہتی ہے کچھ جھوٹ نہین فرمایا کہ ایملکہ اگر تم لوح اور
انگشتری سر دست بادشاہ پاس سے دست بردکر لاؤ تو یہی باعث دست اویز فتح

طلسم ہے ہاتھون ہاتھ طلسم فتح ہوجائیگا مگر بائے تردد اس کام مین کوتاہ ہے اسکا خدا گواہ ہے
اگر کمر ہمت باندھو اور فقرہ کوئی دلچسپ بناؤ تو ہوسکتا ہے ملکہ نے زبان گوہربار سے یون لآئی ابدار
سخن واسن حال شاہزادہ بلند اقبال مین گرائے کہ اے نہنگ بحر شجاعت اسمین آبرو برباد جائیگی
مگر یوح و انگشتر نہ ہاتھ آئیگی لیکن نگارخانہ دلین میرے ایک اور صورت تدبیر نقش ہوئی ہے یعنی
مصور جادو جو پہلے یہان کا شاہ تھا مرد حق آگاہ تھا اوسکے پاس آپ کو لیچلون اور او سے قید
سے رہا کرون اوسکو بزور سحر اس خونخوار جادو نے رسن قید مین مکر سے باندہ دیا ہے عجب نہین جو
یہ تدبیر بن پڑے خدا ہم دونون پر رحم کرے مگر جو خبر اس امر کی ہوجائیگی بادشاہ زندہ نچھوڑیگا لیکن
خیر اپنا اپنا قربان ہونا گوارا کیا اور اپنا خون آپ کو بخشدیا یہ کہکر بیٹھے بیٹھے اوٹھ کھڑی ہوئی اور
دوپٹے کی گاتی باندھکر پائینچون مین گرہ لگائی اور عقدہ مشکل کے انکشاف کے لیے شہزادہ سے کہا
کہ آپ بھی سایہ سان ہمراہ ہون تا قتل یہ سب دشمنان گمراہ ہون غرض وہ فتنہ دوران اوٹھکر اسلحہ
زیب جسم کرکے راہ تردد مین قدمزن ہوئی اور شاہزادہ بھی ساتھ ہولیا باغ سے نکلکر جب غنچہ دہن
صحرا مین آئی عجب صحرائے وحشتناک مین پہونچی کہ ادہم صبا کی کیا رفتار جو اوسکو طے کرے کوسون
تک پہاڑ عظیم الشان قلعہ کوہ تک طائر خیال کو جانا اوڑکر محال بشر کی تو کیا مجال خارہائے سنگیلان
اور جھاڑیان تنگ مثل خاطر بخیلان شہزادہ مجنون کردار عشق فتح طلسم مین اوس رشک لیلی
کے ہمراہ چلا جاتا تھا ہر طرف سے آواز ہیبت ناک شیران ژیان اور جانوران گرندرسان کی
آتی تھی جو اس شیر بیشہ جرأت کے خوف دلاتی تھی لیکن اسد اللہ غالب کو یاد کرتا چلا جاتا تھا یہان
تک کہ سیارہ دشت سپہر دست بردخزان سحر سبز گلہائے انجم ہوا اور جاروب کش فلک سطح
افلاک کی صفائی لیے ضیا بخش اور نور افزائے عالم ہوا اوسوقت سرد ہوا چلنے لگی اور ہر ایک
طائر مدحت سرائی باغبان ازل کی کرنے لگی شہزادہ ہمراہ ملکہ ذوفنون جادو چلا جاتا تھا کہ ناگاہ

ایک اژدر دروہ پہاڑ مین بیٹھا دیکھا کہ منہ اوس موذی کا درۂ کوہ سے باہر نکلا تھا اور تمام جسم کا پتانہ تھا ذوفنون بلاے بے درمان تھی شہزادے سے کہنے لگے کہ اے کوہ وقار جب یہ اژدھا دم کھینچے آپ بقدر دہن اوسکے ہو جائیگا سیر جستی سے ذرا تامل نہ فرمائیگا یہ کہکر وہ شیرین زبان بازلف پرشکار اژدر کے سامنے آئی اوسنے قلہ ہاے آتشین چھوڑے اس آتش خو نے سجدہ کرکے دہن کے برابر ہوئین پہونچایا اوس اژدر نے ملکہ کو نگل لیا پھر شاہزادے نے بھی اپنے تئین اوسکے دہن تلخکام مین چار ناچار گرا دیا ایک لحظہ تو بیہوش ہوا جب آنکھین کھولین دیکھا کہ چشم زخم سے محفوظ ہون اور ایک حصار مین کہ جسکا رنگ سفید ہے اپنی سبز بختی سے ٹھہرا ہون اور وہ سرخ رو بھی یعنی ملکہ ذوفنون جادو بھی پاس موجود ہے اژدر کا نشان مفقود ہے لیکن دیوار حصار کی بلندی پر ایک اسپ آہنی معہ ایک سوار کے عجب چلن کا کھڑا ہے کہ ایک گرز فولادی اوس سوار قوی بازو کے ہاتھ مین ہے اور سارا جسم لوہے کا ہے ذوفنون نے توسن سحر کو میدان عمل مین جولان کیا دیکھا تو وہ سوار آہن نژاد آتش سحر سے لال ہو کر ہنسا اور گھوڑے سے اوتر پڑا وہ گھوڑا شاہزادہ جہان پناہ کے قریب آیا ذوفنون نے جست کی اور پشت پر گھوڑے کی سوار ہوئی اور شاہزادے کو بھی اشارہ کیا کہ اے سیار عجائب شہسوار مرکب طلسم آپ بھی سوار ہو کر میرے ہمعنان ہون یہانسے بہت جلد روان ہون شہزادۂ بلند ہمت بھی سوار ہوا اوس اسپ نے پر نکالے اور زمین سے طرف آسمان کے اوڑا اوس سوار گرز بردوش نے تین بار پکار کے کہا کہ ای شمس جادو تجھپر روشن ہو کہ فاتح طلسم سوار ہو کر معہ ذوفنون جادو کے مرکب طلسمی پر جاتا ہے یہان تو یہ چلایا کیا اوس اسپ نے مثل تیر کمان تیزی کی ساتھ اوڑنا شروع کیا عجب سناٹا تھا کہ اس ہیدار طالع کی آنکھین بند ہو گئین لیکن نصیب دشمن کا سو گیا جب وہ اسپ بلندی سے پستی پر آیا شاہزادے کی آنکھین کھلین اور ایک حصار سیاہ رنگ مین اپنے تئین کھڑا پایا

ایسی تاریکی تھی کہ زمین و آسمان تک معدوم تھا کچھ ثبوت اور معلوم نہوتا تھا شہزادہ و دو دکو یار
کرتا ہمراہ ملکہ کے چلا جاتا تھا کہ ناگاہ وہ تاریکی دور ہوئی اور روشنی قریب آئی سامنے جو نگاہ کی
ایک حوض مصفا آب صاف و شفاف سے باآب و تاب بھرا دیکھا لب گردان حوض بلورین
تھین نور آگین تھین یہ خواص بحر عجائبات معہ اوس صاحب آبرو لینے ذوفنون جادو کی
ساحل مطلب سے آشنا ہو کر جب قریب حوض پہونچا اوس گوہر صدف محبوبی نے زبان
کو یون گوہر بار کیا کہ اے آشنائے چشمۂ طلسم اس حوض مین میرے ہمراہ بے تامل کود پڑیے
گا انشاءاللہ دشمن کا آب ندامت مین غرق ہونا کسانی النار ہو گا المختصر دونو شناور قلزم
تدبیر ایکبارا وس حوض مین کود کر مثل حباب بیٹھ گئے مگر زورق حیات طوفانی نہوئی ناخدائے
قدرت کی مدد سے درمدعا ہاتھ آیا یعنے مالک بحر و بر نے اونھین ایک باغ پربہار مین
پہونچایا ؎ چمن مین دفن ہوا کوئی یار مین نکلا ۔ زمین مین بھی نہ ٹھہرا وہ بیقرار ہونین
اوس باغ مین پھولون کی خوشبو مانند موج دریا روان تھی اور آب و رنگ ہر گل تر کا بحر
چمن مین شاداب تھا نہایت خوش آب تھا گرمجوشی بہار بہشت کی وہان کی آتش گل کے
سامنے سرد تھی غیرت سے رضوان کی رنگت زرد تھی غنچے حباب وار پھولون کے مثل وہان
معشوق بستہ تھے ہر تار نسیم خوش رفتار سے کھلے جاتے تھے صبا خوشبوئے عطر آگین
گلہاے عنبر شمیم کو ہر طرف لیکر وزان تھی چمن چمن اور خزامان خزامان روان تھی
جانوران خوش الحان و عنادل ہزار داستان شوق دید گل مین ہزار شوق سے غزلخوان
تھے چھوٹے چھوٹے چشمے ہر سمت روان تھے نہرین سلسبیل اور تسنیم کے مانند جاری غرضکہ بڑی
تیاری باغکے بیچ مین ایک مکان مربع بہت وسیع اور رفیع تعمیر وصف جسکا بری از تقریر و تحریر
جسمین دروازے طلائی جلا کیے نصب تھے بہت عمدہ سب کے سب تھے کتنے ہی دروازے

صندلی اور آبنوسی نظر آئی ہر ایک کے نقش و نگار پر مانی و بہزاد شرمائے اور اوس مکان
کے ہم پہلو ایک بارہ دری اوس قصر سے دہ چند مرتبے مین بڑھی ہوئی نظر پڑی شہزادہ
ششدر ہو کر معمار ازل کی صفت و ثنا زبان پر لایا کہ کیا سبحان تیری کاریگری ہے کہ
ایک ایک بشر کو تو نے یہ قدرت عنایت کی ہے جب یہ دونو بارہ دری مین آئے عجب
سامان دیکھے کہ ستون دہان کے ایکدال سونے کے بنے ہین اسباب تنعم و عیش و عشرت
ہین اور ہر ایک دالان مین اسباب قیمتی نہایت خوبی کے ساتھ لگا ہے فرش شاہانہ
گسترہ ہے کمرون مین قالین اونی اور ابریشمی گلدار بچھے ہین اوپر مسندہاے زرنگار
بہار ستارے دار باجسن و خوبی لگے ہین تکیے کارچوبی غلاف نہایت عمدہ چڑھے ہین
اور شیشہ آلات غیرت دہ مہر اسباب نورانی روشنی کا سجا ہے اس مکان کے دیکھنے
سے دلکو انسان آئینہ تصور کرے حیرت سے تو بجا ہے مگر عجب تماشا قدرت خدا کا نظر آیا
یعنے اوس بارہ دری مین ایک محفل نشاط آراستہ ہے ہر چار جانب بہت سی تصویرین پتھر
کی رکھی تھین منقش اور رنگین تھین اور ایک تخت طلائی پر ایک بادشاہ نہایت شان و
شوکت سے ماشاء اللہ بت بنا ہوا بیٹھا تھا شہر خاموشان کا سا نقشہ تھا اور گرداگرد
دورہ کیے بہت سی نازنین اوس تخت بارفعت کے کھڑی اور بیٹھی تھین اور اوس صنم خانہ مین
کچھ رقص و سرود کا اسباب گانے بجانے کا ساز و سامان وغیرہ گلبدن عورتین لیے کھڑی
تھین لیکن وہ بھی سب پتھر کی تھین شہزادے کو حیرت ہوئی کہ باری تعالے کس سنگدل
بت تراش نے آذر کا کام کیا شاید فرہاد کی آہ سرد نے یہان تاثیر کی اپنا اثر دکھایا کیسنے ان
آدمیونکو بت بنایا القصہ سنگ آمد و سخت آمد سر گریبان قدم آگے پس و پیش کر کے بڑھا
حیرت دامنگیر تھی اوس صنم پری مثال یعنے ملکہ سے یون تصویر سخن کو ارژنگ بیان مین

جلوہ گر کیا کہ اے بت عاشق نواز یہ تو بتلا کہ ان آدمیون پر کیا قہر خدا نازل ہوا کیون پتھر پڑے
جس سے یہ سب پتھر کے ہو گئے وہ شیرین زبان اس فرہاد منش سے یون گویا ہوئی کہ شان قہاری
اوس خدائے قہار کی دیکھو شد بنو حواس خمسہ درست کرو ہفت طبقات زمین و نہ آسمان اوسکی
قلم قدرت کا ایک نقطہ ہے کچھ خوف نکرو سورۂ الم ترکیف اپنے اوپر پڑھکر دم کرلو کچھ مقام ہراس
نہین ہے کہ یہ سب کارخانہ سحر ہے تمہارے حال پر خدا کی مہر ہے یہ کہکر قریب اون تصویرون
کے جاکر ہر ایک کی پیشانی پر بمقتضاے مصرع یا قسمت و یا نصیب و یا بخت بد کہکر ہاتھہ رکھا
اور سحر پڑھکر ہر ایک کی تقدیر بستہ کھولی یعنے ایک ایک کیل لوہے کی اونکی پیشانی سے نکالی
اور تخت پر چڑھکر اوس فخر سامری نے بادشاہ کی بھی ماتھے سے ایک کیل نکالی خار اجل دشمن
کے سینہ مین چبھویا جیسی ہی اوس کمان ابرو نے کیل نکالی پلک مارنے کا عرصہ نگذرا تھا
کہ وہ سب تصویرین مثل بشکل انسان ہوکر اپنے جامۂ حیات مین آئین اور لباس ہوش
و حواس سب نے پہنا رخت بیہوشی اوتار املکہ نے مثل فتنہ تخت پر سے اوٹھکر سامنے آکر قدمبوسی کو
خم کیا اور بادشاہ کو تسلیم کی اوس بادشاہ سنگین رحم دل نے نرم گفتاری سے کہا کہ شاید
تو دختر وزیر بنکنام ہے اور اے ہوشیار تیرا ملکہ ذوفنون جادو نام ہے شاید طلسم کشا کا ظہور
ہوا اور بوشیدہ تو میرے پاس لائی ہے مجھے چھڑانے آئی ہے جلد یہ راز آشکار کر صاف صاف
اظہار کر اس غنچہ دہن نے عندلیب زبان کو گلشن تقریر مین یون ترنم سرا کیا کہ اے نخلبند
حدیقہ سلطنت آفتاب سپہر مملکت جب تک چین دنیا سرسبز اور شاداب ہے گل اقبال
حضور پر شگفتہ ہو اور دامن دولت سے حضور کے ہر ایک ہوا خواہ ثمر امید پاکر نہال اور وابستہ
ہو اور یہ قطعہ دعائیہ زبان پر لائی مؤلف

اے فریدون جاہ شاہ فخر جم		سے سپہر مرتبت کیوان علم	

در ترقی روز و شب باشد مدام	ملک و مال و جاہ و اقبال و حشم

آپ نے کیونکر پہچانا کہ یہ کنیز بے تمیز دختر وزیر ہے اور طلسم کشا کی جلیس اور مشیر ہے یہ حال کیونکر آئینہ دل صاف اور روشن ہو گیا اس روشنضمیری کا حال مجھ پر ظاہر کیجیے اس بات سے لونڈی کو ماہر کیجیے اوس شاہ قوی طالع نے کہا کہ اے مہر سپہر خوبی جب میں بساعت سعید پیدا ہوا تھا اور کتمان عدم سے عرصۂ ظہور میں آیا تھا اوسوقت میرے والد بزرگوار نے نجومیان فلک مرتبہ و اختر شناسان خورشید رتبہ کو کہ جو اوس عہد میں مانند مہر و ماہ ناموری میں روشن اور مشہور زمانہ تھے بلا کر حال میرے اقبال و ادبار کا دریافت کرایا تھا وہ سیاح بروج افلاک کہ جنکو علم نجوم میں ید طولے حاصل تھا اور اختر شناسی میں مانند دبیر خرد کامل تھے زائچہ میرا تختی پر لکھکر تیار کیا اور لوح قسمت میں جو کچھ نقش تقدیر ثبت تھا حرف بحرف اوسپر وقوف حاصل فرمایا نگاہ محبت ستارون کی مقابلہ کرکے شاہد اور ناظر قریب اور بعید گواہان طالع اور نظر ستارون کی مقابلہ و مقارنہ تسدیس و تربیع و تثلیث و ساقط دریافت کرکے شرف اور اوج پر ہر ستارہ کے نظر کی اور اسطرح خبر دی کہ ساعت زحل اسوقت واقع ہے اور صاحب طالع کی یہ ضد ہے اور مریخ آٹھویں گھر میں کہ خانہ ہیم و مرگ ہے بیٹھا ہے اور چوتھے گھر میں کہ خانہ حیات ہے آفتاب شرف پر قوت کے ساتھ ہے اور برج جدی اور سرطان میں راس و ذنب متمکن ہیں اسیب رسانی گواہی دیتے ہیں اور عطارد سنبلہ میں طالع سے چھٹے گھر میں ہے اور یہ خانہ ساقط ہے اور بیماری کا گھر ہے اور بارہویں میں مشتری کہ خانہ دشمن ہے نحوست کے ساتھ ظاہر ہے مگر زہرہ برج اسد میں کہ طالع سے پانچوان ہے اور گھر عیش و عشرت اور خانہ معشوق ہے جلوہ گر ہے بعد حضیض اقبال اور زوال کے پھر امید سلطنت اور اقبال کی خبر

نکلتی ہے غرضکہ ہمین تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ چشم بد دور اپنے خزانہ عمر سے یہ طفل بیدار طالع خفتہ بختون کے گوشۂ داس کو مالا مال کریگا اور مستی مین انشاءاللہ حیات خضر سے ہمعصر ہوگا لیکن انکہار زمانہ سلطنت مین اسکے ایک نمکحرام ارکان دولت سے عرس سلطنت کے بدولت عین جلسۂ عیش و طرب مین کہ یہ نشہ شراب سے بیہوش ہوگا اور ہوش ہوگا وہ سنگدل معہ جلسۂ طرب سب آدمیون کو پتھر کا بنائیگا مگر زہرہ پانچوین مین اور آفتاب چوتھے مین شرف کی ساتھ خبر دیتا ہے کہ ایک عورت کہ اوسکے وزیر کی دختر ہوگی وہ جب طلسم کشا آئیگا اوسکے ہاتھ سے اس قید سخت سے اس لڑکے بحکم پروردگار رہائی دیگی فی الجملہ اسنے ذہنون ویسا ہی ہوا کہ مین ایک روز اس باغ مین جشن طرب آراستہ کرکے مست بادہ غفلت نشہ مین سرشار تھا کہ خونخوار نمکحرام نے بسکو معہ زہرہ وشان جو شریک جلسہ طرب تھین ہاروت و ارجاہ عذاب سحر مین گرفتار کیا مگر انشاءاللہ وہ باغی اب کہان جاتا ہے نخل حیات اوسکا بیخ و بنیاد سے اگر نہ کاٹا اور خزان صرصر ظلم سے شاخ ہستی کو اوسکے نہ فنا کردیا اور مرجھا دیا تو نام اپنا شاہان روزگار سے نہ پایا یہ باتین ہنوز درمیان مین تھین کہ شاہزادے نے آکر سر کو سلام نیاز مین روبرو اوس بادشاہ کے جھکایا باداب تمام آداب بجالایا بادشاہ جو پتھر کا تھا نام اوسکا مصور تھا اوس نے بکشادہ پیشانی اوٹھکر بایم معانقہ کیا اور شہزادے کو اوس صاحب بخت نے تخت پر اپنے پاس بٹھالیا دیر تک بڑی گرمجوشی کے ساتھ دونون بادشاہ گرم سخن رہے شاہزادے نے کل حال طلسم بیان کیا شاہ نے کہا جو آپ فاتح طلسم ہین تو ہمارے بھی دشمن روح و جسم ہین مگر اب آپ جانبخش ہین احسان آپ کے ذلیر نقش ہین یہ باتین تھین کہ شمس جادو مہان اسپ آہنی پر شہزادہ سوار ہوا تھا اور گرز برداز ساحر آہنی پیکر نے شمس جادو کو للکارا تھا وہی شمس جادو بیساختہ افتان و خیزان بارہ دری مین پہونچا یہان مصور جادو کو

رہا پایا حواس خمسہ درست نہ رہے چھکے چھوٹ گئے حیا ہا اولٹے پاؤن پھر جانے کہ مصور نے بجستہ قہر
ابرو کو مثل کمان چڑھا کر تیر نگاہ اسکی جانب پھینکا جس سے اسکا طائر روح شکار ہوا آتش غضب
سے کباب ہو کر رہ گیا شہزادے نے جو اسکے نار غضب کو دیکھا دلمین کہا کہ اللہ کریم کیا جاہ و
جلال ہے اس بادشاہ خورشید رتبہ پروردگار عالم کا افضال ہے المختصر اوس بادشاہ نے
شاہزادے سے کہا کہ اے طلسم کشا آپ نے بہت تکلیف فتاحی طلسم مین اوٹھائی ہے بڑی
بڑی مصیبت پیش آئی ہے آپ اس باغ مین تشریف رکھین مین التجا اللہ نام و نشان
دشمن یکقلم صفحہ ہستی سے مٹا دونگا ان باغون مین سے ایک کو زندہ چھوڑون گا
شاہزادے نے بساط سخن یون بچھائی کہ حقیقت مین آپ ایسے ہی اولوالعزم شاہ ہین
عالی پایگاہ ہین لیکن مین بھی تو ابھی مات نہین ہون جو رخ جنگ سے پھیرون دشمن
کو نگھیرون بلکہ مثل اسپ تیز پہلے مرکب کو چار خانہ جنگ مین جولان دون اور فیلبند
دروازۂ نامردی سے نکلکر مہرۂ دشمن روسیاہ رد کرون مصور جادو یہ سنکر تخت سے
اوٹھا اور اوس مکان مین جہان بہت سے دروازے لگے تھے اور بارہ دری کے برابر تھا
جاکر لباس جنگ آراستہ کیا اور اسلحہ زیب جسم کرکے اندر سے اوس مکان کے باہر آیا
اور بیرون باغ آکر ایک نعرہ بلند کیا اس زور شور سے آواز رعد آسا بلند کی کہ سحاب
ہیبت دلون پر کفار کے چھایا جسقدر رساحر اطراف و جوانب مین وہان تھے سب نے
دوڑ کے اطاعت کی اور سر قدمون پر رکھا یہان تک کہ اوس صحرا کے جانورون مین
غلغلہ پڑگیا ہر ایک آوازین دینے لگا کہ مصور جادو نے رہائی پائی شدہ شدہ اس
بلائے ناگہانی یعنے مصور کے رہا ہونے کی خبر اوس محسن کش خونخوار جادو کی بھی گوش
زد ہوئی طوطی ہاتھون کے اوڑ گئے دامن صبر ہاتھ سے جاتا رہا اپنے گریبان مین

سر ڈالا فکر کرکے سر اوٹھایا برہ بیغیرتی اہالیان دربار سے یہ فرمایا کہ مصور جادو کی شاید قضا تقدیر
مین نقش ہے شامت سر پر سوار ہے جو رہائی پاکر منہ زوری کرتا ہے ابکی بار تو مینے پتھر کا نرم
دلی سے بنا دیا تھا مگر ابکی سنگ مزار یقین ہر سینہ پر کینہ پر نصب ہوگا کچھ زور نہ اوسکا چلیگا یہ کہکر وزیر
سے مخاطب ہوکر فرمایا کہ یہ بلا تیری ہی دختر کی نازل کی ہوئی ہے لازم ہے کہ گرفتار کرکے معہ
مصور جادو حاضر حضور کر ورنہ تیری جان پر حرف آئیگا اور نشان ہستی نقش فنا بن جائیگا وزیر
حسب الارشاد بادشاہ ساٹھ ہزار ساحران غدار اور سواران نابکار لیکر عازم جنگ مصور جادو
ہوا جب قریب اوس باغ کے پہونچا مصور نے کچھ پتلے کاغذ کے اش کر بزور سحر آدمی بنا دی
اور واسطے گوشمالی اوس خود سر کے روانہ کیے جب وزیر نے سر دست رواں سحر کا کیا مصو
فرط غیظ و غضب سے آتش غصہ مین لال ہوگیا اور پھر آواز دی کہ او نمک حرام وزیر بد تدبیر
شور بختی سے تو ترشروئی کے ساتھ پیش آتا ہے شیر نیستی سے آسودہ ہوچکا ہے
وقتا الله حاشنی مرگ کی بہت جلد چکھائے دیتا ہون سبکو مارے لیتا ہون یہ کہکر اوس
سردار نے سر پر ہاتھ ڈالا اور مثل بلا سے ناگہانی اون پریشان حالون کے لیے جوڑا اپنا
کھولکر ایک ناریل بہت بڑا نکالا اور سلسلہ کلام درمیان فوجیون شروع کیا کہ اے افسران
فوج تم جانتے ہو کہ یہ سحر میرا حرف تمہاری زندگی پر لائیگا لکھا قسمت کا آکے آئیگا تمام لشکر
اوسکو دیکھکر مثل زلف معشوق پریشان اور مانند دل مضطر عاشق بیقرار ہوئی بھاگنے
پر تیار ہوئی یقین تھا کہ مرغ روح قفس تن سے پرواز کر جائے اور مصور جادو نے بسماجت
میمون اوسکو زمین پر دیمارا وہ ناریل پھٹا اور اوسمین سے ایک بچہ بوزنہ پیدا ہوا اور
حبت کرکے کندہے پر مصور کے آبیٹھا پھر مصور نے اون روباہ خصالون نامیمون صورتون
سے خوانٹ کر کہا کہ اے فرقہ غدار کیون کلہ درازی کے ساتھ پیش آتے ہو تدم راہ اطاعت

سے اوتھاتے ہوسرتابی سے جان جائیگی پھر کوئی عاجزی پیش رفت نجائیگی مگر ان سوداگر
حضرت صبر سلہ اللہ تعالے کے بڑے حسرت و افسوس سے جان دو کے اپنی بدنصیبی پر
پھوٹ پھوٹ کے تم سب مجتمع ہوکر رو گے اونھون نے کچھ جواب ندیا اور از راہ غفلت
شعاری اس بچہ کو بندر کے دیکھکر ٹھوڑی روئی اپنے اپنے کانون مین دی لی مصور نے
جب نصیحت ختم کی سحر آغاز کیا اوس بندر کے بچے نے لگایک آواز مشابہ صور سرافیل
لگائی آسمان چکر مین آیا زمین تھرا ئی پہلے ہی آواز مین دیکھا ہر ایک شخص لشکر کا مثل
مردہ صد سالہ کے زمین پر گر پڑا گویا زندہ ہی نہ تھا اور بیہوشی طاری ہوئی مصور جادو نے
اون کاغذی تصویرون کو اشارہ کیا اون پیکر ہاے بیجان نے بڑھکر اون نقش صفحہ بیہوشی کی
مشکین باندہ لین اور خدمت مصور جادو مین حاضر لائے اس بکار خود ہوشیار نے سبکو
ہوشیار کرکے زبان جانبخش سے ارشاد فرمایا کہ اگر اب بھی سر دائرہ اطاعت سے باہر نکالا
اور قدم مرکز فرمانبرداری سے باہر کیا تو یقین جاننا کہ پھر نعوذ باللہ اگر حضرت ملک الموت بھی
شفاعت کرینگے جب بھی جانبری ناممکن ہے اون لوگون نے اسکے فرمانے کو سرمایہ حیات
سمجھا اور نقد حیات جانکر حیطہ تصرف مین لائے اوسوقت ساٹھ ہزار سوار جرار معہ عقیل
جادو وزیر اعظم کے دائرہ اطاعت مین در آئے مصور نے حکم دیا کہ ایک بارگاہ رفیع اس
مقام پر استادہ ہو اون لوگون نے فرمانا اس عالی منزلت کا دلین جاگزین کیا اور ایک
بارگاہ عالی واسطے اس والا مقام عالی درجے اور مرتبے کے استاد کی کہ وہ مکلل بجواہر
باستون الماس و پردہ ہاے زربفتی تھی کہ قبہ بارگاہ قبہ فلک سے ہمسری کرنے لگا بلکہ
سقف آسمان بلاگردان تھی شمسہ پر شمس سپہر کی ضیا قربان تھی غرضکہ اس مہر چرخ
ساحری یعنی مصور جادو مع شاہزادہ اور ملکہ ذوفنون جادو کے اندر بارگاہ کے

آیا وہان بھی تخت اور دنگل بچھے تھے اور ملکے پہلوانون کے بنے تھے وہان لاکر حقیل جادو
پدر ملکہ ذوفنون کو شہزادے سے ملایا وہ اپنی بیوقوفی اور شرارت سے نادم اور پشیمان
تھا پھر شاہزادے نے مصور کو چاہا کہ تخت نشین کرون اس بادشاہ نے انکار کیا اور بمنت
شاہزادے مین تصویر سخن کو مرقعہ بیان مین یون جلوہ گر کرنے لگا کہ مجکو اس نقش
برآب یعنی پیکر دلفریب دنیا کی بے ثباتی بچشم عبرت دیدہ بصارت سے دیکھکر اپنی مرگ
آئینہ دلین صاف جلوہ گر ہے تخت سلطنت تختۂ تابوت سے بدتر ہے جب شاہزادے کا اسرار حد
سے بڑھا اسنے دست بستہ عرض کیا کہ مین زال دنیا کے فریب مین نہ آؤنگا کہ یہ عجوزہ مکار
وغدار وبیوفا ہے یکایک سخت گیری اسکا شیوہ ہے کہ حافظ رح غافل مشو زکارہ دنیا
کہ این عجوز ہ مکارہ مے نشیند و محتالہ میرود ہ شاہزادی نے فرمان قضا شیم صادر
فرمایا کہ اے مصور بھیر مین ملکہ ذوفنون جادو کو تخت پر بٹھاتا سون تم بھی بخوشی تمام قبول کرو مجھ
نہ ملول کرو یہ کہکر اوس بادشاہ دریادل نے ملکہ ذوفنون جادو بحر حسن وخوبی کو
آشنائے قلزم حکومت کیا اور مصور جادو سلطنت سے کنارہ کر گیا مگر عرض کیا کہ جب تک
شورش جنگ اور تلاطم فوج دریا موج ہے جب تک مین واسطے غرق کرنے زورق حیات
ان غریق لجہ خطا کے ہمہ تن غرق اور مصروف ہون حضور سے مالوف ہون غرض بعد تخت
نشینی ملکہ افسران فوج کی نذرین گذرین مطربان ناہید سرا وساقیان حسین بیمانہ
ہوشربا لیکر حاضر ہوئے بارگاہ تمام مثل مرقع کے تصاویر پہلوانان صف شکن سے
معمور ہوئی بزم نشاط وسرور ہوئی جام شراب گردش مین آیا زہرہ جبیون نے
رقص وسرود سے لولی فلک کو حیران کر دیا یہان تو یہ ہنگامہ عیش وعشرت کے
بازار کو رونق ہے وہان خونخوار کا چہرہ خوف سے فق ہے دربار مین اخبار کا پرچہ

گذرا کہ جس سے اوس روسیاہ کی زندگی مثل نقش فنا سے خط ساغر عجم باطل ہوئی عجب چکر مین آیا بدحواسی نے پاؤن پھیلائے سردست وحشت دہشت سے گریبان گیر ہوئی بیکلی اور اضطراب نے جامہ صبر اور لباس عقل کو پرزے پرزے کر ڈالا جب یہ مضمون حرف بحرف اوس پرچہ سے معائنہ کیا کہ عقیل نے بیوقوفی سے یہ ہوشیاری کی کہ مطیع مصور جادو ہوا حیرت سے آئینہ کی صورت حیران سو بیعزتی سے حکم لشکر کی تیاری کا دیا اور بڑے تزک سے کئی لاکھ سپاہ جرار اور سواران نامدار لیکر بعزم جنگ مصور جادو روانہ ہوا یہان تک کہ اوسی باغ کے قریب خود نزدیک بارگاہ کوہ وقار مصور جادو اوس خرس بادیہ ضلالت نے اپنی بارگاہ استادکرائی ہرکارے صبادم ملکہ ذوفنون کے بارگاہ مین مصور کے پاس آئے اور زمین ادب کو لب عبودیت سے بوسہ دیکر دعا و ثنائے بادشاہی بجالائے کہ قطعہ

اے بہر کار رفیقت قل ہو اللہ احد	وے نگہدارت وجان تو اللہ الصمد
لم یلد یارب ولم یولد ہمانجا دستگیر	لم یکن یاری دہ مونس لہ کفوا احد

شہریار عالم کی عمر دراز رہے اور دشمن کمبخت کا مزاج ناساز رہے وہ اجل رسیدہ دوزخ نصیب یعنی خونخوار جادو ہلاکت زدہ مقابلہ کرنے کو ملازمان حضور سے آیا ہے اجل نے اوسکی جان کے لینے مین بکھیڑا مچایا ہے یقین ہے کہ آتش کینہ و فساد مشتعل کرے ملکہ نے کہا کہ خدا بزرگ ست انشا اللہ بوئی کہ کہ اوس خود سر کے سر مین سمائی ہے سہ جنگ معقول ملازمان شاہی سے نکل جائیگی اور یہان خونخوار جادو نے اوس شب کو تو رزم کل بیوقوف کی اور آپ بارگاہ مین آکر تخت نکبت پر جلوہ گر ہوا یہانتک کہ شاہ اورنگ فلک تسخیر اقلیم سپہر سے فراغت کرکے بارگاہ مغرب مین جاکر استراحت کنان ہوا اور خسرو انجم باسپاہ سیارگان بعزم فتح شب تخت کہکشان پر ہزار زیب و زینت سے جلوہ کنان ہوا خونخوار جادو دست و

مدہوش نے بیٹھکر شراب خواری کرنا شروع کی جب دماغ اسکا بادہ ناب سے گرم ہوا شعلۂ غضب زیادہ بھڑکا اوسوقت گرماکر اس سوختہ بخت نے نائرہ فساد کو دوبالا کیا اور حکم دیا کہ ہمارے لشکر مین بھی طبل جنگی بجاؤ دشمن کو دھمکاؤ بمجرد حکم اس نابکار کے طبل جنگ نواخت مین آیا گویا اجل نے کوس سفر اس جہنمی کے لیے بجایا جب نقارۂ رزمی کی صدا بلند ہوئی اور گوش حق نیوش مین شہزادہ اور ملکہ فرخنون اور مصور کے پہونچی حکم دیا کہ ہمارے فوج مین بھی بفضل ایزدی اور تائید ربانی بجی طبل جنگی جیسا کچھ نقاش ازل و کاتب قسمت نے ہماری تقدیر مین ترقیم کردیا ہے وہی پیش آتی ہے مصرع پیش آتی ہے وہی جو کچھ کہ پیشانی مین ہے اور کیا خوب کسینی کہا ہے فرد عبث ہر کس برائے خویشتن تدبیر ہا دارد + قضا چیزے دگر در پردۂ تقدیر ہا دارد بلکہ بیت نقوش کلک فکرت کو ہے اندیشے سے حیرانی + پڑھا جاتا نہین ہرگز کسی سے خط پیشانی جب یہ حکم قضا شیم ملکہ عالم نے طبل زبان سے رزمگاہ بیان مین بجایا ہر کارے نقارخانۂ مصور جادو مین اگر نقارۂ حربی کو نواخت مین لائے کہ جسکی آواز ہیبت ناک چار دانگ عالم مین پھیل گئی تمام دنیا دہل گئی گوش گردون کر ہوا اور کوہ و صحرا خوف سے گھنگرکاہ کی صورت ہوا دار و گیر سے وہ میدان شور انگیز رستخیز کا عالم دکھانے لگا کہ ابیات +

چو بر طبل اسکندر آمد دوال +	زناہید میرخ گرداین سوال
جہان را مگر شور آخر رسید +	سرافیل صور قیامت دمید
بگفتا کہ نہ طبل اسکندر ست	زآواز اد گوش گردون کر ست

عجب صدائے شر و فساد پیدا ہوئی کہ چشم زمانہ پر آشوب تھی اور اس آواز سے بہادرون کے دلین بے ثباتی گردون غدار کی ثابت ہوئی ؎ زنقارہ آواز آمد برون + کہ دون است و دون ست گردون دون + طرفین مین ظاہر ہوا کہ کل صبحکو ہو کہ جنگ ہی روز نام و ننگ ہے

آب تیغ کی طغیانی ہوگی کشتی حیات طوفانی ہوگی ہر ایک شناور بحر جرأت سامان حرب وضرب کی تیاری مین ہمہ تن غرق ہوا اور دوپہر رات تک ملکہ ذوفنون جادو اور شہزادے کا دریاے دربار موجزن رہا جب زلف لیلائے شب تابہ کمر پہونچی راہ عدم کی ہر ایک کو خبر پہونچی شمشیر بہادران سے رات بھی کٹ گئی یعنے آدھی ادھر اور آدھی ادھر ہوگئی ملکہ نے ہمراہ شہزادہ جاکر آرام کیا لشکر خواب زور وشور سے حملہ آور ہوا عروس خواب پہ شہزادہ ہم آغوش ہوکر سو رہا اور مصور جادو نے طلایہ کا گشت اپنے اوپر مقرر کیا نقیب سے بلند آواز نکل کر جوانان صف شکن کو جنگ کا مژدہ سنانے لگے حوصلے ہر ایک کے بڑھانے لگے اسطرح پکارتے تھے فرد ہوا نون جوان بخت ہوشیار رہو۔ سلاحون سے اپنے جز دار ہو۔ اے بہادران کل کے روز معرکہ نبرد پیش بلا پیش وپیش ہی دیکھیے کہ کل گردون دون والقلاب سپہر لوقلمون تاج دولت کسکے سر پر رکھتا ہے اور خاک مذلت کسکے سر پڑ ڈالتا ہے کون وارث تخت وتاج ہوتا ہے کون گور وکفن کو محتاج ہوتا ہے دیکھین کل کس راجہ کا راج ہوتا ہے کہ قطعہ

در اندیشہ گردن کشان یک بیک	کہ فردا بکام کہ گردد فلک
کرا تاج اقبال بر سر نہند	کرا تخت تابوت در بر کشند
ندانم کہ فردا چہ خواہد رسید	زدیدار خواہد شدن نا پدید
بہ بینم کہ تا کردگار جہان	درین انتظار اچہ دارد نہان

اور دنیاے غدار کی بی ثباتی بیان کرتے تھے کہ اے جوانان تہمتن ویلان صف شکن سکہ نام کا اپنے جھلاؤ نقش ونشان نام رستم واسفندیار کا چلن مٹاؤ دنیا کی آرائش پر دل نہ لگاؤ

جملہ الیست عروسی ولی اوین ہوشیار ہو۔ کہ این مخدرہ در عقد کس بمی آید۔

دیکھین کونسا بہادر نامدار کل کے روز نام اپنے جدوا با کا اس رزمگاہ تیرہ روزگار مین

روشن کرتا ہے اور اپنا نام دفتر جرأت میں ثبت کرتا ہے کہ نام سام و نریمان یک قلم صفحہ روزگار سے
مثل حرف غلط کے مٹا دیتا ہے ۔ رستم زمانہ زمین پہ نہ سنام رہگیا ۔ مردون کا
آسمان کے تلے نام رہگیا ۔ اور کون کل کے روز تہمتنانہ جرات و یگانہ شجاعت سے می
دلاوری کا طلبگار ہوتا ہے نشہ بہادری سے سرشار ہوتا ہے اور کون بادۂ مرگ کا
خواستگار ہوتا ہے عروس مرگ سے ہمکنار ہوتا ہے القصہ جسوقت یہ صدا بہادرون کے
گوش رد ہوئی فرطانشہ شجاعت سے عین بیہوشی مین بادۂ نوم سے ہوشیار ہوئے نسر و چشم ہمہ تن
لڑنے پر تیار ہوئے اور اپنے اپنے اسلحہ کو درست کرنے لگے تلوارین چرخ پر چمکتی تھین
کہ عقل سر چرخ کی چرخ مین تھی کمانین جوشانہ کر گئی تھین اونکو سینک کر حریف پر قادر ہونے
کے لیے نیس کرتے تھے اور ہر ایک دوستون اور اپنے عزیزون سے ملتا تھا اور
کہتا تھا کہ اے برادر کل کے روز معرکہ نبرد در پیش ہے قدم شجاعت اپنا پیش ہے آقائے
ولی نعمت پر جانین نثار کرینگے دشمن کو تہ تیغ آبدار کرینگے ایسی چمکر تلوار اونپر کے کہ خون
کے دریا بہینگے یا سر خود سو کر سر پر گلش جنان ہون گے کہ قطعہ

بیا امروز بنشین با من ای دوست	کہ فردا من کجا باشم کجا تو
ندانم باز کے گردد ملاقات	زمانے من ترا بینم مرا تو

اور نصیحت اور وصیت کرکے ہر ایک سے اپنا قصور معاف کراتے تھے اور نامردون ماری ہوئے
جاتے تھے شام سے جاکر پر تاکید تھی کہ مرکب دو گھڑی رات سے تیار رہے ہم تڑکے ہی جائینگے
نے نوکرین ہرن مارلا ینگے جاکر بہادرون کی رکاب کے ہمراہ رہا تھا شجاعون کی آنکھین
دیکھے تھا جواب دیے کو شاطر تھا عرض کرنے لگا کہ کل صحرائے فوج عدو مین شکار دشمن
کا کھیلیے گا مفت صحرا مین کیون برباد ہوجیگا طائر روح مخالف حضور آپکا شکار ہے دشت

نوردی بیکار ہے جب یہ جملہ چاکر کی زبانسے سنا بنگاہ غضب اوسکو گھور کے دیکھا اور کہا نامعقول تو ہمارے کلام کی تردید کرتا ہے کل لڑائی نہوگی اور اگر بالفرض لڑائی بھی ہو جب بھی مین نہ لڑونگا کیون کہ مین کل لڑکر مارا جاؤن اور تو مال میرا تمام لے جاے مفت مین کون اپنی جان دیجاے کوئی بدحواس بھاگنی کی تلاش مین ہر ایک کے گلے ملتا تھا اور کہتا تھا کیون اے بھائی ہمنے اپنی جان مفت گنوائی ابھی پانچ سو روپیہ خرچ کرکے اوس شخص کی برعیا محلین نوکر ہے اونکے ذریعے سے یہ اسم میرا ہوا تھا افسوس کہ تنخواہ تک نہ ملی اور نقد جان برباد گئی غرضکہ عجب طرحکی کھل بل مچی تھی ہل چل پڑی تھی یہان تک کہ چار پہر رات گذر کر وہ وقت آیا کہ شاہ زرین آفتاب بعزم تسخیر جہان نیزہ خطوط شعاع ہاتھ مین لیکر اور سپر زرین ہالۂ مہر پشت پر لگاکر توسن فلک پر جلوہ فرما ہوا اور خسرو انجم میدان فلک سے رو بفرار لایا کہ ؎

علم آفتاب نکلا جب		فوج انجم ہوئی گریزان سب	
شہ خاور سپہر گرد ہوا		رونق تخت لاجورد ہوا	
ہوا میدان چرخ پر اکبار		شہ انجم سپاہ رو بفرار	

صبح کو لشکر افسران فوج لیکر خیل خیل دیل دیل انبوہ انبوہ طائفہ گروہ گروہ در دولت ملکہ ذوفنون جادو پر حاضر ہوئے ملکہ کے برآمد ہونے کے منتظر تھے یہان شاہزادے نے نماز سحر سے فراغت حاصل کرکے دست دعا بدرگاہ مالک الملک عزوجل بلند کیے اور پکارا اللھم

خدایا جہان پادشاہی تراست		زما خدمت آید خدای تراست	
پناہ بلندی و پستی توئے		ہمہ نیستند انچہ ہستی توئی	
ز گرمی و سردی نوا خشک و تر		سرشتی باندازۂ یکدگر ؎	

چو برداری از رہگذر دو در را	خورد پیشہ مغز نمرود در را

اے پروردگار مجھ موضعیف مشت استخوان کو جو تو نے اپنی عنایت سے سلیمان کا مرتبہ دیا ہے تو اس فرقہ ساحران پر فتحیاب فرما ہنوز یہ دعا شاہزادہ ختم نکر چکا تھا کہ مصور جادو گر نے آکر آمین کہی شاہزادے نے دعا سے فراغت فرما کے استفسار کیا کہ اے مصور حیز تو اوسنے عرض کیا کہ ؎ دو لشکر رسیدند جائے مصاف ۔ دو پیکار بستند چون کوہ قاف اسد وار آپ کے قدوم میمنت لزوم کے ہین شہزادے نے سنتے ہی سے اوٹھکر اسلحہ کو زیب جسم کیا خود سر انور پر رکھکر زرہ کو گلے مین پہنا تا گریبان گیر دشمن ہو دامن شجاعت مضبوط باندھا چار آئینے بنظر محافظت جسم اور چشم دشمن سے دو چار ہونیکے لیے لگائے تا صورت فتح و ظفر معاینہ کرے شمشیر خارا شگاف اس کوہ وقار نے داہنے مین حمائل کر سپر پشت پناہ حرب پشت پر نیزہ دو زبانہ ہاتھ مین لیکر ہاتھ مین داستا جنگ کا بانہ پھنکار باہر برآمد ہوا شہزادے کو تمام افسران فوج کا مجرا و سلام مردمی نے ادا کرایا پھر انگشت شہادت سے یا علی مرکب کی گردن پر لکھکر خانہ زین کو مثل خانہ آفتاب منور اور روشن کیا اور طرف واد گاہ مصاف کے چلنے کا ارادہ ہوا کہ یکایک روشنی نمودار ہوئی اور ابھی اچھی طرح سے سحر نہوئی تھی کہ ہزار بارہ سو فانوس اور پنجشاخہ طلائی اور نقرئی ہمرہ لیے ہوئے ظاہر ہوئے اور کہاریون نے تخت ملکہ ذوفنون جادو کہارون کے سپرد کیا بسم اللہ کا شور و غل مچا تڑے تڑک سے سواری ملکہ کی برآمد ہوئی کہ خسرو انجم بھی جاتے جاتے ایک لمحہ فلک پر ٹھہر گیا دیدہ ثوابت سے تماشائی ہوا فی الحقیقت عجب سامان نظر آیا کہ ہزار بارہ سو طفلان ماہ طلعت عنبر سارا کے لوٹے اور متقلہائے آتشین لیے جنبر عود بر کی جھونکتے نکلے اور سینے گلاب کیوڑہ بید مشک کا چھڑکاؤ کرنے لگے

وہ صبح صادق کا سہانا وقت صحرا مین ہر طرف کو رپلا اور زنگستان کو لکب کھلا تھا نسیم
سحر روان ربے بڑے ستارے آسمان پر عیان چھوٹے چھوٹے تارے پوشیدہ ہوتے جاتے
تھے داغ خاطر فلک دھوتے جاتے تھے شہزادے نے قریب تخت ملکہ فوج کو جمع کیا ہر ایک
افسر نے مجرا و سلام ادا کیا اور ملکہ بھی آج لباس رزم سے آراستہ ہے کہ تاج شاہی بر سر
و چار قب شاہنشاہی در بر موتیون کے مالے گلے مین پڑے ہین زرہ یاقوت نگار جیکی کڑیان
سب یاقوت کی ہین اور اسباب سحر کا تخت پر آراستہ ہے نیچہ آگے رکھا ہے جوڑا ترچھا
کج دار بندھا ہے لباس سرخ رنگ وہ قتال عالم پہنے ہوئے قلب مین لشکر کے داخل
ہوئی جنگ پر مائل ہوئی آج ترک فلک بھی شان و شوکت پر ملکہ کی شرماتا تھا غبار زمین
سے نہین اوڑتا تھا بلکہ خاک رستم و اسفندیار قربان تھی پیر چرخ اسکے جادو چشم
پر مثل چیتر بلا گردان تھا نور سروری و سالاری جبین سے عیان تھا غرضکہ برطے کروفر
سے میدان کارزار مین پہونچی عجب وقت تھا کہ شہنا نوازون کا للت بھیرون بہار
پھوکنا دنیائے فانی کی مذمت مین اشعار عبرت امیز شہنا مین دم دینا پلٹنون
اور رسالون کی وردیان اور باجے جنگی دمبدم بجنا فرنگیون کا باجے اگرن بجانا اہل ہند
کا دامے اور دہل نواخت مین لانا جنگل کی کیفیت ہر فرد بشر کے دلمین خوف در جا
جیسے کسا مسی کہتے ہین وہ سرد ہوا دلیرونکی چہرے پر تیکھا پن اور بشاشی نامردون کی
منہ پر اداسی جانورون کی حمد الٰہی مین زمزمہ پردازی نائی ترکی کا شور فرنگی آواز
کا زور گھوڑون کے سوارون کی شوخیان اور الف ہو جانا اسلحہ کی چقاچاق ہر ایک
بہادر کا اوبلے پڑنا سپاہ گری مین ہر ایک طاق نقیبون کی منقبت خوانی ہر ایک کو رنگ
جوانی بہادر ہنر اپنے دکھلاتے تھے کوئی تلوار کے ہاتھ نکالتا تھا کوئی اسپ تازی کرتا تھا

چوگان بازی دکھاتا تھا کوئی تیرون سے نشانہ اوڑاتا تھا نظم

رسید ند این چند لشکر بہ میدان — ہمہ رزم جویان ہمہ کینہ خواہان
یکے گفت در جنگ افراسیابم — یکے گفت اسفندیارم بہ میدان
بسر ہر یکے راغروری کہ ہرگز — ندیدند در خواب سام و زیمان

قصہ مختصر اس چمک دمک سے لشکر مصور لیکر میدان جنگاہ مین آیا کہ نظم

برآمد شدے لشکر بیقیاس — زمین در تزلزل فلک در ہراس
حضیض زمین چون فلک اوج بود — سپہ بر سپہ فوج بر فوج بود
زسم ستوران دران بہن دشت — زمین شش شد و اسمان گشت ہشت

زمانے کی ہوا بدلی ہوئی تھی خاک سے موج بحر گردون گندلی ہوئی تھی طائر آشیان گم کردہ اوڑ رہے تھے واسطے طعمے کے پھر رہے تھے روئے آفتاب گندلا تھا آب تاب نہ تھی اس ہنگامے کے دیکھنے کی تاب نہ تھی دہشت سے رنگ زرد فلک پر لرزان تھا مغرب کی طرف بھاگنے کا سامان تھا عجب ہل چل پڑی تھی ابھی یہ فوج صف آرا ہوئی تھی کہ آمد آمد لشکر کفر و ضلالت یعنے خونخوار جادو کی ہوئی کہ مولف

ادہر لشکر کافر پر دغل — نمایان ہوئے ناگہان دلکدل
نشان روسیاہی کا لی علم — نتھی وہ علم بلکہ تھے نخل غم
ہر ایک کبر لایعقل و بے شعور — ہر ایک مست صہبائے کبر و غرور
ستمگار و قہر و پر مکر و زور — ستم پیشہ و بد یقین بے شعور

ہر ایک سر پر خود مثل تنور کے رکھے تھا چوڑے چوڑے تیغے گردنون مین حمائل تھے موتسے غافل تھے میدان مین آکر ٹھہرے اور خونخوار جادو تخت پر سوار مرکب کوتل ہمراہ صف

قلب لشکر مین اگر ٹھہرا جانبین مین صف آرائی ہوئی تیمنہ میسرہ قلب جناح واہ وکمینگاہ و
ہراول وچنڈاول وغیرہ آراستہ ہوئین اور جنگ کے عازم ہوئے اور قلب کی صف مین
تخت دو تو بادشاہون کے مانند وکلکی قایم ہوا شاہزادہ فوج سے آگے بڑھکر ٹھہرا علمدار نے علم
اژدھا پیکر کا سر پر سایہ کیا پھر بیلچہ کارون نے پست وبلند زمین کو ہموار کرکے نشیب وفراز
زمانے کا ہر ایک بہادر کو دکھایا تمام صحرا کو پاک وصاف کیا مثل آیینے کے شفاف کردیا
تا جوہر شمشیر ہر ایک جوانمرد کے زیر چرخ زنگاری کھل جائین سقون نے آب پاشی کی
آب شمشیر کی بارش کے لیے پانے کے ابشار سے گرد وغبار کو بٹھادیا پھر ساحرون کا معرکہ
جادو نے الگ برپا جمایا جب میدان رزم تیار ہوچکا اور ملک الموت نے اجل رسیدون کے
نام کی فہرست اپنے مطیعون کو بخوبی سمجھادی اوسوقت نقیب نکلکر نقابت کرنے لگے
اور ایک ایک سرود نواز بیچمین طفل ماہ طلعت گویے کالڑکا گوٹے پٹھے کی سرپوپی
پہنے نہایت آراستہ حسن وخوبی سے پیراستہ اور سرود نواز سر پر پگڑ یا ان گلنار باندھے
اوس لڑکے کے پیچھے ولیسا سرود بجاتے اور وہ طفل کان پر ہاتھ رکھکر خوش الحانی
کے ساتھ اس غزل کو گاتے بہادرون کو رغبت جنگ کی دلاتے نظم قصر

نقیبون نے دمی یک بیک یہ صدا	کہ دنیا سراسر رنج وآفت کی ہے
ہوئے زرکے خاطر تو منعم خراب	بڑی فکر انھین مال ودولت کی ہے
عمارات عالی بناتے ہین کیون	یہ دنیا جگہ خوف وعبرت کی ہے
لحد کوئی اپنی بناتا نہین	جگہ جو کہ عقبے مین راحت کی ہے
سکندر نہ باقی رہا دہر مین	یہ آئینہ ہے بات حیرت کی ہے
شہا عون میدان جگہ ہی	جگہ امتحان اور جرأت کی ہے

بڑھا کر قدم پھر نہ پیچھے ہٹے | سمجھ لو کہ یہ بات غیرت کی ہے

اور یہ شعر پڑھتے تھے جوانمردون کو متنبہ کرتے تھے کہ انجام کار سے خبردار ہو ذرا ہوشیار ہو

اجل لگائے ہوئے گھات ہر کسی پر ہے | بہوش باش کہ عالم رو اروی پر ہے

اور پکارتے تھے کہ اے نوجوانو آج نامی اور نامور ہو جاؤ جی توڑ کر لڑو کہ اس دنیائی فانی مین بہت شاہان ذوی الاحترام آئے اور کوس سفر آخرت بجا کر راہی ملک عدم ہوئے نواب مرزا

تاج مین جنکے ٹکتے تھے گوہر | ٹھوکرین کھاتا ہے وہ کاسۂ سر
تھے جو خود سر جہان مین مشہور | خاک مین ملگیا سب اونکا غرور
عطر مٹی کا جو نہ ملتے تھے | نہ کبھی دھوپ مین نکلتے تھے
گردش چرخ سے ہلاک ہوئے | استخوان تک بھی اونکے خاک ہوئے
کج جو رکھتے تھے اپنے فرق پہ تاج | آج مین فاتحہ کو وہ محتاج
کوئی لیتا بھی اب نہین یہ نام | کونسی گور مین گیا بہرام
اب نہ رستم نہ سام باقی ہے | اک فقط نامی نام باقی ہے
جس چمن مین تھا بلبلون کا ہجوم | آج اوس جا ہے آشیانہ بوم
بات کل کی ہے نوجوان تھے جو | صاحب نوبت و نشان تھے جو
ایک خود مین نہ ہے مکان باقی | نام کو بھی نہین نشان باقی
صبح کو طائران خوش الحان | پڑھتے ہین کل من علیہا فان

اے بہادران دنیا مین زندگی چار دن کی ہے یہ سرائے سہ پنجی مشہور ہے شش جہت ربع مسکون مین نام رہجاتا ہے اور ہر شخص کیسی ہی اولوالعزم کیون نہو خاک مین ملجاتا ہے نظم

خاک جب ہوگئے قدر عنا | تب ہوا سرو خوشنما پیدا

لالہ رو دلپہ لیگئے جب داغ — تب ہوا لالہ زیب محفل باغ
جب مئے صاحبان محفل درد — جعفری نے دکھایا تب رخ زرد
جب ہوئی خاک صاحب کاکل — تب نظر آئی گیسوے سنبل
مٹ گئی جب ہزار غنچہ دہان — ہوا گلشن مین ایک غنچہ عیان
نرگسی چشم ہین جو دفن یہین — چشم نرگس جہکی ہے سو کے زمین
خاک مین گلرخان جو سوتی ہین — باغ مین آبشار روتے ہین
عاقلان باغ یہ نہین ولکش — جسکو دیکھو وہ ہے پریشان فہش
اس چمن کی ہوائی بہمن ودی — آستین زن چراغ عقل ہے آج
عندلیبون کی ہین یہی الحان — غافلو کل من علیہا فان

قصہ کوتاہ جب یہ ندا دلاورون کے گوش زد ہوئی دنیاے دنی کی بے ثباتی ہر ایک طرح کی بے وقاری پیش نظر ہو گئی زندگی سے سیر ہو مرنے پر کمر باندھی اور گلشن شجاعت مین جوہر شمشیر کی سیر کرنے لگے اور وہ گلہاے باغ تہور بجوشی تمام نہال ہوے اور صف ہاے لشکر پر مثل سبز خوابیدہ یاصف مژگان کے سناٹا چھا گیا کہ یکایک ایک کافر زندکی سے بیزار صف لشکر کفار سے نکلکر سامنے اوس بیدین یعنے خونخوار جادو کے آکر یون برّندہ تیغ زبان دکھانے لگا کہ مجکو اگر اجازت ہو تو میدان رزمگاہ مین جاکر عرصہ حیات حریف کو تاہ کرون نخل قد مخالف باغ دنیا سے بیخ و بنیاد سمیت اوکھاڑ پھینکدون کہ پھر اوس خزان دیدہ کی حسرت پر سحاب ہمیشہ گریان رہے اور برق دل بریان رہے بادشاہ نادیدہ بہار فصاوس نامراد کو عین شادی مین ناشاد ہو کر اجازت دی کہ ای گلچین گلشن جفا جلد جاکر دشمن کو مثل سبزۂ بیگانہ پامال کر بے چہری جلال کر کہ مرغان

ہوا اور مردان دنیا اونکے حال زار پر مثل چشمہائے چمن زار رونا لان ہون اور تجکو رحم نہ آئے بلکہ
نسیم آہ سرد بہرے اور تو سرد مہری کرے وہ ساحر یہ حکم سنکر اپنے طاوس آتشین پر سوار ہو کر مال
تردد کہولے ہوئے بسبیل اضطراب میدان کارزار مین آکر ٹھہرا اور پھر طائر سخن کو اوس باد
ہوائی نے آشیانہ دہن سے بے پر کی اوڑا کر کہا کہ اے مصور جادو حبس کو تمنائے مرگ دامن
گیر ہوا اور موت اوسکے دست و گریبان ہوا اوسے بھیجدے میرے مقابلے کو کہ مین مرض زندگی
سے ہلاکو کردار نجات دون نسخہ شربت اجل پلاؤن اس ضیق سے اور کشاکش عذاب
دنیا سے چھڑاون حرارت جرأت اوسکے آب تیغ سے بجھاؤن کہ ضرب میری اوٹھا کر خواب
مرگ سے بھی چونک اوٹھے آرام سے نہ سوئے ؎ گران ہر کرا بار شتر تن است +
حکیم علاجش بدست من است + یہ لاف و گذاف کرکے وہ کافر خیرہ سر اپنے کلہ شکن
کا منتظر ہوا کہ مصور کی جانب سے ایک جوان پری پیکر سامنے تخت ملکہ ذوفنون جادو
کے آیا اور صورت کلام کو آئینہ بیان مین یون جلوہ گر کرنے لگا کہ اے شاہ شاہان اگر
مجکو اجازت ہو تو یہ جو کچھ تصاویر خیال اسکے مرقع خاطر مین صورت پذیر ہین جاکر مثل نقش
باطل محکوک کردون کہ زندگی اسکی گلزار تحریر مین دفتر روزگار سے باہر شمار کی جائے
بلکہ اس تیرہ روزگار کا نامۂ اعمال سیاہ بھی زیر غبار فنا خط نسکست سے شکست اوٹھا کر لکھا
جائے ملکہ نے زبان فیض ترجمان سے کلمہ حفظ و امان پروردگار ارشاد فرمایا اور کہا کہ کاتب
قدرت کے سپرد کیا جا اور خط تقدیر اس برگشتہ بخت کا اوسکے آگے لا یکقلم جنگ مین نہ
قصور کرنا اسکے ساتھ فتور کرنا المختصر جب اس نہنگ بحر جرأت نے یہ حکم اوس ماہی دریائے
شاہی کی زبان سے سنا مثل موج دریا جوش و خروش کے ساتھ طرف حریف کے
روان ہوا اور ڈانٹ کر صدف زبان کو گہربار کیا کہ او غریق لجۂ فنا کیون جان سے ہاتھ

دھوکر آیا ہے خیریت اسمین ہے کہ ناؤ مین خاک نہ اوڑا اور جہاز حیات اپنا طوفانی نکراو شوریدہ سر اس حال خراب سے مارا جائے گا کہ ماہیان دریا اور مرغان ہوا تیرے حال پر گریہ کرین گی آب ندامت سے نہائیگا مجھسے لڑنے مین پیش نہ لیجائیگا یہ کہکر آواز دی کہ الحر بہ جو کچھ کہ تجکو سجھ پڑے سہے اوس نابکار نے پہلے آتش فساد سحر سے روشن کی بہت دیر تک آسمان سے اس آتش خونپر آگ برسی مگر آب تدبیر سے اس بہادر کے سر دہوئی رنگت اس کی ندامت سے زرد ہوئی پھر ناریل اسم پر پھکرا اسکے سینے پر مارا ساحر ملازم خونخوار کے سینہ کو توڑا ہر چند اسنے چاہا کہ رد اسکا کرے مگر دستیاب نہوا سینے کو توڑ کر پشت کے پار ہوا دوسرا بہادر اس نابکار سے دوچار ہوا اور ترنج مارا کہ اوس روسیہ کے سینے کو اوسنے توڑا وہ ناری سرد ہو کر فی النار ہوا یہ دیکھکر خونخوار جادو خود مرکب پر سوار ہو کر میدان مین آیا اور بیمار زطلبی کی اوسوقت مصور جادو نے گھوڑی کی باگ اوٹھائی سامنے تخت ملکہ کے آکر عرض کی کہ اے ملکہ عالم مجھے اجازت دیجیے کہ اس کافر کی آتش غضب آب شمشیر سے سرد کرون تا یہ نائرہ فساد مٹ جائے اور فرو ہو جائے ملکہ نے خلعت ننگ و عنایت کیا اور ارشاد کیا کہ جامۂ ہستی دشمن کی دھجیان اوڑا لباس زندگی سے برہنہ ہو کر طرف عدم کے سرنگون روانہ ہو غرض مصور خدمت سے رخصت ہو کر میدان مین آیا خونخوار نے مصور کو دیکھکر آتش جگ اسطرح افروختہ کی کہ اپنی منقل آتشین سے کچھ چنگاریون پر سحر پڑھکر کھینچ ماریں کہ ہر ایک چنگاری گرد مصور کے شعلہ زن ہوئی اور اسطرح تیزی اختیار کی کہ تمام میدان شرر افشان ہوا اور لشکر و فیلون مین اسطرح کی گرمی پیدا ہوئی کہ یقین تھا کہ سب جلجائین مصور نے اپنی دریادلی سے ایک چھینٹا پانی کا تھوڑے روی پر دیا کہ وہ ایک ابر کی صورت ہو کر اوس آگ سے بالا قایم ہوا اور پانی برسنی لگا وہ آتش سحر دفع ہوئی خونخوار نے پھر اپنی سیہ بختی کی روشنی دکھائی یعنے ایک

کاغذ کا چاند تراش کر طرف فلک کے اوڑایا کہ وہ چاند کاغذی ہوا پر معلق قایم ہوا اور روشنی مثل ماہتاب پھیل گئی اور کل میدان کارزار مین بزور سحر خونخوار نے تاریکی کردی وہ روشنی ماہتاب کی لشکر ذوفنون پر پڑی آدمی تمام بیہوش ہونے لگے اوس پر سحر ساحری یعنے مصور جادو نے یہ جھوٹ دیکھکر ایک آفتاب بنایا کہ وہ بالاتر ماہتاب کے قایم ہوا اور تمازت پیدا کی جس سے وہ تاریکی دور ہوئی مگر اسقدر حرارت پیدا ہوئی کہ خونخوار گھبرایا اور خاطک زمین پر مار کر ایک اژدر کی شکل بنکر تیار ہوا اور مصور پر حملہ کیا مصور نے اُس موذی کے لیے اپنے تئین ایک عقرب کی شکل بنایا اور اژدر سے مقابلہ کیا یہ کیفیت ہوئی کہ نیش اوٹھاکر تمام جسم اژدر کا غربال کردیا اور پشت پر سے آکر چشم اژدر پر ایک نیش لگایا کہ ہنگامہ برپا ہوا اور اژدر نظر ونسے غائب ہوا پھر میدان مین نہ ٹھہرا تھوڑے عرصے مین اپنے لشکر مین وہ کور نمک یعنے خونخوار جادو ظاہر ہوا اور عقرب جو مصور تھا اپنے لشکر مین آیا مگر خونخوار جادو کی آنکھ مین زخم کاری لگا تھا فوج کے سرداروں کو للکارا اور سحر موقوف کیا ساحروں کو منع کیا اوسوقت جو بادرون کے لڑنے کی نوبت آئی عقیل جادو نے ملکہ سے اجازت جنگ لی اور میدان مین آیا ایک پہلوان کو خونخوار نے مقابلے کو بھیجا مگر عقیل نے ہوشیاری اور چالاکی تمام اوسے قتل کیا اسیطرح اس بہادر نے اکیس پہلوانان نامور کو قتل کیا اوسوقت خونخوار نے حکم دیا کہ سب حملہ آور ہون جنگ مغلوبہ کرین پھر تو فوج ہر طرف سے گھرائی اور شاہزادہ قمر مینا نے گھوڑے کے باگ اوٹھائی غازیان نامدار خبردار ہوئے لشکر دونون نے تخت برہا یا پھر تو یہ کیفیت تھی ابیات

درآمد بجنبش دو لشکر چو کوہ	گران جنبش آمد جہان درستوہ
خروشیدن کوس رویینہ طاس	بپوشیدہ راہ از بر جان ہراس
تبیرہ بغرید چون تند شیر	درآمد بر قص اژدہاے دلیر

ز شور دین ناله کرونا ئے — در افتاد تب لرزه بر دست و پائے
به جنبش در آمد دو دریائے خون — شد از موج آتش زمین لاله گون
برابر در آمد کمان را شکنج + — شبانان شده تیر چون مار گنج +
ز بس تیر باران که آمد بجوش — فگند ابر بارانی خود بدوش
سنان در سنان رسته چون لاله زار + — سپر بر سپر بسته چون لاله زار +
ز بس بر دهن ناوخ انداختن — نفس را نه راه برون تاختن +
جگر تاب شد نعره ها ئے بلند — گلو گیر شد حلقه ها ئے کمند
ننگ خدنگ از کمین کمان — نیاسود بر یک زمین و زمان
کمند اژدها ئے مسلسل شکنج — دهن باز کرده بتاراج گنج
ز بس تیغ بر گردن انداختن — نیارست کس گردن افراختن
ز غرندین ژنده پیلان مست — گره در گلوئے هزبران شکست
پسر باپدر کین بر داشته + — محابا شده مهر برخاسته +
ستون عمل خانه در خون زده — نجات از جهان خیمه بیرون زده
به شمشیر پولاد و گرز و خدنگ — گذرگاه کردند بر مور تنگ +

غرض اسطرح بھڑ کر تلوار چلی تھی کہ آپسمین کیا عجب تھا کہ نوک مژگان سے بھی کارزار ہوئے دلال اجل موت مین کے بازار مین سرگرم کار ملک الموت او سجگہ بیکار تھی ایک کی روح قبض نہ کرسکتے تھے کہ دس مر کر گرتے تھی نزع جان ارزان تھا پیر نوسالہ و کودک دہ سالہ کا ایک بھاؤ لگا تھا زمان ہجر معشوق سے وہ وقت کہین بڑھکر تھا کہ روح و تن سے اور سر و گردن سے جدائی ہوتی تھی باجے جنگی نہ بجتے تھے بلکہ سفر کوس رحیل آخرت کی صدا

تھی جہاں نجھ حسرت پر بہادرون کے کف افسوس ملتی تھی دمامے اور ڈھول سر پٹتی تھے علمہاے فوج سر کے بال پریشانی سے کھولے تھے سپہرون کی گھٹا چاہی تھی برق شمشیر چمکتی تھی نعرہ بہادران رعد آسا بلند تھے دار وگیر کی صدا تھی سیل خون جاری تھا سر حباب آسا دریاے خون مین بہتے نظر آتے تھے بقول سرور ڈھڑ ڈھڑ ادھڑ خون مین غوطے کھاتے تھے نقیب ہر دم یہ آواز زین لگاتی تھے کہ اے مردان بکوشید تا جامۂ زنان نپوشید ۵ روز جنگ ست جنگ باید کرد ۵ کوشش نام و ننگ باید کرد ۵ تیر پیام قضا لاتے تھے آسمان گردش مین تھا طبقات زمین جکڑاتی تھے بہادرون کے جولانگاہ سے زمین پر پل چل تھی ہر ایک کی گھات مین اجل تھی گاؤ زمین کی پایابی کا اندیشہ تھا چھ طبقے زمین کے تھے آٹھ طبقے آسمان کے ہو گئے تھے نصیب دشمن باوجود اتنے بڑے ہنگامے کے سو گئے تھے کسی بہادر کا جو ترکش زمین پر اوندھا گرا تھا تو یہ معلوم دیتا تھا کہ زمین کے روئین عبرت و خوف سے گھڑے ہو گئی ہین یا لالہ خونین پیالہ کے کھیت کا شتکار بو گئے ہین اگر کہین سر کٹا پڑا تھا تو اس بہادر نے زمین کو دانتون سے پکڑ لیا تھا کہ زمین او سوقت پاؤن کے نیچے سے نکلی جاتی تھی جو کسی زرہ پوش کا بازو تھا تو گویا دریاے خون مین مچھلی دام مین پھنسی تھی عجب بے بسی تھی اور اگر کہین ہاتھ کٹ کر گرا تھا تو گریبان خاک ہوا تھا کہ افسوس ہمسے کچھ نہو سکا اور اگر کہین پاؤن کٹا تھا تو دنیا کی بے ثباتی پر دست کش تھا جانب ملک عدم پاؤن پھیلائے روانہ تھا اور شاہزادے کا تو یہ حال تھا کہ شمشیر اسکی برق بلا و اسنے خرمن جان حریفان تھی گاہے میمنہ پر گرتا تھا بجلی کیطرح چمکتا پھر تا تھا اشعار

یکی را بہ بازو یکے را بہ سر	یکے را بہ پشت و یکے را کمر ۵
دریدو بریدو شکست و ببست	یلان را سر و سینہ و پا و دست
بہر جا کہ شمشیر او کار کرد ۵	یکے را دو کرد و دو را چہار کرد

عجب غلغلہ وہنگامہ محشر آسا تھا کہ ایکمشت سوارون کے ملے تھے کہین پیادے حریفون سے
گلہ بگلہ تھے کسی بہادر کے برچھا لگا تھا کوئی زخمون مین چور چور مرکب پر جھوم رہا تھا کسی کے کٹار
لگی تھی کسیکو زندگی بھاری ہوئی تھی کوی اسیر کمند تھا کوئی رسن غیرت حرأت کا پابند تھا
کوئی کسیکی سینے پر سوار تھا کوئی جینے سے بیزار تھا کسی کو بھاگنے کی تلاش متاع جان عزیز کو
حریف پر غالب ہونے کی فکر مین باتمیز قصہ مختصر اسقدر خونریزی اوس جگہہ ہوئی تھی کہ بقیر
ہوسہر کبھی نہ جمی گا اگر روئیدہ ہوگا تو دم الاخوین یا پرسیاوشان یا لالہ بادل داغدار پیدا ہوگا
اور اسقدر لاشون کے انبار کشتون کے پشتے تھے جدھر دیکھو کشتے تھے جانور زاغ وزغن وغیرہ کبھی
طعمہ جوئی نکرین گے سوائے اوس جگہہ کے قدم نہ دھرینگے شاہزادے نے لڑتے لڑتے علم فوج
کے برابر ہو نیکر علمدار سے مقابلہ کیا اور اوسکے ضرب روک کر ایک ہاتھہ تلوار کا لگایا کہ مع علم اور
علمدار کو قلم کیا اپنا نوائے شوکت بلند کیا تمام لشکر کے پاؤن اوکھہ گئے سردست گوشہ طہرا
کو دامن اغوش مادر مہربان سمجھہ کے قرار زمگاہ مین نیکیا رو بفرار لائے پڑاؤ پر آکر جا پڑے
مگر وہان بھی خوف موج نے پڑنے نہ دیا مثل بنات النعش وہ سب مجتمع پراگندہ ہو کر آوارہ دشت
ادبار ہوئی بھاگنے پر تیار ہوئے اور خونخوار کے سر پر اجل سوار تھی سلطنت کی ہوس مین جان آجکر
موت کا خریدار ہوا شہزادے کے مقابل آیا بعد رد و قدح بسیار شہزادے نے کمر زنجیر مین
ہاتھہ ڈالکر طنطنہ نعرۂ اللہ اکبر جگر سے کھینچکر اوٹھالیا اور چرخ دیکر اس سہرو قار نے زمین پر
پٹکا اور مثل ملک الموت اوسکی جان کا خریدار ہوا سینے پر چڑھکر سوال اطاعت کرنے اور
اسلام اختیار کرنے کا کیا جب اوسنے انکار کا دم بھرا اسنے خنجر سے اوس قصاب منش بزدل
کو ذبح کر ڈالا قضا سر پر پھسلتی تھی جہنم کی سمت ڈھکیلتی تھی رشتہ امید زندگی بالکل دل شکستہ
کے مانند شکست ہوا کوئی صورت بچنے کی جان کے نہ بندھی حماقت اور نامردی سے آخر جان

دی جام شربت اجل اس مدگر نصیب کو نصیب ہوا گو راکو ہوا اور یا ہم صدمہ مفارقت روح وتن کا بار اوٹھا کر زندگی
سے سبکدوش ہوئی ٹھنڈی ٹھنڈی طرف دوزخ کی گرم رفتار ہوا خلاصہ یہ کہ فی النار ہوا اور یہاں لشکر ذوفنون
میں طبل شادمانی بجے تمام مال ومتاع خیمہ وسراپردہ اون ننگ خاندان کے لوٹ لیے پھر وہاں سے
لشکر نصرت آگین اور شہزادہ مع ملکہ ذوفنون اور مصور ظفر قرین شہر میں داخل ہوئے منادی نے
ندا کی جو حاکم وقت کی اطاعت نکریگا وہ گمراہ راہ عدم دیکھیگا تمام ترفیخواہ شہر نذرین لیکر حاضر ہوئے
جشن بلوکانہ رشک فریدون وجم برپا ہوا مطرب خوشی کے ساتھ آوازیں مبارکباد کی لگانے لگے دوست
قہقہے اوڑانے لگے مصور جادو نے تمام قلعہ کا بندوبست سرکشوں کو شکست دیکر حسن انتظامی کے ساتھ
کیا پھر ملکہ اور شہزادہ خونخوار جادو کے شبستان میں تشریف فرما ہوئے اسکے محل میں جو عورتیں تھیں
اور خونخوار کی اطاعت میں رہتی تھیں اونکو قتل سے اور چشم پوشی کرکے نظر بند فرمایا پھر وہاں سے
مثل نگاہ پھر کے خوابگاہ خونخوار جادو میں پہنچے چشم آباد دیکھا کہ اسکے پلنگ پر چار مار سیاہ ہمپایہ ہیں یعنی ہر ایک
پائے پر ہر ایک کو قرار ہے ہر ایک زہردار اور صاحب آزار ہے مصور نے واسطے دفع کرنے اون موذیوں
کے کچھ سحر کی مار چاہی مگر ذوفنون نے اپنے بالوں کی لٹ توڑ کر کچھ افسون اون پریشان حالوں کے
دفع کے لیے پڑھا کہ وہ بال وبال اون پر ہوئے یعنے بشکل اژدر خونخوار تیار ہوئے مگر جب قریب اون سانپوں
کی لہرا کر پہونچے آپ سے آپ جلکر خاک ہو گئے شاہزادے نے پوچھا کہ ایملکان سانپوں پر خدا کی
مار یہ کیون نہ مرے اسنے عرض کیا کہ خونخوار جادو بلائے بے درمان تھا کہ جسکے کاٹے کا منتر نہیں اور
زہر سحر کے لیے کوئی تریاق تدبیر ممکن نہیں مگر حضرت شافی کی مدد سے اور آپ کا اقبال دشمن جان
کے لیے زوال ہوا کہ وہ کمبخت پامال ہوا یہ کہکر اوس ساحرہ فرعون باسامان کے سحر رد کرنے کے لیے
موسی کردار عصائے تدبیر زمین پر ڈالا یعنے اپنی آغوش سے ایک جھولی اسباب سحر کے کھینچ کی نکالی
اور اوس میں سے تھوڑا گرد تماش واسطے دفع سحر بد معاش نکالا اور ایک چقماق اوسکا بنایا

اور خون اپنا تھوڑا سا انگشت کا نکال اوس پتلے کے منہ میں لگایا اور کچھ سحر پڑھا اور پوچھا کہ او طفل تجھے
قسم رود سامری کی بیان کر کہ یہ سانپ کیوں نہیں دفع ہوتے وہ طفل سحر مثل حیوانوں کے گویا ہوا
کہ یہ سحر تو خونخوار قضا نصیب کا ہے مگر اوس خفتہ خواب مرگ نے اس پلنگ پر تحفہ طلسمی یعنے لوح
و نقش انگشتر باطل السحر بھی ہے یہ اوسیکی نرگی ہے کہ کسکا دسترس مزور نہیں ہو سکتا ملکہ نے
یہ سنکر کچھ سحر پڑھا کہ وہ پتلہ تو غائب ہوا مگر آپ جست کر کے سقف محل پر پر محل آئی اور خنجر سے
زمین اوس جگہہ کی کھود کر اوس پتلے روزگار نے اپنی صورت کی طرح ایک تصویر کاغذ کی
بنا کر کچھ سحر پڑھکر اوس تصویر پر دم کیا اور سوراخ کی راہ سے پلنگ پر پھینکی لوگ دیکھکر صورت آئینہ
حیران کار تھے یعنے یہ معلوم دیتا تھا کہ ملکہ ذوفنون پلنگ پر بیٹھی ہے لیکن ادھر تو یہ نقلی ذوفنون
پلنگ پر آئی ادھر ماران سیاہ لیکے دیکھا تو وہ تصویر جست کر کے پلنگ سے دس قدم پر آ کے گری
وہ سانپ بلا کی طرح سائے پر آدمی کے دوڑتے تھے لپک کر اوسپر جا پڑے اور پلنگ خالی ہوا ادھر
ملکہ ذوفنون بلندی سے چھت کی کود کر بستی پر آئی اور ایک ہی پنجہ میں لوح وغیرہ تحفہ طلسمی اوٹھا لی
پھر وہ ماران سیاہ اسکی جانب آئے اسنے کچھ سحر پڑھا کہ وہ مرکر اوسی جگہہ رہ گئے ملکہ نے لوح
وغیرہ شاہزادے کے نذر کی اسنے لوح و نقش لیکر سجدہ شکر نقاش ازل ادا کیا پھر دربار میں آکر
جشن میں شریک ہوا وہاں سات شبانہ روز تک برابر صحبت عیش و جیش رہی اوسی جشن میں
ملکہ ذوفنون کے ساتھہ نکاح کیا مصور جادو نے ایک خانقاہ بنوا کر اپنی عمر عبادت صانع
طلسم عالم میں بسر کرنا اختیار کی نام اپنا مصور یزدان پرست رکھا پھر شاہزادے نے ملکہ
سے کہا کہ اے جان جان و اے آرام دل مشتاقان اب کونسا مرحلہ طلسم باقی ہے اسنے
مندلیب زبان کو محفل بیان میں یوں ترنم سرا کیا کہ اے ثانی سلیمان اب کچھ خطرہ دیو پری
اور آسیب سحر کا باقی نہیں ہے مجھہ ایسے بلقیس وش سے بیخطرے مرنے اور ایسے ای انسان

پری مثال اب کہیں نہ تشریف لیجائیے شہزادے نے کہا کہ میں تابع فرمان حضرت عشق ہوں رہروی سے فرصت قلیل ہے یہاں رہنے کی کونسی سبیل ہے راہ عشق ملکہ خورشید جمال میں مغرب و مشرق ایک گردش نگاہ کا فاصلہ ہے طریق دشت نوردی میں میں مجنوں کا اوستاد ہوں سبق الفت بخوبی یاد ہے مکتب عشق میں یہی درس ملا ہے حرف نقش محبت لوح دل پر ثبت ہے ملکہ نے عرض کیا کہ آپ اگر اوس لیلی شمائل پر مفتون ہیں تو میں مجنوں کردار آپ پر مائل ہوں اگر آپ مجنوں کے اوستاد ہیں تو اس کنیز کا بھی یہ حال ہے کہ ؎ ما و مجنوں ہمسبق بودیم در دیوان عشق ۔ او بصحرا رفت و من در کوچہا رسوا شدم اے شہریار میں آپ کے ہمراد ہوں ملازمان حضور کی ہمراہی خواہ ہوں یہ کہکر بارگاہ وغیرہ لدنی سامان سفر تیار کیا اور دو ایک روز میں ملکہ نے چار ناچار اس شمشاد کو کوئی محبت کے ہمراہ کیا کیا اپنی جگہ پر وزیر عقیل اپنے باپ کو کاروبار سلطنت تفویض کیا پھر آپ کوس سفر بجایا اور شہر سے نکلکر با حشم و خدم طرف ملک بدر الجمال ملکہ خورشید جمال روانہ ہوئے القصہ بعد قطع منازل و مہ و مہر سپہر سلطنت اوسی حصار میں پہونچے جہاں شاہزادے کو لوح وغیرہ کی بشارت ہوئی تھی دیکھا تو وہ درجے وغیرہ بالکل معدوم ہیں نہ اب وہ میل معلوم ہوتا ہے لیکن ایک مسجد جو میل کی بلندی پر قایم دیکھی تھی تعمیر ہے صاحب توقیر ہے اور سات راستے ساتوں شہر کے جو بطور درجوں کے تھے بلا دروازہ نظر آتے ہیں اور حصار طلسم بھی نہ تھا اور نہ وہ کمرے اور قلعہ وغیرہ بنا تھا مگر کچھ سامان اوس صحرا میں منتشر حواس جمع تھے حاضر خدمت ہوئے شہزادہ اون کے حال کا مستفسر ہوا اونھوں نے کہا کہ ہم لوگ دربان طلسم ہیں یہ طلسم شکست ہوا اب جیسا کچھ ارشاد عالی ہو بجا لائیں شہزادے نے اونکو اپنا ملازم کیا پھر وہاں سے ارادہ سفر کا کیا اون لوگوں سے پوچھا کہ اب راہ ملک ملک

قہرمان کی کتنی باقی ہوگی اونھون نے عرض کیا کہ یہ وہی ملک ہے مگر دارالعمارۃ قہرمان سے اور اس صحرا سے جہان سے آپ داخل طلسم ہوے ہین ایک مہینہ بھر کی راہ کا فاصلہ ہے کسلیے کہ وہ ملک بھی تو بہت بڑا ہے ہنوز یہ سخن تمام نہوا تھا کہ اون سات راہون کی جانب سی گرد اوٹھی شہزادے نے دیکھا کہ ساتون بادشاہ بافوج بیشمار اور سپاہ جرار تختون پر سوار پیدا ہوئی اور درششم کے سردار منعہ خزانہ اور بارگاہ اور اسباب ترک جو مین درششم پریشان کر گئے تھے حاضر لائے اب اوس صحرا مین لشکر ہور و ملخ کے مانند جمع ہوا شہزادے کے پاس کل بادشاہ یعنے فرزند لوحدار جادو اور کوہان کوہ سر پر ملکہ لالان لال پوش اور فرزند خان جادو اور زلف آرا کے کاکل کشا اور ملکہ نوبہار زمرد قبا اور سرداران درششم آئے سب نے آنکر ملاقات کی شہزادے نے خیریت پوچھی ہر ایک نے عرض کیا کہ نامہ آپ کا درینجہ ششم سے جو لکھا تھا وہ ہم لوگون کے پاس پہونچا بعزم اعانت حضور کہ در ہفتم کا حاکم نہایت اولوالعزم اور مغرور ہے حاضر ہوئے شہزادے نے فرمایا کہ وہ خود سر یعنے خونخوار پاشکستہ ہوکر طرف دوزخ کے روانہ ہوا اسفل السافلین مین ٹھکانا ہوا اور ملکہ ذوفنون جادو سے ملکہ نوبہار اور ملکہ زلف آرا اور ملکہ لالان لال پوش سے ملاقات کرائی اور کہا کہ انھون نے فتاحی طلسم مین ہماری بڑی اعانت کی اور سب حال قصہ ماضی زبان بیان پر لایا پھر حکم دیا کہ بارگاہ طلسمی استادہ ہو غرض بارگاہ طلسمی برپا ہوئی اور ہر ایک بادشاہ کی خوابگاہ کے لیے ہر ایک ملک کی بارگاہ آراستہ کی پھر تو خیمے اور سراپردے اور اسپکین اور بے چوبی اور راویان اور قلندرے اور چھاؤنی سات لاکھ سپاہ کی پڑ گئی وہ جگہ آدمیون سے بھر گئی شہزادے نے اوس بارگاہ طلسمی مین دربار کیا سب بادشاہ زیر تخت ماتحت شہزادے کے آن کر تختون پر جلوہ گر ہوئی اور شہزادہ تخت پر طلسم کے زیب دہ مسند سلطنت ہوا اور تمام گرد و گردن کش دنگلون پر متمکن ہوئی ناچ راگ رنگ سامنے شروع ہوا عجب اوسوقت کی شوکت و

اور تحمل شاہزادے کی تھی کہ زبان قلم تحریر بیان سے قاصر ہے تمام دن دربار رہا
یہاں تک کہ جب شاہ افلاک بارگاہ چرخ زنگاری سے اوٹھکر طرف خیمہ مغرب کے استراحت
کے واسطے روانہ ہوا اور وقت شام کا آیا اوسوقت شاہزادہ خیمے میں ملکہ لالان لال پوش
کے تشریف لایا اوس ہجران کشیدہ کا عجب حال یا یا کہ نرگسی آنکھوں نے رو
رو کر ابر وار نوبہار کی کھوئی تھی یاد میں شہزادے کے ایسا روئی تھی بال مثل
سنبل پریشان نہایت زار و نالان آج شہزادے کی آمد سے گویا بہار تازہ باغ
حسن میں آگئی تھی مطلوب کو جو پا گئی تھی مثل گل شگفتہ ہو کر تا در خیمہ استقبال
کیا سر و قد رسم تعظیم بجالائی پھر شاہزادے کو مسند پر لیجا کر بٹھایا دور شراب
شروع ہوا غرض بعد تناول طعام وہ دو لو مست مے محبت چھپر کھٹ پر جا کر استراحت کنان
ہوئے دور مصائب ہجر جانان ہوئے اوسوقت ملکہ کی خوشی کا عجب عالم تھا گاہ پھولوں
نہاتی تھی جامے سے باہر ہوئی جاتی تھی وہ بیقراری جو خوشبو کی روش باغ دلمین بسی ہوئی
تھی نسیم وصل شاہزادے سے لگ گئی اوبکلی دلکی دور ہوئی شاد و مسرور ہوئی گل تازہ
گلشن خاطر میں کھلا جب اوس کلبدن سے ہم آغوش ہوئی وہ شکایتیں اور مصیبتیں جو
زمانہ ہجر میں گذری تھیں زبان پر لائی ساری مصیبت ہجر کی کہہ سنائی پھر دونو ہم آغوش
ہو شرم و حیا کھو آرام میں شاہد خواب سے ہمکنار ہو سو رہے رات تو باتوں میں کم رہی تھی
ایک لمحہ میں صبح ہوئی کہ ہیلا سے شب ہمکناری روزگار سے رخصت ہوئی اور نو شاہ
آفتاب نے لباس عروسی و دامادی زیب جسم کر کے سہرا طلائی شعاع کا باندھ کر بزم سپہر کو روشن
بخشی شہزادے نے اوسی مسجد میں جا کر نماز سحر ادا کی پھر حکم طیاری سفر لشکر کو دیا وہاں
سے عساکر ظفر اثر باہزاران جاہ و جلال روانہ طرف دیار جانان کے ہوا شاہزادے کا

دل بادمطلوب مین بیتاب سیماب وار تھا کہ وعدہ وصل چون شود نزدیک ۔۔۔ آتش شوق تیز تر گردد ۔ بہت جلد برہم بلغزوان تھا مشتاق ملازمت جانان تھا شب و روز کوچ بنا تھا کہین مقام سے کام نرکھتا تھا ۔

پہونچنا شہزادے کا دیار مین اوس مہر تمثال بدر سپہر خوبی یعنے ملکہ خورشید جمال کے اور دیکھنا ایک بادشاہ سرکش نوآمادہ جنگ کہ طلبگار وصل ملکہ خورشید تھا اور مغلوب یا نا بدر ملکہ کا اور دیکھنا اپنے رفیق قزاق ضربر سخت جنگال کو زخمی مدد کرنا شہزادے کا اور ہلاک کرنا اوس بادشاہ سرکش کو پھر داخل ہونا قلعہ مین شہر کے اور ملاقات ملک قہرمان سے اور شادی کرنا ملک قہرمان کا شاہزادے کے ساتھ اپنی دختر ملکہ خورشید جمال کے پھر رخصت ہونا شہزادے کا طرف اپنے وطن کے مولفہ

پلا مجکو ساقی می لالہ گون	کہ مین بھی خوشی سے ذرا مست ہون
بطری کے ساقی لگا کر کباب	گرگ باده خوارون کی لادی شتاب
ذرا عیش و عشرت کا سامان لکھون	می وصل کو یار کی مین پیون
بہت رنج جانکاہ فرقت لکھے	بہت رنج غربت کے مینے کئے
اب ہے دور فرحت ہوا رنج دور	لکھون حال شادی کا تا ہو سرور

نغمہ پردازان انجمن بیان و قانون نوازان محفل عشرت اقتران اس مجلس افسانہ مین چنگ زبان سے یون نغمہ پرداز ہین اور نے کلک سے اسطرح خوش آہنگ اور خوش ادا ہین کہ ملک قہرمان عدو سوز جس روز سے کہ شاہزادہ قمر ضیا کو طرف طلسم کے روانہ کر آیا تھا اور شہر اوسنے کے رفیقون کو اوسی مکان جنت نشان مین فروکش کیا

تھا اور سکے لیے سامان عیش و طرب وہان سب طرح کا بھیج دیا تھا کہ کسیطرح کا غبار ملال اونکی
آئینہ دلمین نہ آسکے اور صورت رنج کی منہ نہ دکھاسے اور بہت سے ہرکارے صباد م اوس مقام
پہ متعین کیے تھے تا جو کچھ اوس چار دیواری طلسم سے عجائبات نظر آوے اوسکی خبر حضور مین
پہونچے اور ملکہ خورشید جمال بھی کبھی کبھی پوشیدہ کسی کنیز کو رفیقون کے پاس بھیجا کرتی تھی
حال شہزادے کا پوچھا کرتی تھی کسلیے کہ دور از حال ایسا نہو کہ جیسا شہزادگان ماضی پر حادثہ
گذرا ہے اوسیطرح یہ شہزادہ بھی نہ ہلاک ہو زندگی کا قصہ پاک ہو اور رفیق شاہزادہ بھی ہر روز
زیر دیوار طلسم جایا کرتے تھے اور بدستور پایا کرتے تھے ایک روز دیوار طلسم کی بلندی پر
جو بطور قلعہ کے مقام آراستہ تھا وہان سے آوازین ہیبت ناک آئین اور توپین بہت سی
چلین یعنی جب شاہزادہ داخل درجۂ طلسم ہوتا تھا جب توپین چلتی تھین وہی ہرکارے
بادشاہ سے جاکر عرض کرتے تھے بادشاہ اور تمام اہل دربار صورت آئینہ حیران ہوتے تھے کہ اے
صانع طلسم عالم یہ کیا ماجرا ہے تو ہی عالم الغیب ہے نہین معلوم کیا سانحہ شاہزادے کے بروی
کار آیا کہ جس سے یہ ہنگامہ طلسم مین برپا ہوا اسیطرح شدہ شدہ ایک روز غلغلہ نمونۂ قیامت
برپا ہوا اور تمام دشت مین تاریکی مثل شب فرقت عاشقان پھیل گئی دنیا دہل گئی بعد
تھوڑے عرصے کے احوال روشن ہوا کہ وہ سواد حصار نظرون سے غائب ہوگیا منزلون
تک بیابان نظر آنے لگا اوسوقت ہرکارون نے خدمت شاہ مین آکر عرض کیا کہ اے گل حدیقہ
چمن سلطنت آج ینا گل اوس صحرا مین پھولا پہلے تو وہ صحرا ظلمت آباد یعنے تمام تاریک ہوگیا
ہم سیاہ بخت تیرہ روزگار زلف آسا پریشان ہوے صورت آئینہ حیران ہوے کہ اب نہین معلوم
یہ روز سیاہ کیا پردۂ غیب سے عالم شہود مین ظاہر لائیگا کیا سانحہ تازہ پیش آئیگا مگر تا بندگی
اختر اقبال حضور سے ستارہ ہم سیہ قسمتون کا پھر چمکا یعنے وہ تاریکی موقوف ہوئی اور

روشنی ظاہر ہوئی حقیقت باہر ہوئی کہ وہ حصار طلسم غائب ہوگیا اب سوائے خارستان اور
بیابان کے کچھ نہیں معلوم ہوتا ہے ظاہر ایسا مفہوم ہوتا ہے کہ خار اجل وشمن کے دامن سے جھجا
اور شہزادہ فتحیاب ہوا بادشاہ اور تمام اہل دربار متعجب ہوے اور حکم دیا کہ سواری تیار ہو ہم بھی
بچشم خود اوس جگہ کو دیکھیں جسنے یہ خبر ملک کے بھی گوش زد ہوئی کمال مشتاق ہوکر بادشاہ کی خدمت
مین عرض کرا بھیجا کہ یہ کنیز بھی آپکی ہمراہ چلے گی اس کیفیت کو دیکھکر خوش ہوگی غرضکہ بادشاہ مع
ارکان دولت سوار ہوا اور ملکہ خورشید جمال بھی ہودج زرین مین سوار ہوکر روانہ ہوئین عورات
محل ہمراہ چلین تمام ہودج حسن رخسار سے اوس خورشید رو کے مثل برج حمل روشن تھا
اوس گلعذار کے آنے سے صحرا رشک گلشن تھا بادشاہ اور سب اکابر اور امراء شہر مجتمع
ہوے مگر اس سانحے کو دیکھکر ہر ایک کے حواس پراگندہ تھے یہان تو یہ کیفیت تھی مگر وہان جرخ کجرفتار
کی اور نیت تھی یعنے ایک بادشاہ اطراف ممالک شمال کا کہ نیرنگ فیل سوار نام رکھتا تھا بعزم
شکار اپنے گھر سے نکلا تھا قضائے کار ایک آہو صحرائی کے تعاقب مین آوارہ ہوکر اسقدر
اپنے لشکر سے جدا چوکڑی بھولکر آنکلا اس دشت مین جو انسانون کو جمع دیکھا متشر خاطر ہوکر
توسن زبان کو میدان استفسار حال مین جولان کیا کہ یہ کیا ماجرا ہے اور یہ ملک کونسا ہے اور
حاکم یہان کا کیا نام رکھتا ہے مجکو نشان دو مفصل حقیقت بتاؤ کچھ لوگ جو تماشا دیکھنے متشر
آے تھے اونھون نے ناوک کلام نشانہ جواب پر لگایا اور صید مطلب کو شکار کرکے بیان کیا کہ بادشاہ
اس ملک کا شیر صولت نر بیشہ شجاعت ملک قہرمان حدوسور نام ہے مدبر اور خود کام ہے
اور اس ملک کو بدرالجمال کہتے ہین لوگ اسمین خرم و شاد رہتے ہین اور باعث جمع ہونے
ہم سب لوگون کا یہ ہے کہ اس مقام پر ایک حصار منزلون تک واقع تھا اوسمین کوئی شخص
جا نہین سکتا تھا اگر جاتا تھا تو شہباز اجل اوسکو طعمہ بناتا تھا طائر روح اوس برگشتہ بخت کا اوڑ

جاتا تھا اور قفس تن کوئی اس صحرا مین پھینک دیتا اور سکو بادشاہ طوطا ئے ہزار ہی دہن کہکر اس قصر لگارین کا کرتا تھا اور سبب اس طلسم مین جانیکا اون مرگ نصیبون کا یہ ہوتا تھا کہ اس بادشاہ کے صلب سے ایک دختر عیسی دوران ہے کہ عناب لب اوس جان بخش کے مردہ دلون کو حیات دوبارہ عطا کرتے ہین اور سیکڑون پریشان خاطر اوسکے بنفشہ زار زلف پیچان عنبر شمیم کی خوشبو سے شفا پاتے ہین اوس رشک لیلے پر ہزارون مجنون کردار آئے مگر بادشاہ نے سوال خبر لانے اس طلسم کا کیا وہ بیچارے مرکز فرمان عشق سے سر نہ اوٹھا سکے آوارہ دشت قضا ہوئے اتفاق وقت سے ایک شہزادہ ملک ہند کا بھی آیا چونکہ اہل ہند نہایت عالی حوصلہ ہوتے ہین اپنی جوانمردی سے اس حصار مین جا کر نہین معلوم کونسی کلندر تدبیر سے بنیاد اس حصار کی کھود ڈالی کہ نشان تک اوسکا احاطہ تصور اور خیال مین نہین آتا ہے آج اوسی کو ہر ایک اوندے اور الٹے دیکھتے آیا ہے الغرض جب یہ خبر سامنے اوس بادشاہ کے بیان ہوا نادیدہ تیر عشق ملکہ خورشید جمال کا نشانہ ہو انشکار کے لیے آیا تھا خود شکار ہوا اور جہان ملکہ ہودج زرین مین سوار تھی اوسجگہ یہ بھی آیا قدرت خدا جمیع بادشاہ اور جملہ مردم شہر جب اوسجگہ جہان دیوار طلسم تھی پہونچی اوسوقت پھر ایک تزلزل ہوا جس سے ہر ایک مثل برگ بید کانپنے لگا اور اوس مقام پر صدا دہشتناک ایسی پیدا ہوئی کہ تمام اہل شہر اور بادشاہ پائے استقامت نرکھ سکا بھاگ کھڑا ہوا اور ایک عالم تہ و بالا ہوگیا ملکہ بھی سواری بہت جلد ہٹوا کر بھاگی اوس گھبراہٹ مین جان پر آبنی تھی پردہ ہودج کا ہوا سے اوٹھ گیا اور نیرنگ نے جمال ملکہ کا دیکھ لیا حال سنکر تو بیقرار تھا سامنا ہوتے ہی جان و ایمان سے ہاتھ دھو بیٹھا ملکہ کا جب نیرنگ کا سامنا ہوگیا اسنے از روے حیا چلمن مژگان مردم چشم پر ڈالی آنکھ سامنے چار نکی مگر ان آہوان چشم نے نیرنگ کا شکار کیا دام محبت مین گرفتار کیا

مشورہ کیا کہ اگر یون بادشاہ سے اس گوہر گرانمایہ کو اپنے رشتہ ازدواج مین منسلک ہونا
چاہو تو نگاتنہا ہون ایسا نہو کہ دریاے غضب بادشاہ موج زن ہو اور آبرو دریا برد ہو جس سے تمام
عمر ہمیشہ محزون آب ندامت سر سے گذرا کرے اس سے بہتر ہی کہ آب شمشیر سے آتش فساد بادشاہ
جو شعلہ ور بہی ہو تو بجھا دون یہ تجویز کرکے وہانسے مثل موج دریا روانہ ہوا اثناے راہ مین وہ
لشکر بہتا ہوا ترتا اس غریق لجہ بحر ناکامی کو ڈھونڈھتا جو شکار کے لیے ہمراہ لایا تھا ملا وہین اسنے
خیمہ کیا اور ایک افسر فوج کو نامہ لکھکر پاس اپنے سپہ سالار کے روانہ کیا کہ مضمون نامہ سے
حرف بحرف آگاہ ہوکر جسقدر فوج کہ تمہارے حساب اور شمار مین ہو اسطرف بہت جلد روانہ
کرو تاکید بلیغ جانو القصہ بمجرد پہونچنے نامہ اس روسیاہ کے فوج لاتعد و لاتحصے بر سبیل استعجال اس
گمراہ کے پاس حاضر آئی اسنے اوس لشکر شقاوت اثر کو عرصۂ قلیل مین اوسی جنگل مین مثل مور
وملخ کے جمع کیا اور وہانسے پھر کر اوسی صحرا مین مثل بلاے ناگہانی کے داخل ہوا یہان
بادشاہ قہرمان عدو سوز اپنے قلعہ مین وہانسے پھر کر داخل ہو چکا تھا کہ یہ داخل ہوا اور طبل
اسکے داخلے کے بجے ہر کارے جو متعین تھے اسکو بالشکر جنگ آزما دیکھکر خدمت بادشاہ
مین حاضر ہوئے اور زبان عجز کو بتضرع وزاری اسکی جناب مین یون کھولا کہ ایک بادشاہ
اطراف ممالک شمال کا نیرنگ فیل سوار نام اپنی پست ہمتی سے یہان داخل ہوا ہے ارادہ
لڑنے کا رکھتا ہے عشق ملکہ خورشید جمال سر پر سوار ہے عزم فاسق پر آمادہ وہ نابکار ہے
شاہ نے اس خبر کو سنکر نقد ہوش وحواس ہار دیے اور گھبراکر وزیر سے صلاح پوچھی کہ ایسا
بادشاہ پرشوکت وجاہ واسطے جنگ کے آیا ہے اگر مقابلہ کیا جاے تو یقین ہے کہ روے
فتح آئینہ ظہور مین صورت نہ دکھاے اور اگر صلح کیجاے تو خلاف عہد و پیمان شہزادے و قمر ضیا کے
ظہور مین آتا ہے ایسے امرون مین دل گھبراتا ہے وزیر خوش تدبیر نے انجمن مشورت مین شمع راے

کو روشن کرکے سطحۂ بیان کو یون نور افشان کیا کہ اے چراغ افروز کاشانۂ سلطنت و جہانداری
مناسب یہ ہے کہ مقابلہ کیجیے اور نارہ جدال و قتال مشتعل فرمایے اگر یہ آتش فساد باب تدبیر جنگ
فرو ہوئی فبہا المراد اور اگر خدانکردہ نصیب اعداد شمن دوزخ نصیب غلبہ پائے تو حضور قلعہ بند ہو کر
اوس نشانۂ تیر قضا کو اما جگاہ خدنگ اجل بنائین راہ ملک عدم دکھائین بادشاہ کو یہ رائے
پسند آئی اور کریم کارساز پر نظر کرکے حکم کارسازی لشکر کا دیا اور ایک روز تامل فرمایا دوسرے
روز جبوقت کہ انداز روزگار نے تیر آفتاب قوس سپہر مقوس تین چڑھایا اور زاغ شب کو
شکار بنا کر نشانۂ خط صبح اور ایا اوسوقت بادشاہ سپاہ بیکران لیکر اوسی صحرا مین آیا نیرنگ
قیل سوار نے ایلچی بھیجکر کہلا بھیجا کہ اے قہرمان عدو سوز بہتر یہ ہے کہ مجھسے مقابلہ نکر لڑائی سے
ہاتھہ اوٹھاوالا نہ گرفتار ہوکر اسیر سرنجہ قضا ہوگا مصیبت مین مبتلا ہوگا جسوقت ایلچی نے یہ
پیام خدمت بادشاہ مین آکر موبمو ادا کیا بشاہ نے پریشان ہوکر منہ پھیر لیا اور زبان کو بہر جواب
لب سے یون آشنا کیا کہ اوس غریق لجہ نامردی سے کہدینا کہ کیون زندگی سے ہاتھہ
دھوکر آیا ہے چاہیے کہ اس شورش جنگ سے تیرے مین بھندھا ہو کر گر مجوشی صلح
کے ساتھہ کرون اور لڑائی سے کنارا کرجاؤن ناممکن ہے خیر جو کچھہ تجھسے ہوسکے اوسمین قصور
اور کوتاہی نکر اس ضعیف کا خدا تو انا ہے گو دشمن سارا زمانہ ہے ایلچی نے پیغام مرام پہرا
اور جو کچھہ جواب اسکے سوال کا لایا تھا حرف بحرف بے کم و کاست ادا کیا اوسوقت وہ
سیہ روحرف تیاری جنگ زبان پر لایا نقارۂ رزمی بجوایا چار پہر رات گذر کر دم سحر فوج کا صفحہ
میدان پر پراجایا ادہر ملک قہرمان نے بھی بیانض روزگار پر نام دلاوری ثبت کیا حکم
صف کشی لشکر کا دیا پہلی بسم اللہ لشکر حریف سے شروع ہوئی یعنے نیرنگ فیل سوار خود بہ
ارادہ رزم میدان کی جانب چلا سرداروں نے لشکر کے منع کیا کہ اے بادشاہ پہلے ہم لوگ جان

تیاری کرلین اوسوقت بادشاہ میدان جنگ مین تشریف لیجائین اسنے کہا کہ ان لڑائیون سے مجکو کچھہ خوف وہراس نہین تم دیکھنا کہ سبکو تیغ ابدار کرونگا ذلیل وخوار کرونگا اور دوسری اپنا کام آپ ہی خوب ہوتا ہے کہ ؎ من کار خود را خود کنم تا خوب آید کشت من ۔ کس نخارد پشت من جز ناخن انگشت من ۔ یہ کہکر اشارہ کیا کہ نقیب سے بلند آواز نقابت کرنے لگے یہ آواز ین لگاتے تھے کہ اے بہادران آج جگہہ نام وننگ کی ہے عرصہ زیست کا وقفہ تنگ ہے ؎ بیاہ لیجاؤ عروس موت کو ۔ دو طلاق اس زندگی کی سوت کو ۔ یہ کہکر نقیب جب ہٹے نیرنگ فیل سوار غافل از شعبدہ بازی فلک گھوڑا اوٹھاکر میدان مین آیا پہلے اسپ تازی چوگان بازی سے سراپا میدان کا دکھایا پھر دانت کر آواز دی کہ اے فرقہ زیردستان وحریفان جیسے بادۂ اجل کی خواہش ہو نشہ مرگ سر پر ہو اسمیدان مین آئے اپنی جان گنوائے ادہر سے ایک بہادر دست بادہ جرأت اجازت ملک قہرمان سے لیکر میدان مین آیا اور نیرنگ کے مقابل ہوا نیرنگ نہایت زبردست تھا وہ بہادر اسکے ہاتھہ سے جان بحق تسلیم ہوا پھر نیرنگ نے پکار کر کہا کہ کیا لاشی پاشی کو میرے مقابلے کے لیے بھیجتے ہو کسی بہادر کو بھیجو جو مزا مجھے لڑائی کا حاصل ہو رستم وقت جو ہو وہ میرے مقابل ہو بادشاہ قہرمان نے خود چاہا کہ نکلکر مقابلہ کرے اوسوقت وہ قراق یعنے رفیق شاہزادۂ قمر ضیا کہ وہ بھی مسلح ہوکر فوج شاہی کے ساتھہ آیا تھا دلسے یہ عزم رکھتا تھا کہ اگر خدانخواستہ کسیطرح کا چشم زخم بادشاہ پر آپڑا اور ملکہ کو اس کافر نے قبضے مین کرنا چاہا تو مین اپنی جان دونگا حق نمک سے اپنے آقا کے ادا ہونگا حتی الامکان ملکہ کو نہ لیجانے دونگا بیشکہ یہ تنہا لاکھون اور ہزارون سے لڑتا تھا پیشہ قراقی کرتا تھا ان کلمات درشت کی نلایا فوراً خدمت بادشاہ مین حاضر ہوکر اجازت چاہی بادشاہ نے

فرمایا کہ تم ہمارے مہمان عزیز ہو سکتا ہے کہ تمکو ہمنے کو بیچین بدنامی اپنے سر لین قزاق نے عرض کیا کہ میری مالکہ یعنے ملکہ کا نام یہ کافر بیحرمتی کے ساتھ لیتا ہے لازم ہے کہ زبان اسکی گدی سے کھینچ لون زبان تیغ سے اسکی باتون کا جواب دون غرض بادشاہ سے اجازت لیکر میدان مین آیا اور للکار کر آواز دی کہ اوتیرہ سرخیرہ روزگار کیا بکتا ہے اور کیا جھک مارتا ہے ؎ بیا تا چہ داری ز مردی نشان ٭ کمان کیانی و گرز گران ٭ نیرنگ نے اس جوان کو دیکھکر آواز دی کہ حرب بہادران عالم کو دیکھون کہ تو کیا کرتا ہے کس شجاعت سے لڑتا ہے قزاق کو غیظ و غضب طاری تھا جان سے عاری تھا نیزہ کو دیکھا یا نیرنگ نے چاہا نیزے کو نیزے پر کاٹے مگر یہ تو قزاق تھا وہان سے نیزے کو ہٹاکر گھوڑے کی آنکھ پر مارا کہ سنان نیزہ آنکھ مین پار ہو گئی اور گھوڑے نے چرخ مارا ضرر نے نیزہ ہاتھ سے چھوڑ دیا ہر چند نیرنگ نے چاہا روکے مگر گھوڑے نے مارے صدمہ کے گردش نچھوڑے اور قزاق تلوار پکڑ کر برس پڑا ہزارہا ضرب سینے اور پہلو پر لگائی آخر بمشکل یہ اجل رسیدہ مرکب سے زمین پر گود پڑا قزاق بھی ساتھ ہی زمین پر آیا مگر عجب طریقہ جنگ کا تھا کہ دس دس ہاتھ جست کر کے ضرب کرتا تھا اور آپ زد پر نہ آتا تھا یہی ایسا بہادر نیرنگ تھا کہ اسکی نیرنگیون کو اوٹھاتا تھا آخر کار جب اسنے ہزارہا زخم کھائے اور قزاق پر چیٹ تک نہ آئی وہ اسطرح لڑتا تھا کہ ایک برق جھندہ تھی کہ کوند جاتی تھی آئینہ شمشیر مین عروس جلوہ دکھاتی تھی اسنے تھک کر سرداران فوج کو للکارا کہ تم دیکھتے ہو کہ مین قتل ہوتا ہون اور مدد نہین کرتے میرے ساتھ نہین مرتے یہ حکم سنکر سیاہ مانند ابر کے گھر آئی اور ملک قزاق نے بھی اشارہ کیا پھر تو یہ کیفیت ہوئی کہ

؎ ادھر سے چلے غول اور غٹ کے غٹ	گرے مومن و کبر باہم لپٹ

سواروں کے اک سمت ہاتھی ہوے		پیادوں سے کلے بہ کلے ہوے	
لکے پیٹنے سر دمامے و دھول		دیے سر کے بال اپنے علیون نے کھول	
فلک کا ہوا پر غبار آئینہ +		تھا حیرت کے عالم مین چار آئینہ	

اسقدر تلوار چلی اور ہنگامہ گیر و دار برپا ہوا کہ عیاذاً باللہ مردے قبرون سے یقین تھا کہ نکل آئین پناہ بخدا لائین لیکن قزاق نے فوج کو طریقہ قزاقی سے لڑانا شروع کیا یعنے ٹولی ٹولی کرکے کبھی میمنہ پر گرا اور کبھی میسرہ کو پراگندہ کیا مگر جب بھی فوج دشمن کثیر تھی ہر بار غلبہ ہوتا تھا کہ پاؤن بھادرون کے اوکھڑ جاتے تھے اور قزاق بھی زخمون مین چور تھا سخت مجبور تھا گو پائے استقامت گاڑ دیے تھے مگر آخرکار فوج قہرمان پس پا ہوئی اور پڑاؤ پر آکر تلوار چلنے لگی اوسوقت ملک قہرمان نے تاج اوتار کر محتاج بدرگاہ قاضی الحاجات ہوکر دعا کی اور پکارا کہ پروردگارا قطعہ

تو آن رفیع مکانی کہ ساکنان فلک		بر آستان تو دارند میل در بانی +	
چہ احتیاج بہ پیش تو حال دل گفتن		کہ حال خستہ دلان را تو خوب میدانی	

اے پروردگار مدد فرما اپنے عبد ذلیل کو آفت سے بچا پس جب ملک قہرمان نے رجوع قلب سے دعا کی اور محراب عاجزی مین سر جھکایا قدرت عزیز بے مثل اور حکم سبحان لم یزل سے جنوب کی سمت سے گرد اوڑی اسکی بربادی اور خاکسا ہونے پر مالک بر و بحر کو رحم آیا لیکن ایسی گرد اوڑی تھی کہ سپہر دوار کو تیرہ و تار کر دیا تھا کہ ؎ ز گرد و غبارے کہ شد بر سپہر + رہ رفتن خویش گم کرد مہر + قریب اگر دامن گرد شگاف ہوا اور گریبان جامہ غبار چاک ہوا دیکھا کہ آگے آگے ہاتھیون پر علمدار علمہائے یاقوت رنگ کے پھریرے کھولے ہوئے اور ہاتھیون پر جھولین ستارہ دار

زردوزی پڑی ہوئین کہ جنمین جھول ستارہ دار چرخ فیل کی نثار تھی ہاتھیون کے آنے سے گویا
آمد سحاب کوہسار تھی اور مستکو نپر آئینے نصب تھے لشکر کی یکتائی پر گواہ سب تھے اور پہریرے
پر ہر علم کے تعریف بادشاہ حقیقی اور خیر و لولاک کی بقلم جلی و آب زر تحریر ہر ایک خوبی مین
پری کی تصویر اور قریب سات سے علم کے نشان علمدار لیے نشانہ سات لاکھ سواران جرار
کا اور بہادران روزگار کا اور بعد اونکے سقے آبپاشی کرتے اور ہزار بارہ سو غلامان زرین
کمر منقلون پر عود و عنبر جھونکتے برآمد ہوئے اسکے بعد اسباب تزک اور سامان شاہانہ نکلا
اسکے بعد چالیس فیل زنجیرہ بندکیے ہوئے اوسپر ایک بنگلہ موتیونکا پر تکلف پڑا اور تخت طلا
اوس بنگلے مین بچھا یہ معلوم ہوتا تھا کہ تخت سلیمانی بر روئی ہوا دوش صبا پر سوار ہے کہ
کہون مین کیا تیرے فیل فلک شکوہ کی شان ہے پست جسکی بلندی کے سامنے
کہسار اور اوس تخت کا تو حال یہ تھا جسکی نسبت شاعر کا مقال یہ تھا عرش
ہے اوس بادشاہ حسن کا تخت روان وہ صنم کوتل کبود چرخ کو دوڑائیگا
اور چپے و راست سات سو فیل جنگی جنکے خرطومون مین پیتے بندھے اور افسران فوج اوپر سوار
برچھے طلائی مرصع کار ہاتھون مین لیے اور ایک علم از در پیکر خواصی مین اون فیلون
زنجیرہ بند کے ایک شخص لیے کلاہ مرصع سر پر رکھے اور سر علم پر ایک زمرد آدہ گز کا لمبا اور
پاؤ گز کا چوڑا برق کیطرح چمکتا کہ نظر انسان کی مقابل اوسکے ٹھہر نہین سکتی تھی جیسے
بجلی چمکتی تھی سر پر ایک بادشاہ کے پہریرا اوسکا کھلا وہ بادشاہ تخت پر جو فیلون پر
کھچا تھا اوسپر بنگلے کے اندر بیٹھا تھا اور ایک ہزار جوان رستم شعار لباس رستمی سنہری
اور روپہلی کامدار پہنے مرکب ہائے تازی کچھی یمنی ترکی عراقی پر سوار جلو مین وہ سردار جو سر
کردہ لشکر تھے ہر ایک اونمین سام اور اسفندیار کی نشانی شجاعت مین لاثانی اور ایک

اسپ خوش رفتار برابر فیل کے جسپر بالکھر مہوتیون کے آراستہ کوتل فوجکے ہمراہ اور سات بادشاہ جلیل گرداوس مرکب کے گھوڑون پر سوار اونکے پس پشت سات لاکھ سواران جرار چلیتہ پوش چار آئینہ بند غرق دریاے آہن کلہ شکن دشمن برابر برابر گھوڑون کی دم سے دم اور سم سے سم ملا ہوا اور سات سے جوڑیان نقارون کی سیمین اور طلائی اور بارہ ہزار اعلاے زرسرخ اور سفید کے مال طلسم اشترون پر بار سراسر غوغاے اظہار وہ بارگاہ جسکے ستون بکل بجواہر گردون پر لدی ہوئی ہمراہ غرضکہ ایک شجاعت دستگاہ تھور پناہ اس چمک دمک سے یہ لشکر آیا کہ آگے آگے فرق زنجیر لشکر کے ہوتے ہوئی جال کی ادب کے ہاتھ حلقہ بندی ہر کارے صباد م متعین جنرون کے لیے ہر دم ادہر اودھر روانہ اونکے خدنگ دلدوز کا دشمن نشانہ یہ آمد لشکر کی دیکھکے ملک قہرمان کو ایک حیرت ہوئی اور ادھر اس بادشاہ نے یعنے شہزادہ قمر ضیا نے دیکھا کہ دو لشکر آسیمین کینہ خواہ ہین ہر کارون سے دریافت کیا کہ یہ کون مقام ہے اور یہ لشکر کسکا ہے اونھون نے عرض کیا کہ ملک قہرمان عدو سوز ریزنگ فیل سوار بادشاہ ممالک شمال چڑھ آیا ہے اور طالب ملکہ خورشید جمال ہے بدکار و بداعمال ہے اور یقین ہے کہ قہرمان شکست کھاے میدان سے ہٹ جاے بس یہ سنا تھا کہ شاہزادی نے اشارہ کیا سات لاکھ سوارون نے گھوڑون کی باگ لی دشمن کے جان پر آبنی لشکر ریزنگ پر فوج دریا موج گری عیاذاً باللہ سات لاکھ تلوارین ایکبار کھچین پھر تو یہ عالم ہوا کہ ؎ چو از گشتہا پشتہا شد عیان ٭ کہ عبر ازدہ بر فلک نردبان ٭ ایک لمحہ مین لشکر حریف کو پامال سم اسپان کیا اور ریزنگ کی متباع جان کو قزاق نے غارت کیا اوسی اوس بہادر نے زندہ بچھوڑا غرض جتنے آئے تھے سب طرف ملک عدم کے روانہ ہوئے میدان لاشون سے بھر گیا قصہ مختصر بعد فتح شہر اوہ قریب ملک قہرمان آیا اور بجز وبا

وہاں سب تمام سلام کیا اور کہا کہ آپ نے مجھکو نہیں پہچانا میں ہی تو واسطے فتحای طلسم کے گیا تھا تب ان
گلے سے لپٹ گیا مگر طائر ہوش پران تھے کہ یہ شوکت و شان تو کیخسرو اور کیقباد کو بھی ممکن نہ ہوئی
ہوگی شاہزادے کے آنے کا غلغلہ پڑا قزاق حاضر خدمت ہوا تاجر نے دوڑکر رکاب کو بوسہ
دیا شہزادے نے دونو کو گلے سے لگایا پھر قہرمان نے شہزادے کی فوج کو اوسی میدان
مین اوتارا صحرا کو لاشون سے پاک کرایا شہزادے کی بارگاہ طلسمی آراستہ ہوئی سر ایک محل کی
سواری اوتری اور آپ مع بادشاہ ہفت درجہ طلسم دارالعمارۃ شاہی مین اندر شہر کے آیا اور
تخت پر برابر قہرمان کے جلوہ فرما ہوا بادشاہ نے جشن کا حکم دیا ساقیان مہوش پیالۂ آب گلرنگ
و ہوش ربا لیکر زیب دہ انجمن ہوئے اور رقاصان مہ صورت رقص کرنے لگے کئی روز تک
جلسہ عیش و طرب برپا رہا بعد فراغت شاہزادہ وہان سے رخصت ہوکر اپنی بارگاہ مین آیا اوسی
صحرا مین تشریف لایا اور اوس پیر دربان کو جسنے پہلے قصر مین ٹھہرا کر سیلا دکھایا تھا بلا کر مال دنیا
سے مالا مال کر دیا اسیطرح کبھی شاہزادہ دربار قہرمان مین جاتا تھا اور کبھی قہرمان خود آتا
تھا اکثر اوقات طلسم جسکو زیب قلم جاہ نے کیا ہے درمیان مین رہتا تھا ایک روز بادشاہ شاہزادے
کی بارگاہ مین تشریف فرما تھا کہ مالکان درششم جو بڑے ممتاز تھے اور مشیران سلطنت
مین سرافراز تھے اونھون نے بایماے شاہزادہ عروس سخن کو حجلہ بیان مین [illegible]
قہرمان مین بمشاطگی کلام یون آراستہ کیا کہ اے بزم افروز شمع سلطنت ہو جب افراز آپ کے
شاہزادہ عروس مدعا کو ہم آغوش کر چکا اب مناسب ہے کہ گلگونۂ ایفاے وعدہ سے چہرۂ شاہد
حال مزین کیا جاے اور لباس دامادی سے شاہزادہ آراستہ کیا جاے تو سہ [illegible]
ہمایون اور سعادت خیز کہ دو گوہر گرانمایہ صدف بحر سلطنت زیب گوش عروس مقصود
ہوکر چمک دکھائین اور دو اختر تابندہ برج ریاست ایک برج مین شرف پائین اور مشتری

مہ و مہر ہمقران ہوائی در شاہ ذشل گل شگفتہ ہو کر ترنج خوشبوئی شاہزادے کے سینے پر یا راجس سے باغ
مراد شہزادے مین نہال امید بار آور ہوا اور ہوائے طرب نے گلہائے عیش و کامرانی کھلائے بیکلی
دلکی دور ہوئی طبیعت مسرور ہوئی اور بادشاہ وہان سے اوٹھکر اپنی بارگاہ مین آیا یہ مژدہ جان
بخش تمام شہر مین مثل خوشبو پھیل گیا ہر ایک مبارکباد کے لیے مثل بلبل ہال شوق کھولکر گلشن
بارگاہ بادشاہ مین آیا محل مین شاہزادی کی پھول کھلنے سے عجب طرح کی خندہ گل کیطرح
قہقہے اور مانند بلبل چہچہے شروع ہوئے ملکہ خورشید جمال کی ہنسین انیسین جلیسین ہمدم اور
ہمرازون کا مثل غنچہ مسکرا کر ملکہ کو چھیڑنا اوسکا کھسیانا ہونا عجب طرح کی کہا کہی اور دھوم
دھام رقاصون کا محل مین مبارکباد گانا خواصین نسرین بدن اور گلبیر مین سرگرم کار
اونکے جوبنون کی بہار اب تیاری تو شکنجانے اور جواہر خانے کی شروع ہوئی ہر قسم کے کاریگر
جوہری اور زرگر وغیرہ حاضر ہوئے جوڑے اور زیور وغیرہ کی تیاری کرنے لگے بادشاہ نے حکم دیا
کہ نامے ہمارے اطراف و جوانب کے ممالک و چار دانگ عالم مین روانہ ہون یہ جلسے بھی
یادگار زمانہ ہون چنانچہ بموجب فرمان شاہی طغرائے سلطنت مشحون بمضمون شادی کا نقشہ
زرافشانی پر منشی عطارد رقم نے باب زر و بخط گلزار تحریر کیے اور صفحات روزگار پر مثل کلک
مشکبار قاصد بعنوان شایستہ تسلیم نوید کو لیکر روان ہوئے غلغلہ تہنیت و مبارکباد گوش ربع
مسکون مین پہونچا یا تاجر اطراف و جوانب کے اشیائے نفیسہ و اجناس غریبہ لیکر بر سر جلسہ شادی
حاضر ہوئے اور بہت سے بیفکرے بقول سرور لکھنوی والونسے جواب بالفعل گردش روزگار
سے فکر مین مبتلا ہین پیشتر ہی سے سیر دیکھنے کو پہونچ گئے شاہان ذوی الاحتشام کا آنا
شروع ہوا اور تاجرون نے فہرست اسباب گرانمایہ کی ملازمان شاہی کے روبرو پیش کی بادشاہ
نے حکم دیا کہ جو شخص اسباب لاوے اوسکی قیمت بموجب تفصیل فہرست جوائے کرو اور ہمارے

خزانے مین وہ اسباب داخل ہوا اور نجومیون کو اور مالان ہمرتبہ آسمان کو بلا کر واسطے جمع کرنے
قران السعدین کے اور طالع کرنے شمس و قمر کے سپہر از دواج پر ساعت سعید سوال کیا اونھون
نے قرعۂ تعقل کو تختہ تفکر پھینک کر خوض اور غور فرما کر جواب دیا کہ ہمکو اس طریق سے ثابت ہوتا ہے
کہ جماعت ارباب حلیۂ شادی کی اور داخل ہونا شاہزادے کا وقت سعید خارج از نحوست ہوا
ہے سامان فرح اور طرب نزدیک عقلا کے نہایت میمون ہے بیاض ہماری بھی اسوقت جبر
دیتی ہے کہ اجتماع ہونا صاحبان عشرت کا بہت ہمایون ہے کسلیے کہ نصرۃ الداخل گیارھوین
خانے سے کہ خانۂ دوستی ہے یا پنجوین مین کہ خانۂ عشرت ہے بیٹھا ہے اور انگیس اور حمرہ خانہ
رمل مین حاضر نہین ہین اور عتبۃ الخارج کہ حاکم خانۂ دشمن ہے خانۂ ہشتم مین کہ خانۂ مرگ ہے
آیا ہے زائچہ نحوست سے پاک ہے زمانہ طرب ناک ہے عتبۃ الداخل کہ حاکم خانۂ چہاردہم ہے
اور وہ آئینۃ الرمل مشہور ہے اپنی ہی گھر مین بصورت خوشی کی دکھاتا ہے نصرۃ الخارج کہ طالع
بادشاہ مالک خانۂ دہم ہے پندرھوین مین کہ گھر عدالت اور انصاف کا ہے خبر دیتا ہے کہ
انشاءاللہ یہ شادی تمام ممالک اور قلمرو کو خوش اور مالا مال کردیگی اور سولھوین مین لیسان عاقبت
سعادت کی خبر دیتا ہے اور نفی اپنے گھر مین گواہ طالع جلالت اور عظمت پر نوشاہ کے گواہ ہے
لہذا فرح قوت مزاج پر ہے اور زہرہ سے منسوب ہے اسلیے جمعے کا روز سعد اکبر ہے خوبی سراسر
ہے اور نجومیون نے بھی راسین شاہزادہ اور شہزادی کی کہ قمر اور خورشید کے سر رف سے
کنبہ اور مکر حسبکو جدی اور دلو کہتے ہین حساب لگایا تو دوسرا یا اور سنبلہ سے جدی دوستی
رکھتا ہے اوسکے نظر کے حساب سے روز جمعہ کہ حاکم روز زہرہ ہے صبح کا وقت سعد اکبر بتایا
جب بالاتفاق نجومیون اور رمالون کو بادشاہ نے پایا جمعے کا دن مقرر کیا اور اون لوگون کو
خلعت گران بہا دیکر رخصت فرمایا کہ ہر ایک مالا مال اور مرفہ الحال ہوا اور بساعت مجمود ایک

روز بانجھے کی تیاری کی تمام اہل شہر کو اوس دن خلعت رنگین عنایت ہوا یہان تک کہ فلک پیر بھی ان نوجوانون کی شادی مین مسخ ابا قبا سے سرخ ضیا سے مہر کو اوس عمر سان نے اپنی کفنی نیلگون پر پہنا اور لیل و نہار نے شفق صبح و شام کو ملبوس خاص مقرر کیا شہر مین جا بجا نوبتخانے بنے صدائے نالۂ جانکاہ کا آواز عشرت سے بتا اور نشان نہ ہا ہر ایک دل حزین شاد و خرم ہوا اور عجب جشن ملوکانہ بانجھے کے روز سے دونو طرف برپا تھا کہ ساقیان یوسف لقا ہر دل عزیز پیمانۂ ہوشربا لیکر زینت بخش بزم نشاط ہوئے کہ ہر ایک اونکی چاہ مین زنخدا کردار مست و باولا ہوا آب آتش رنگ نے تریاک مصری کے نشے کر کرے کیے اور مطربان خوش نوا عجب ساز و سامان سے باجے خانون مین رباب چنگ مرنگ دف دائرہ الغوزہ وغیرہ لیکر بجانے لگے گوئی ہاتھ کانون پر رکھکر تانین لگانے لگے وہ جام بادہ خورمی ہوا اس عشرتکدہ سے خرابات نشینان دیر خراب آباد کو میسر ہوتا کبھی وفور مئی جاہ و ثروت سے حضیض بیخودی مین نہ پڑتے اوج خرد سے مدہوش لایعقل عاقل خطاب پاتے اسوقت صفت مجلس عیش سے دائرہ ہائے حروف مضمون جاہاے سرشار ہین لطافت تحریر پر دل ہر شخص کے بیقرار ہین صریر قلم سے نغمہ ہائے دلکش و آبدار طرب و عشرت کے پیدا ہوتے ہین فرش انبساط قرطاس پر مجلس نشین الفاظ خوشے کے ساتھہ ہویدا ہوتے ہین بادۂ مضمون سے دل سرشار رے رقاص قلم سہی بالا بدالع طراز ہے اور مجلس آراے اس بزم رشک ارم کا خاکسار جاہ ممتاز ہے جسکے رنگ بیان سے ہوا بندھے بلکہ سما بندھے اسوقت حافظ مست بادہ وحدت کے دو شعر یاد آے نظم

چہ مستی الست ندانم کہ رو بجا آورد	کہ بود ساقی و این بادہ از کجا آورد
چہ راہ میزند این مطرب مقام شناس	کہ در میان غزل قول آشنا آورد

غرضکہ عجب دور دمادم کہ اساس صبر کی بنیاد منقطع توبہ توبہ مے پرستون کی لاؤلاؤ کی صدا

عجب ترانہ مرغول کہ جسکی صدا ز بنجیر پائے ہزار داستان اور اونکے ایما اور اشارسے ثابت کہ ادھر
آو شراب فرحت بخش پی جاؤ ہر وقت صاحبخانہ کا لطف پیش پیش بیش چرعہ نوشونکا یہ قول
و پیش ؎ غنیمت دار اور اپیش رفتم ۔ تکلف برطرف از خویش رفتم ۔ ہر ایک کا دماغ
بادۂ عشرت رنج سوز سے گرم اور روشن جسمیں محفل خوبی کہ بکبر مایۂ انبساط جسپر لاکھہ طرحکا جوش
واہ کیا عیش و نشاط کا مجمع کہ زمین اوس جگہکی پر بہار جسپے اطلس آسمان دیکھکر بیقرار فرش
و فروش پر دل دیبائے ارض نثار وہ فرش جو گلہائے چین و نازنینان گلبدن کو رشک
صفا سے نثر مائے پائے خیال سے میلا ہو جائے کمال زیب و زینت سے آراستہ اور ساقی
خوش حوصلہ کا نوال انتھا کا جود و کرم کہ باوجود ایسی خاطرداری کی صاحبخانہ کو عذر تقصیر کا خیال
ہر ایک سے عجز کا انفعال جام بھی مست و سرشار چھلک جاتے تھے گویا مست بہک جاتے
تھے مغنی عود او سجا منقل صبر و قرار مین آتش زن بطمے نے پر پرواز پیدا کیے تھے شوق
سے او چھلتی تھی قلقل مینا خندہ سے سبکو ہنساتا تھا سیکشون سے دل لگی کرتا تھا
بربط و نی کی آواز سے دلکو خوش آہنگی کا انداز شراب انگوری ذالقہ نواز صاحبان مذاق
کے لیے پردۂ زنبوری نیش زن سہی قامتون صنوبر قدون کا خرام کہ جنکے نظارہ خوبی
سے نگاہ مست ہو اور رقص مین پائے کوبی پر دل سرو دست ہاتھ سے جا کر بیقرار ہو
بلکہ نثار ہو ایسا خوش وقت ہو ہر ایک عشاق ناہید خوش نوا تھا جان و دل سے مبتلا تھا

؎ ساز نے ملکے سما باندھا بجائی کیا خوب	لولی چرخ کو بھی ناچ نچوایا ناچ
حیال وہ گائے کہ جو خیال مین آئین نہ سمجھو	واہ رے داد رے گر سنتے تو کرتے تیہو

اور بارگاہ رفیع استادہ کہ نگہ دنا پذیر فریب دہ مردم تھی وہ جو محفل خوبی مین حمیر مایۂ عشرت دہ عالم
تھی غرضکہ بادشاہ نے ماہجبین کی تیاری کر کے دولھا کے لیے روانہ کیا کہ خلائی اور نفری

سینیون مین پیندیان دل بستہ کے لیے مفرح یکمشت لاکہا جسکے کہانیسے فرحت تازہ حاصل
اور عقدہ رنج خاطر کشادہ اور دودہ پینے کے لیے رقم بالائی اعرابے اشرفیون کے لدے اور جھکا کر
روپیون سے اور پیندیان ایسی ڈالتے وار کہ ہر فرد بشر حلوائے بے دود سمجھے اور اون سینیون
پر طشت طلائے سیم یعنے خورشید شرمندہ اور تھالی ہندوے شب کی نقرئی یعنے ماہتاب
شیدا اور بنا ایسا خوشبودار کہ جسکی خوشبو کے آگے زلف مشکبو کو غیرت پیچ و تاب غازہ گلگونہ بخش
چہرہ روزگار تیل عنبر اشہب پر طعنہ زن کٹورا جواہر نگار جو کی بہ از تخت سلطانی مرصع کار جسکے
ہر گوشہ پر لعل بدخشانی نصب سراسر جھالر اوسکی گوہر نگار رنگی اور کھیس کے بدلے شال کہ شال شفق
چرخ جسپر نشان نوبت و نشان شہنانواز دو مبازماہی مراتب کا عجب آن و بان محلات کی سواریان
کے سکھپال کہاریان برق وش پری چہرہ بے شال مچھلیان اوتنے سر و نیز لگائی کہ ؎

ایک اک ادمین شوخ دیدہ تھی	پردہ ناموس کا دریدہ تھی +
ایسی بیچین و ایسی گرمارگرم	برق و سیماب کو بھی اوسے شرم

قصہ مختصر اس ساز و سامان سے دولھا کے گھر مانجھا پہونچا یہان شہزادے کے رفیقون نے
بڑا اہتمام اور سامان کیا تھا اوس بارگاہ عالی کو رشک گلستان کیا تھا کہ ایک ایک پریزاد رقص
کنان فرط خوشی سے اپنے جامے سے باہر ہوا تھا سے ٹھیکا اور ستار و طبلہ وغیرہ بجانا
اور سالیون کا بہزار رمز و کنایہ دولھا کو جوڑا کہ ہر ایک اپنے حسن مین فرد تھی پہنانا اور کنگنا
یہ از عقد ثریا سر دست کلائی مین باندھنا تا رشتہ الفت باہم بندھے اور گرہ جدائی کی کھلے
سلسلہ محبت جاری تھا عرض بعد رسومات دولھا خورشید صورت کے اور عروس مہ پیکر کے دونو عشقبازی مین
طاق تھے جوڑا پہنا ہر ایک مثل گل شگفتہ ہو کر سمدھنون کو پھولون کی چھڑیان لگانے لگا
گلو مین ہار اون گل اندامون کے پھنائے اس سے یہ اشارہ تھا کہ دولھن دولھا کے

گلکا ہار ہوئی غرضکہ بعد تقسیم شیرینی گالیون کے کہ جسکو بسبب شربت کی گھونٹ کیطرح پی لیا اور وہانسے رخصت
ہوکر آئین یہان شاہزادے نے ساچق کی تیاری کی لئی لاکھہ چوکھرے نقل اور میوے سے
بھرے مزدور شاخ نبات نام سرون پر دھرے طلائی اور نقرئی جنکی تیاری پر قوزہ آفتاب
کا قتاد سحر نثار رہے اور کلیجہ شب مہتاب کا اونکی آبدہی سے دودہ کیطرح پھٹ جائے اور معصری کے قوزی کہ
حلوائی شام قفلی قرنیہ تصدق کرے اور آرائش کے تخت پر حساب جسکو دیکھکر گلشن بیدگا
اپنے جامے سے باہر ہوجائے اور بیکلی دلکی کانٹون مین پھنسا نے گل تازہ کھلائے آنکھیں
دیکھنے والون کی گل نرگس کیطرح کھل جائین طبیعت نہال ہوجائے وہ باغ سرد ست
ہاتھون ہاتھو ہمراہ تھا جس سے شجر امید شہزادہ ہرا بھرا تھا سب کے لب پر واہ واہ
تھا غنچہ تقدیر شگفتہ تھا اور جواہر اسکے درخت صرصر خزان سے بری آسیب برگ ریزی
اور پامالی سے دور اونکے دیکھنے سے سرور غرضکہ اس روش کی ساچق کہ گل خورشید کی
گرنی بازار مہر اور گلشن ایجاد مین تمام انکی خوشبو کی مہک اور چمن فردوس کو داد دو ولہا جو بے
تزک سے ہوادار پر سوار جلو مین بادبہاری ہمراہ سب کی اوسی جانب نگاہ اسیطرح بڑی
چمک دمک سے باجے کئی طرح کے بجتے دولھن کے مکان پر پہونچے بعد سب رسمون کے
ہارزری کی سبکو پہناے اور دولھا کو اکیس پارچے کے خلعت سے تحفہ کرکے رخصت کیا
پھر بادشاہ نے منھدی بھیجنے کا سامان مہیا کیا ہزار ہا سن منھدی نارنول کی کہ جسکی
سرخی پر لعبتان شنگول کا جگر خون عقیق مین ہیرا کھائے جو کوئی لگائے پنجہ مرجان سی
کیا پنجہ آفتاب سے پنجہ لیجائے اور لعل بدخشانی کا رنگ مثل طائر رنگ حنا پریدہ شرم سی
خجلت کشیدہ ہو ظاہر مین ہری مقابل اوسکے سبزہ رنگون کا رنگ زرد سرخی اور سوخی کوٹ
کوٹ کے بھری اور شمع ہاے مومی اور کافوری عنبر دہ کافور صبح ضیا مین مہر تابان سی

بھر سینیون مین روشن ملیدے کے خوان پر چوبن آرائش اور آتشبازی بیحساب
غرض وہ سب سامان لاجواب بادشاہ نے کیا خوب رنگ جما یا خوب بندی لایا
بعد فراغت ان امورات کے برات کا دن آیا اوسدن کا تو عجب جلسہ تھا کہ تمام شاہان
ذوی الاحترام جمع ارباب نشاط حاضر رقص کا سماوہ گانا کہ اچھا بنالاے لاز برہ وشونکا
اژدھام کہ ستارہ قسمت کو اوس بزم مین ہر ایک کے چمک دمک حاصل ایک ایک
شعلہ رو رشک ماہ کامل لباس زرق برق کا پہنے وہ اونکا تن نازک مثل کندن
کے جسکی دمک اوسپر پوشاک زری کی چمک جس سے شعلہ حسن کی دونی بھڑک ہر ہفت
زیور سے آراستہ نہایت پیراستہ ہوکر سامنے اہل مجلس کے رقص کرنا اور تانے
خوشی کی لگانا لولی فلک کو حیران کا رہنا اور ارباب محفل کی زر ریزی سے ہر ایک
مالا مال بے رنج و ملال اور صحرا مین ہر چہار جانب روشنی جھاڑ فرشی استادہ درخت
بادلے سے منڈھے ہوئے غنچون کا مسکرانا بلبلون کی غزلخوانی گلون کی قہقہے ہزار
داستان کی چہچہے اور محفل مین یمانہ عشرت اور قلقل مینا کی خندہ زنی قصہ کوتاہ شب بھر جلسہ اور دعوت
شاہان ذوی الاحتشام کی رہی پھر دولھا کو حمام کرا کر خلعت شاہانہ کہ جسکا ہر تار شعاع مہر تھا اور سہرہ
رخ بہار پر زر تار باندھا پھر لاکر محفل مین بٹھایا ہزار یہ سوزنڈیون نے غول باندھکر بیبادگوگایا بسکو جیایا موقف

جلسۂ عیش کا سامان مبارک ہوئے	شادی و جشن کا ارمان مبارک ہوئے
باغ عالم پہ شگفتہ رہے یہ غنچۂ دل +	خار دشمن کو میری جان مبارک ہوئے
نام کو بھی نہ رہا خاطر ناشاد مین رنج	عیش تجکو دل مہمان مبارک ہوئے

یہان تک کہ سپیدۂ صبح نے بیاض کاغذ مصنف پر رنگ جمایا سیاہ بہار شام سوسن نے
اپنی تحریر سواد رنگ کو خط سحر سے لڑایا ورق جادۂ کہکشان نور نے اپنی جلد مین چھپایا

معنی واللیل اذا یغشی والنہار کا دوڑی دور تک پھر آیا پھر دولھا کو ہزار زیب و زینت سے آراستہ کر کے سوار کرایا اور سوئے بقول حسین

کوئی دوڑ گھوڑوں کو لانے لگا — کوئی ہاتھیوں کو بٹھانے لگا
ٹکورین وہ نوبت کی اور اونکی بعد — گرجنا وہ دھوسوں کا مانند رعد
وہ شہنائیوں کی سہانی دھنے — جنھیں گوش زہرہ مفصل سنے
ہزاروں تمامی کے تخت روان — اور اہل نشاط اونپہ جلوہ کنان
وہ طبلوں کا بجنا اور اونکی صدا — یہ گانا کہ اچھا بنا لاڈ لا
وہ نوشا کا گھوڑے چھونا سوار — وہ مہتی کا شہر اجو اہر نگار
ٹھسک کر وہ گھوڑوں کا چلنا سبک — ہمکی وہ دونو طرف مور چھل
وہ فانوسین آگے زمرد نگار — کہ ہو سبزہ مینا جنھوں پر نثار
دورستہ جو روشن چراغان ہوئے — پتنگی خوشی سے غزل خوان ہوئے
چراغوں کے تر لیے خا بجا — اور اونمیں وہ بازاریوں کی صدا
کوئی پان بیچے کھلونے کوئی — کوئی دال موٹھ اور سلونی کوئی
براتی ادھر اور ادھر حوق حوق — وہ آواز قرنا وہ آواز بوق
وہ کالے پیادے اور اونکی نفیر — کہ تا چرخ پہونچے صدا اوسکی چیر
وہ آرائش اور گل کئی رنگ کے — وہ ہاتھی کہ دو دیو تھے جنگ کے
وہ ابر کی سی ٹٹی وہ مینے کی جھاڑ — کہے تو کہ تک کے اوجھل پہاڑ
دورستہ برابر برابر وہ تخت — کسیں پر کنول اور کسی پر درخت
وہ رنگین کنول اور وہ شمع و چراغ — کھلے جسطرح لالۂ نور باغ
زری پوش سردار سب یکدگر — چمکتی برق کیطرح ادھر اودھر

اور شہر کے تمام رعایا زن و مرد اپنے اپنے مکانوں پر اور دکاندار دکانوں پر پردے تمامی حد کے
لگائے فرش عمدہ بچھائے واسطے سیر کے مجتمع تھے ہر طرف جمع تھے انتظار برات کا آدھی رات
سے کرتے تھے خوشی خوشی پھرتے تھے کہ یکایک آواز شتری فیلی نقارون کی کان مین
آئی اور ہاتھی نشان کا نمودار ہوا چلو دیکھو کا شور ایکبار ہوا سبنے دیکھا کہ پلٹنین اور رسالے
باجے انواع اور اقسام کے بجتے وردیان زرق برق کی پہنے گذرے بعد اوسکے نقارخانہ ہاتھی
اور گھوڑون پر لدا ہوا ہزار ہا نقارہ بجتا ہوا نکلا اوسوقت صدہا قرناذن کو دم ملتا تھا کہ گوش
فلک کر ہوتا تھا اور شہنا نوازد مباز اونچے سرون مین للت بھیرون بہباس کی تانین اڑاتے
سہرے بنے کے گاتے گذرے پھر دوھرے ماہی مراتب سونے روپے کے حوالہ نگار ہمراہ
تھے خادم خدمتگار زرین کلاہ تھے کئی ہزار بان بردار جھنڈیان تاش تمامی کے لیے جنکی
برقین اور زین دھوسو پنر چوبین پرتین اور کئی ہزار خاص بردار برق انداز گلنار پگڑیان
گویا چھالیا ہوا سر و پنر باندھے گلون مین سرخ سرخ جوڑے شادی کے پہنے چقماق ساز
سینگڑا لگائے گذر گئے اپنی سج دھج دکھا کر آگے بڑھ گئے پھر ارباب نشاط کے تخت روان
جنکے لباس پر زر رنڈیان جیپر رقص کنان کہ بولی فلک ہزار جان سے اوپر قربان باجا ارگن
کئی طرح کا بجتا ہوا اور ماہل اور دماموں کی صدا آواز طرقو پیدا مبارکباد کی زمین و آسمان بھر
صدا اوسکے بعد شہزادے کا فیل فلک شکوہ ہویدا ہوا ہر تماشائی جسے دیکھکر شیدا ہوا کہ رخ
نورانی پر سہرہ زر نگار جسکی ہر ہر از عقد ثریا تھین لعل و یاقوت و گوہر کی لڑیان تھین
جیغہ کلغی سر پیچ طرحدار ہاتھی پر تمام زیور جواہر جڑا تھا ہودج پر برج آسمان شرمندہ تھا
چنور بال ہما کا سر پر ہوتا تھا چارون گوشون پر تاج کے گوہر شبچراغ تعبیہ کیا تھا چار قبہ
سلطنت بدنمین آراستہ تھا زمرد کا کنٹھا مالہ ہائے مروارید کے لعلون کے بیشمار بازوان

پرنبجی تھی سراجس و خوبیہ بھر و تھی اور خواصین کی بادشاہ پر شوکت و دبا بیٹھے تھے آج شاہزادے کی چمک
دمک پر دل حسینان جہان قربان تھا فیل پر فیل نشینوں سے یہ ثابت ہوتا تھا کہ آفتاب بیچ
آسمان میں اور ستارون کے ساتھ ہمعنان اور جلوہ گر ہے یا تجلی طور پیش نظر ہے اور ہاتھی
کے برابر کوئی ہزار تاجدار مرکھپائے پری پیکر سوار اور اونکے برابر برابر افواج کے معاحب اور افسر اور
فوج کے سردار اور کئی ہزار ہاتھیون کی قطار جنیر شاہانہ و سرکشان و زرکار سوار تھے کئی لاکھ سپاہ
جرار جلوہ سی جلوہ میں دکھتی ترکی رومی ہندی شامی فرنگی کیانی وغیرہ کہ اس رفعت و شان
کو چرخ پیر بھی دیدہ انجم سے دیکھتا تھا عجب سماں تھا وہ سہانا وقت تھا جمعون کا جھلملانا
نسیم سحری کی گرمجوشی خوش خرامی کی چال دولت کامرانی سے ہر ایک مالا مال نکلی بعد اس
تجمل و شان کے شہزادے کے محلات کی سواریان اور سکھپال نکلے جنمین ملکہ نوبہار مرزا
اور ملکہ لالان لال پوش اور ملکہ ذوفنون اور ملکہ زلف آرا سوار گرد و پیش اونکے سیاول
وچوبدار قصہ مختصر اس طرح دولھن کے گھر صبح ہوتے ہوتے برات پہونچی وہان کے توشے
اور توشک دولھا کا اترتے وقت بڑون کا چنوانا نقیبون کا بسم اللہ کہتے جانا یہان لاکر مسند
جواہر نگار پر دولھا کو بٹھایا اور پیمانہ عشرت خیز اور قلقل مینا نے خندۂ خوشی سنایا یہان کی محفل
کا کیا رنگ بیان کروں تمام عزیز و اقارب ملکہ کے جمع ارباب نشاط حاضر تمام رات یہان ہی
جلسہ رہا تھا اب اس چمن بیجزان مین زوق بہار شہزادے کے آنے سے ہوا ہر ایک شمع
گل شگفتہ ہوا اور رقاصون نے مانند ہزار داستان کے ہزارون عیش و طرب کے ساتھ نغمہ سنجی
اختیار کی کہ جس سے دل اہل انجمن کے ہاتھ سے جاتے رہے یہ گت ہوئی کہ ہوشیاری سے جادۂ
بیہوشی کی راہ لی عجب راگ لائے مستی نے دماغ مین ٹھیکا کھایا طال اللہ کی صدا ہر بار
زبان پر جاری کی دل پرسوز رشک سے ساز پر موسیقار بنا ہر دم شوق بڑھا کہ طرب مدہم

نہوا آنکھون سے آنسوؤن کا تار بندھا مردمہ دیدہ نے سازِ سوزِ دل کو چھیڑا اور دیدۂ تشنہ
شوق نے دیپک کی طرح دلسوزی کی کہ کوچک سے بزرگ تک اوس مجمع خلائق نے ناصبۂ
ناسپید سر اٹھایا اور بولی فلک اون ضیاگرون کے رقص و چال سیکھنے کا آہنگ کرکے رامشگری
کرنی لگی عجب انداز ہوا کہ شوق مین لنگڑی ہوئی مگر بیچارہ رہی اگلا سا رنگی ہی رہا اونکی
چال اور طرز ہزار قانون سے چاہا سیکھے مگر نہ آیا وہ صبح کو بھیرون کا راگ سبز بختی کو اہل
محفل کی تازگی دیتا تھا اور رقص سے سبزۂ دل پامال ہوتا تھا عجب جلسہ تھا کہ چرخ پیر بھی
اپنی کرسی بھولکر یہ سماد یکھنے لگا ایسا سماں بندھا اور ہر شخص کا دل اوس سوز پرساز سے خون
ہوا بلکہ مثل شیشہ ریزہ ریزہ ہوکر پرچ پرچ ہوا اور تنگ نازِ معشوقان خوش انداز سے
بڑے بڑے سے سیانا کار قبضہ اختیار سے باہر ہوئے اونکے عشق مین سم کھانے پر حاضر ہوئے
ایسے بیخود تھے کہ بدلے واہ واہ کے بجا امر دست کہتے تھے بعضے دنگ تھے زبان مرچنگ مین
زنگ لگ گیا تھا بری نوبت تھی بیخودی سے بیپری گت تھی آنکھین رشک رودبار
تھین دریا بھانے پر تیار تھین وہ راگ اگر پھر بھی سنے تو پانی ہوجائے مردم دیدہ پتلیون کا
رقص دکھائے اور عاشق مزاجون کے دلین طبل وحشت بجتا تھا جنگلی کی دھن تھی ہر تان
پر اور گٹکری پر نالی کا گمان تھا دل رقص کیصورت سینے مین بیطپان تھا ہر ایک بے تکلف
عالم وجد اور حال مین تھا غم ماضی زمانہ فراموش انجام کے خیال مین بیہوش دنیا کے کیہ راگ
سے کیہ سروکار نہین ہمہ تن راگ سننے مین مدہوش غرض کہانتک لکھون زبان قلم تھک کر گویا ہے
کہ کہان تک راگ راگنیون کی کہانی سناؤن کہ بساط بیعید قاضی نے دولہا کو کہی سلطنت کی قیمت پر راضی
کرکے اوس کو مرگ انگیا صدون سلطنت کی ساتھ مہر کرکے عقد باندھا اور رشتۂ ازدواج مین منسلک
کیا پھر رسم شربت پلائی درمیان مین آئی جسنے خبر چاشنی وصال شربت دیدار جانان کی خبر

سنائی مبارکباد کا ہر طرف غل ہوا پھر دولھا کو محل مین طلب کیا وہان کا عجب رنگ محلات کی گہما گہم
رمسنون کی چھیڑ چھاڑ دولھن کو لاتے وقت کسیکا جوتی دولھا کے خفا نے مین چھوانا کسی
کا دولھا کی کان کی لو دبانا اور عروس کی آراستگی وہ سرخ سوہی کی بہار بننے اور عطر کی خوشبوگی
مین پھولون کی ہار دست و پا نگارین زیور جواہر جسم مین آراستہ سہرۂ زرتار سر پر بندھا اور
محفل مین نوجوانون کے جوبن کا ابھار شبنمی دوٹیون کی آڑ دونیون کا رسمین شگون
کی ادا کرانا ہنسکر ٹونے کہوانا دولھا کا انکار کرجانا بدقت اون باتون کو زبان پر لانا غرض
بعد انفراغ ان رسومات کے اوس رشک یوسف کو بنات چنوائی دولھا کو دولھن کی چاہ
عزیز تھی کچھ بنات بن آئی باؤن پڑ پڑکے اوٹھائی کمر پر کی نہین نہین کرکے کھائی گو فلک
پیر سے یہ امید نہ تھی کہ اسکی شور بختی اور تلخ کامی سے شب غم جو شل زلف معشوق دراز
ہے کوتاہ ہوجائیگی اور تباشیر صبح عشرت منہ دکھائیگی جب یہ تقصد شیرین اس فرہاد عشق
کو مژدۂ سرمغزان سے حاصل ہوا تر شروئی زمانیکی بھولی حلاوت زندگی کی ملی پھر اون
عذوبت گفتارون نے پردہ حجاب اوٹھایا دولھا دولھن کو آرسی مصحف دکھایا دونو
کے لب حیا سے بند تھے کلام الٰہی درمیان مین آیا اون مصحف رخسارون کو ایک دوشالی
کی آڑ مین چھپایا در پردہ چھیڑ چھاڑ ہوئی دولھا کو رخسار تابان نے آئینہ وار حیران بنایا
اور آئینے کو رخ کے مقابل رشک آیا دولھا کو آئینے کے عکس سے یکتائی محبوب ذہن
مین سمائی اور آئینے کو عار سی آئی جب عروس نے آنکھ دکھائی صیقل رنگ عزت ہو
روشن ہوا نگر شرم سے آنکھ چرائی غرض آئینہ دلین شبیہ محبوب جلوہ گر تھی ہر دم مدنظر
تھی اس رسم کو کھیل سمجھکر مشاطۂ تقدیر نے دوسرا آئینہ ملا کر جدا کیا آئینہ کا دیدۂ حسرت
کھلا رہا آخر جب سب رسومات سے اون دیکھے بھالون نے فرصت پائی پھر

چوتھی والیوں میں بی حیدر جان نے پاؤ ہنی گائی سب صاحبان عصمت عورتوں نے گوہر شک
اوپر نثار کیے جہیز نکلنا شروع ہوا دولھا نے دولھن کو گود میں بصد تمنا اوٹھایا سکھیاں
میں لا بٹھایا اوسی تجمل وشان سے سوار ہو کر اوسی صحرا میں جہاں بارگاہ طلسمی استادہ
تھی لا کر اوتارا اگر جہیز کا سامان تحریر کروں کہانی ناتمام رہے خلقت طول کے
سبب ورق گردانی کرے قصہ نہ پڑھے غرض جب برات دولھا کے یہاں پہونچی
یہاں کی جو جو رسمیں تھیں لوگوں نے ادا کرائیں کھیر دولھن کے ہمراہ دولھا کو
کھلائی دامن پر نماز پڑھوائی یہ محراب ابرو کا ساجد تھا صنم پرستی کر چکا تھا گریبان گیر
جنون عشق کے ہاتھوں رہا تھا دامن پر سجدہ شکر بجا لایا پھر لباس شاہی قبائی فرمار
روائی زیب کر کے دربار میں اپنی بارگاہ میں آبیٹھا تمام شاہان طلسم نے نذرین
دین علی قدر مراتب خراج ممالک معاف فرمایا اور ہر ایک کو خلعت سے سرفراز کیا اور
تاجر اور قزاق کو خاص مشیران سلطنت میں داخل کیا پھر خیال وصل پر پھولا کہ جلد
کہیں اپنی بیدار بختی سے پردہ شام شاہد روزگار کے درمیان پڑے محبوب سے بی
حجابی نصیب ہو زمانہ وصل کا قریب ہو اور بقول سرور کبھی بیتابی سے یہ کہتا کہ بیت

کیا جو وعدہ وصل اوسنے دن پہاڑ ہوا	یہ دیکھیو مری قسمت کہ ہوتی شام نہیں

غرض خدا خدا کر کے وہ دن کٹا اور شام کا ظہور ہوا عروس شب نے زیور ہفت انجم
و کہکشاں آراستہ کر کے اور چاند نیکی قمر کی پیشانی پر لگا کر منہ دکھایا دولھا دولھن کی یکیا
جانی کا وقت آیا حجلۂ عروسی کو آراستہ کیا چہیر کھٹ مرصع پالیوں کا بچھایا اوٹ کلون
کے لا کر کھڑی کیے عطر و سہاگ کے قرابے منہ کھول کر رکھدیے جب سب سامان شاہانہ
کی درستی ہو چکی دولھا کو سالیوں کی طرف سے پیام گیا یہ خزاں دیدہ جور ہجران کشیدہ وصل

محبوب سے مثل گل خندان ہوکر بہار شوق مین بلبل کردار بال تمنا وا کیے قلزم ہوس مین غوطہ زن جہاز شہوت کے لنگر اوٹھائے پردہ بیحودی کے بادبان کھینچے اوس حجرہ رشک ارم مین داخل ہوا مطلوب تک واصل ہوا اوس بحر حسن کو سوتا پایا ہزار غنچے لبسے جگایا اپنی خفتہ بختی کو سلایا کشتی حرص بجاے کشتی مے روان ہوئی حجاب موج شرم درمیان سے اوٹھا دست تمنا دراز ہوا ادھر نہین نہین کی شورش نے طوفان اوٹھایا غمزہ وادا کے پانی نے طغیانی کی مگر ناخداے ہوس نے زانو کے سفینہ پر سوار ہوکر کھیوا پار کیا بڑی دیر تک اسی گرداب مین انکار اور اقرار کے جہاز رہا آخر کار صدف آرزو مین قطرہ ارنیسان بصد تمنا گرا الفظم

کیا آگے لکھون کہ اب سرد ست	ہوتا ہے دوات مین قلم مست
کا دش پہ ہوا گھر سے الاس	غنچے نے بجھائے اوس کی پیاس

اور فردوسی علیہ الرحمۃ نے فرمایا ہے قطعہ +

تہمتن چو بکشاد شلوار بند	دو زانو نشستہ یل ارجمند
چنان برد واورد واورد وبرد	کہ دایہ زحسرت بس پردہ مرد +

عجب ہنگامہ راز و نیاز اوسوقت دونو مشتاقون کا برپا تھا کہ شہزادہ نکا اون جابون پر جواب روان کی انگیا مین تھی ہاتھ ڈالنا ملکہ کا شیشہ دل کی طرح بچانا سنگدلی کا انداز دکھانا موج حسن کی زبان درازی چشمہ چشم کا آنکھ قہر کے ساتھ دکھانا ناک بھون تیوری چڑھانا دل عاشق کو بحر غم مین ڈبانا پھر ادا سے مسکرانا اور کبھی ہواے خواہش سے کشتی تن کا دریاے اغوش سے نکل جانا آخر کار آب زلال وصال سے دل دونون کا سیراب ہوا جبر سے فلک خونخوار کی آنکھ سے خون ٹپکا اور چادر سفید صبح پر رنگ شفق چرخ ظاہر ہوا شہزادے نے پلنگ پر سے چادر پھینک کر عروس کو گلے لپٹا کر آرام فرمایا یہانتک کہ روز روشن

نے مثل روز عید منہ دکھایا اور نوشاہ خاور عروس شب کی بغل سے اوٹھکر حمام مین گنبد
نیلی سائبان کے آیا شاہزادہ اوسوقت اوٹھکر حمام مین تشریف لایا اور کنیزون نے عروس
کو حجلہ سے باہر لاکر حمام کرایا پھر تنبول وغیرہ سامنے آیا غرضکہ شاہزادہ غسل فرماکر دربار مین
آیا جشن شاہانہ برپا ہوا ہر طرف عیش کا سامان مہیا ہوا خینا گرون نے پھر چنگ عشرت کو
چھیڑا ساقیان سیمین ساق اور مطربان ناہید سرا خوشی خوشی مبارکباد گانی لگے دلکی ہوس
بجھانے لگے چالیس شبانہ روز تک جشن برپا رہا اور شاہزادے کو تو ہر روز عید اور ہر شب
شب برات تھی سوائے خوشی کے دوسری کب بات تھی دنکو جلسہ اور محلات مین
مثل ملکہ نوبہار و لال پوش وغیرہ کے رہتا تھا اور شب کو اپنی معشوق کے ہم پہلو ہوتا
تھا دین و دنیا فراموش مست و لایعقل و مدہوش اور اوس قصرگارین مین شبکو شب
ماہ مین اکثر جلسہ ہوتا چاندنی کی بہار ملاحظہ کرتا پریون کا اکھاڑا ساتھ کنیزان زرین پوش
خدمت کنان شہزادیون کے ہاتھ مین ہاتھ بسر عیش و خورمی سے کرتا ایک روز
سر شام سے موافق خواہش طبع عیش پسند شہزادے نے بزم عشرت کی ترتیب کا
حکم دیا اور تمام ارباب نشاط کو حکم پہونچا کہ آج واسطے مجرے کے حاضر ہون سامان خوشیکے
ظاہر ہون حسب الحکم اوسی باغ مین سمن بروں غنچہ دہن عورتون نے سامان عیش
و نشاط مہیا کیا فرش انبساط گسترہ کیا شہزادہ بارہ دری پر لب بام آکر جلوہ کنان ہوا اور
پانچون معشوقین خلوت آرا ہوئین جام شراب کا دور شروع ہوا نیرنگی روزگار کا نغمہ
ترہا اور رقص و سرود کا عالم برپا ہوا وہ شب ماہ ہر طرف چادر نورانی بچھی تھی سامنے دریا
موج زن تھا اوس عروس شب پر لاکھہ طرح کا جوبن تھا ادھر باغ مین مرغان خوشنوا
الحان کی زمزمہ پردازی باغبان ازل کی کارسازی اور رقاصان زہرہ وشون

کا رقص اور خوش اندازی سے اس غزل کو مؤلف کی گانا سمانیا دکھانا

غزل

غنچۂ گل کے چٹکنے کا فسانہ ہوگا + دردِ سر کامرے نازک کو بہانہ ہوگا
قصۂ غم فقط ایک فسانہ ہوگا + ہم کہان ہون گے کہان پھر یہ زمانہ ہوگا
عکس سے روئے منور کے ترنی رقص میں + غنچۂ مہر درخشان ترا شانہ ہوگا
خود بخود مجھ سے الجھتا ہے خدا خیر کرے + دل صد چاک کسی زلف کا شانہ ہوگا
سادہ کاغذ ہمین بھیجا ہے جو بدلی خط کی + صاف کھلتا ہے کہ بند اپکا آنا ہوگا +
جسم لاغر کو بہت شوق ہے اوس کوچے کا + دوش پر باد صبا کے یہ روانہ ہوگا +
تودۂ دل ہدف تیر نگہہ ہے اپنا + لب معشوق ترا آج نشانہ ہوگا +
لیس اوس ترک کی پلکین ہین خلش ہے ایسا + انھین تیرون کا تن زار نشانہ ہوگا
یاد مین گوہر دندان کی اگر روئین گے + قطرۂ اشک بھی تسبیح کا دانہ ہوگا +
اسقدر شوق شہادت ہے تری عاشق کو + سر کی بل کوچۂ قاتل مین روانہ ہوگا
صفتین کیون نہ لکھین دست حنابستہ کی + رنگ اس رنگ مین بھی ہمکو جمانا ہوگا
کر کے تزئین رخ وزلف وہ فرماتی ہین + جاہ کو جاہ وحشم آج دکھانا ہوگا

غرض کہ اسی طرح شب کو قریب آدھی رات کے جلسہ رہا پھر خاصہ ان صاحبان عشرت نے نوش فرمایا دو چار ساغر آب آتش رنگ جوانی کے ترنگ مین ان مست می الفت نے اور پیے اور پلنگ پر جاکر ملکہ خورشید کو بغل مین لیکر سو رہا مگر بقدرت پروردگار دو جن رفیق جو طلسم مین سے رخصت ہوا تھا بہت دنون سے پردۂ قاف مین محبت وطن سے چلا گیا تھا مگر خیال دلکو تھا کہ ایسا نہو کہ شاہزادہ کسی آفت مین مبتلا ہوا ہو تو نئی مصیبت پیدا ہو اس خیال سے زیادہ وطن مین نرہا جانب طلسم چلا جن در سندر

آیا طلسم کا سامان نہ پایا اوسکے بدلے شہر آباد دیکھا رعیت کو دلشاد دیکھا بشکل انسان متمثل
ہو پوچھا ہر ایک نے مژدۂ فتح سنایا شہزادے کا حال بتایا یہ خندان ہو کر پران ہوا اور
طرف ملک قہرمان کے آیا یہان قلعے مین شہزادے کا نشان نپایا جب پھر کر بیرون قلعہ
آیا اوس باغ مین آواز رقص و سرود اور صدائے خورمی کا آوازہ بلند پایا یہان شہزادے
کو مع اون معشوقون کے صحبت آراد دیکھا غنچۂ دل شگفتہ ہوا سجدۂ شکر بدرگاہ کریم کارساز
ادا کیا جسوقت شاہزادہ طرف خلوتگاہ کے روانہ ہوا جن سایے کی طرح قریب
پہونچا اور بشکل انسان جسطرح شاہزادے سے ملاقات کرتا تھا اوسیطور کی صورت
بنکر سامنے آکر سلام کیا شہزادے نے پہچانکر فرمایا کہ اے برادر ابتک کہان تشریف
رکھتے تھے آنکھین تمہارے دیدار کی مشتاق تھین یہ کہکر بے اختیار فرط محبت
سے گلے لگایا پھر ملکہ خورشید جمال کو طرف خوابگاہ فلک رتبہ کے جہان خاص ملکہ تشریف
رکھتی تھین رخصت فرمایا اور آپ تنہا اوس جن کو ہمراہ لیکر اپنی خوابگاہ مین آیا اور برابر
اپنے پہلو کے مانند دل کے جگہہ دی ایک پلنگڑی جواہر نگار واسطے اوسی جن کی
بچھوادی اور آپ برابر چھپر کھٹ پر آرام فرمایا کچھہ عرصے تک ذکر فتاحی طلسم زبان
پر رہا اوس جن نے بھی حال جانے پردۂ قاف کا اور انتشار طبیعت اپنا بیان کیا
اوسی ذکر مین یون صدف زبان سے گوہر بار ہوا کہ جسوقت مین اپنے وطن مین
دوست و آشنا سے ملاقی ہوا تھا اوسوقت آپ ایسے گوہر بحر سلطنت کی آبرو
بخشی کا ذکر جو مجھہ ایسے کمترین کی نسبت آپ فرماتے ہین بیان کیا تھا ہر ایک
کے دلمین موج شوق روان ہوئی اور مجھسے کمال اشتیاق کے ساتھہ تر زبان ہوئی
کہ ہم بھی اوس چشمہ مروت ننگ بحر جرات کی ملاقات سے سیراب ہون اور

آب زلال اتفاق سے کام جان شیرینی بلا تلخ کامی ہمکو نکی دور ہو اور شورش نجی سی اوسوقت خلاصی پاکر خاطر مسرور ہو لہذا اے قلزم بحر محبت اب آپ کی عنایت سے امید ہے کہ وہ سب ساحل مطلب سے ہمکنار ہون اور آپ میرے ہمراہ پردۂ قاف تشریف لے چلین تاکہ مین بھی جو کچھ نان جوین ممکن رکھتا ہون اوسکو بخوشی تمام حضور کے آگے رکھون اور اگر اسکو قبول نہ فرمایا گا تو کمترین اپنی تئین ہلاک کریگا زندگی کا قصہ پاک کریگا ؎ آنانکہ خاک را بہ نظر کیمیا کنند ٭ آیا بود کہ گوشۂ چشمے بما کنند ٭ اور بمقتضاے مصرعہ شاہان چہ عجب گر نوازند گدارا ٭ یہ کہکر جن تو خاموش ہوا اور شاہزادے نے اوسکے دامن تمنا مین یون گلشن کلام سے گلفشانی عندلیب آسا کی کہ اے نہال حدیقہ مروت والفت یہ جو کچھ آبیاری سخن سے آپ نے چمن الفت کو تازگی اور شادابی دی میری غنچہ دلکو شگفتہ کیا اور شجر محبت دلمین ہرا ہوا مجھکو بھی ہواے ملاقات ایسے تحلیذان ریاض محبت اور مودت کی دلمین بھری ہے اور فرماتا تمہارا سراسر بہتری ہے لیکن خواہش بلبل دل کو اپنی گل گلزار ریاست یعنے دارالسلطنت حسن آباد کی ہے انشاءاللہ کل ملک قہرمان سے حرف رخصت زبان پر آئیگا پھر تمہاری خط فرمان مین حاضر ہون ہمراہ چلون گا قصہ مختصر دفتر باتون کا وہ دونو نقش محبت لپیٹ کر عروس خواب سے ہم آغوش ہوئی یعنی دونو سو رہے رات تھوڑی سے باقی تھی بات کہنی مین منشی روزگار نے دفتر ظلمت شب تہ کیا اور بیاض صبح کھولی اوراق لیل ونہار کی ورق گردانی کی اور کلک شعاع مہر لیکر فرد سپہر پر جمع خرچ گھڑی ساعت اور کاروبار اہل روزگار کا لکھنا شروع کیا شہزادے نے بھی واصلباقی نفس تنخواب کی موکل نفس شمار کو سمجھا دی جب میزان دی تمہ مین صدو سی سال شہزادی کے فاضل نکلے خوابگاہ سے باہر بدا[illegible]

تشریف لایا دشمنون کی بیدار بختی کو سلایا دوستونکا نصیب جاگا وہ جن بھی ہمراہ آیا مسند پر بیٹھکر
دور دو جام خمار شکنی کے لیکر صبوحی کی پیے پھر ہر طرف سے معشوقین اوس بزم رشک ارم مین آکر رونق
افزا ہوئین ملکہ خورشید جمال بھی اور شاہزادیان طلسم کی تشریف لائین ہر ایک نے اوس جن کو
پہچانا جو ناواقف تھین اونسے ملایا ہر ایک اوس جن سے کمال محظوظ اور خوش ہوئی اور
اوسنے بھی ہر ایک کی صفت وثنا کی پھر ارباب نشاط حاضر ہوئی رقص کی صحبت برپا ہوئی ہنگامہ
عشرت گرم ہوا پھر خاصہ وغیرہ بکاول نے چنا اور کھانے انواع واقسام کے لاکر رکھے سب نے
نوش فرمائے جب فراغت حاصل ہوئی شاہزادے نے سواری طلب کی بڑے عزم وشان
سے سوار ہوکر معہ اوس جن کے طرف دار العمارۃ ملک قہرمان روانہ ہوا جب اندر قلعے
کے پہونچا شہزادے نے اوراعلے دیکھکر اسپر نثار جان سے نثار ہوا رؤسا اور عمائد شہر
جلو مین آکر حاضر ہوئے رکاب سعادت انتساب کو بوسہ دیا دعا وثنائے بادشاہی زبان پر
لائے ہر ایک کی پشت پر آستین مرحمت جھاڑی دست شفقت پھیرا یہ خبر آمد شہزادے
کی ہر کارون نے خدمت ملک قہرمان مین عرض کی اوسنے امرا وزرا ارکین سلطنت
کو بہر استقبال روانہ کیا وہ سب اثنار راہ مین آکر ملے ہر ایک نے اطاعت مین گردن
جھکائی یہان تک کہ سواری درد ولت تک آئی بادشاہ خود دربار گاہ تک آیا شہزادے
اوسے دیکھکر سواری سے اوتر کر آداب بجالایا بادشاہ نے فرط محبت سے پیشانی پر
بوسہ دیا اور ازدیاد اتحاد سے گلے لگایا پھر بارگاہ مین لاکر تخت سلطنت پر بٹھایا مشیران
سلطنت کی نذرین گذرین تو بچا نے مین سلامی کا حکم ہو بچا توپین سر ہوئین پھر بارگاہ
مین سامان عیش ونشاط مہیا ہوا ناچ گانا شروع ہوا غرض بعد صحبت عیش سلسلہ کلام
بادشاہ اور شاہزادے مین شروع ہوا کچھ ذکر اور باتون کا رہا پھر شاہزادے

نے عرض کیا کہ حقیر حضور کے قدم اقدس سے جدا ہوا چاہتا ہے ارادہ یہ ہے کہ دیدار فرخندہ آثار یوسفؑ وار اپنے یعقوبؑ کا دیکھوں اور یہاں سے طرف اپنے وطن کے کہ نہایت دلکو عزیز ہے حضور سے رخصت ہو کر جاؤں ہر چند کہ الفت آپ کی پابزنجیر ہے اور کسیطرح دل نہیں چاہتا ہے کہ سلسلہ یہاں کی بود و باش کا منقطع ہو مگر بدعا ہے والدین کی کہ نکال اور وبال دنیا و آخرت ہے خوف کھاتا ہوں کہ ایسا نہو مغضوب درگاہ بزرگان ہوں اب آپ بھی مجھکو رخصت بخوشی تمام فرمائیں انشاءاللہ اگر زندہ ہوں تو پھر حسب الطلب راہ ادب کو سر کے بل طے کر کے حاضر خدمت ہونگا مگر فی الحال جاؤنگا جب شاہزادے نے کلام جدائی آمیز خدمت بادشاہ میں عرض کیا بادشاہ کمال مضطر اور مغموم ہوا اور صورت تصویر تادیر بیحس و حرکت رہا گویا سنکر سن ہو گیا اور آنکھیں آبروار نوبہار کی کھونے لگیں پھر دل کو ضبط کر کے فرمایا کہ اے گرامی اختر سپہر شہریاری یہ کیا ستم تازہ گردون غدار نے مجھ مبتلا نصیب کے ساتھ کیا کہ تجھ ایسا مہر آسمان رفعت جب آنکھوں سے نہاں ہو کیونکر روز روشن پیش نظر تیرہ و تار نہو یہ دن جدائی کا اپنے دلبند کا خدا عدو کو بھی نہ دکھلائے مقصد تو یہ تھا سلطنت تجکو سپرد کر کے بقیہ عمر یاد مالک کون و مکانین بسر کرتا مگر نہ میں سخت اور آسمان دور ہے فقیر سے بادشاہ تک ہٹی گھر میں کسی کے تمام زندگی نہیں رہتی اس امر میں بشر مجبور ہے جی بابا سپرد کیا پروردگار کے ایک ہفتہ کے لیے ملکہ خورشید جمال کو میرے یہاں بھیجدو تا میں اوسکی دیدار سے تمام رنج جدائی بھول جاؤں اور سامان سفر بھی درست کر دوں جب بادشاہ نے بعد ایک ہفتے کے رخصت منظور کی شہزادے نے انگشت قبول دیدے پر رکھی پھر وہاں سے رخصت ہو کر محل میں ملک قہرمان کے آیا ماں ملکہ خورشید جمال کی دروازے پر منتظر تھی اور شہزادے کے آنے کی آنکھیں راہ انتظار میں لگی تھیں

جسوقت شاہزادہ داخل ہوا وہ اوٹھکر بلاگردان ہوئی اور پروانہ وار اوس شمع انجمن خوبی
کے صدقے گئے پھر لاکر مسند پر پاس اپنے بٹھایا محل کی رنڈیون نے گھیر لیا ہر ایک
نے آنکر شہزادے کو مجرا و سلام کیا نذر دی تا دیر یہان بھی شاہزادہ گرم سخن رہا پھر
آخر کو یہان بھی عرض کیا کہ اے مادر مہربان غلام آپ سے رخصت ہوا چاہتا ہے
اور ارادہ طرف وطن کے جانے کا رکھتا ہے ماں خورشید جمال کی بے اختیار رونے
لگی تمام محل مین یہ غل ہوا ہر ایک بہموم و مضطر بے تامل ہوا آخر کار کیا ہو کہتا تھا چار ناچار
رخصت کی اجازت دی شہزادہ تھوڑی دیر تک وہان بیٹھکر رخصت ہوا اور پھر
سوار ہو کر طرف اپنے مکان استقامت کے آیا اور باغ مین پہونچکر صحبت عیش
برپا کی ملکہ خورشید جمال کو بھی اپنے ارادے سے مطلع کیا وہ شوہر پرست مطیع
حکم تھی شاہزادے کی مرضی ہر کام مین مقدم جانتی تھی اوسیوقت اپنے عزیز و اقارب
سے رخصت ہونے کے لیے محافے زرین مین بیٹھکر مع کنیزین انیسین جلیسین
وغیرہ کے اپنے باپ کے محل مین آئی ماں نے فرط شوق اور زیادتی محبت سے
بیٹی کو گلے لگایا اور گوہر اشک نثار کیے ایکہفتے کے لیے شاہزادی یہان فروکش
ہوئی اور وہان شاہزادے اور جن سے مشورہ ہوا کہ حضور تمام لشکر اپنا میرے
ساتھ کرین مین جنون کو طلب کرتا ہون وہ سب آکر مع بارگاہ اور تمام سامان
سپاہ لیجائین ایک ہفتے مین پس و پیش آپ کے چلنے تک پہونچ جائین یہ رائے
شاہزادے کی پسند آئی فرمایا بہتر ہے لشکر مین قرنا ہوا اور طیاری ہوئی پھر وہ
جن رخصت ہوا ایک لمحے مین بہت سے مرکب پرند حاضر لایا اور فوج کو سوار کیا
اٹھا لایا بارگاہ کا بار کیا اسیطرح تمام لشکر سات لاکھ سپاہ کا ایک ہفتے کے درمیان مین روانہ

ہوگیا اب شاہزادہ اور محلات مین شاہزادیان طلسم کی باقی رہین جب یہ خبر ملک قمرالدولہ کو پہونچی جہیز اور سامان رخصت شاہزادے کے پاس بھیجا کہ اسکو بھی اپنے لشکر کے ہمراہ روانہ کیجی اگر اوسکی تفصیل نہیں قلم کرون یہ قصہ تو کیا قصہ عمر ناتمام رہے کیونکی فرصت کسی کام کی نہیں بہت سے اعرابی زرسرخ و سفید اور جواہر کے ہزارون غلامان ماہ طلعت خورشید صورت کنیزین بالباس پرزرحسن مین مہر و ماہ سے بہتر خلعت ہاے گران بہا اور تاج مکلل بجواہر اور گھوڑے عربی ترکی تازی یمنی عراقی اور بارگاہ و رکابی لاکھہ سپاہ اور انسان فوج دریا موج اور بہت سا اسباب جواہر کا عروسانہ سامان شاہانہ یہان تک کہ گھوڑون کی طلائی اور نقرئی میخین توپ خانے مین توپین برنجی اور آہنین اور عود و عنبر کی خروارین اور سکھپال اور ہاتھی مع ہودج ہاے زرین اور اسباب شیشہ آلات واسطے روشنی کے اور بہت سا سامان ایسا کہ اگر رزم کے آرایش کی ضرورت ہو تو بسر باغت ہو اور اگر رزم کا ارادہ ہو تو بسمت رزم مرکب مین دوان پیادہ ہو یہ سب شاہزادے کو دیا وہ بھی شاہزادے نے اوس جن کے ہمراہ مرکب ہاے پرند پر بار کر کے طرف پردہ قاف کے بھیجا پھر آپ بعد ایک ہفتہ عازم سفر ہوا وہ جن ایک تخت مرصع کا حاضر لایا اور بادشاہ پدر ملکہ خورشید جمال اور مان اوسکی اور جملہ ارکین سلطنت اوس روز اوس صحرا مین تشریف لائے اور رعایا برایا خورد و کلان شہر کے سب جمع ہوے رخصت کرنے کو مجتمع ہوے غرض بادشاہ اور محلات کی عورتون نے نذر امام ضامن کی اشرفی اور روپے باندھے کلمہ فی حفظ اللہ سبنے کہا شہزادہ مع ملکہ خورشید جمال اور ملکہ لالان لال پوش اور ملکہ نوبہار زمرد قبا اور ملکہ زلف آرا اور ملکہ ذوفنون کے ہمراہ اوس جن کے تخت پر بیٹھکر روانہ ہوا بادشاہ نے ہزار رنج و الم سے رو رو کر رخصت فرمایا پھر وہ تخت برروی ممالک

روان ہوا یہ ثانی سلیمان ہوائے دیدار ملک و دیار مین بلبل کردار بال شوق کھولکر پرواز کیا مان ہوا شاہزادے کو بادشاہ چشم حسرت سے دیکھتا رہا اور ہر ایک فرد بشر کے دلین جانی سے ایسے فلک رتبہ کے ابر غم دل پر چھایا یہ بلند پرواز ی شاہزادہ عنقا صفت کی اونکی بیت طالعی کی بسیل ہوئی مصیبت مفارقت رخصت کاروان کی دلیل ہوئی آخر شہر ایک گریان و نالان وہان سے واپس ہوا جب شہر مین بادشاہ آیا تمام شہر کی خلقت کو پریشان و زار پایا ہر ایک کی طبیعت مثل زلف معشوق الجھتی تھی شہر مین سناٹا تھا بادشاہ محل مین داخل ہوا اور غم مین شاہزادی اور شاہزادی کے زندان کدہ الم مین جاکر رہ رہا اور اہل شہر اپنے اپنے دروازے بند کرکے غم مین اپنے اپنے دوست اور احباب کے کہ ہر شخص کا عزیز اوس رشک یوسف کی ہمراہ گیا تھا ماتم نشین ہوئے کمال اندوہگین ہوئے اور ذکر انھین دونو کی رخصت کا برزبان تھا لب پر آہ و فغان تھا شام سے چراغ گل پڑی غائب تمام جہان مین اندھیر کتی بھونکنے کی آواز عجب طرح کا سناٹا ہر ایک کا غنچہ دل پژمردہ اور اوداس سب کے سب بدحواس غرض یہان تو یہ رنگ ہے اب حال مسافران راہ ہوا اور پردہ قاف کا طریق تحریر مین رہنمائی زبان قلم سے سطح بیان پر آتا ہے

داستان پہونچنا شاہزادے کا پردہ قاف مین اور دیکھنا عجائبات اوس سرزمین کا اور دعوت کرنا جن کا اور چھڑانا شاہزادے کا بلقیس ماہ وش کو ایک دیو فرناس کی قید سے اور دیکھنا شہر طلائی کو پھر کر مکان دعوت سے پھر روانہ ہونا طرف اپنے وطن کے اور ملاقات والدین کی مولفہ

کدہر ہے تو اے ساقی بے خبر | کہ پھر بادہ خوارون کا پھرتا ہے سر
پلادے لب جام سے لب میرا | پلادے مے ارغوان ساقیا
تجھے دختر رز کی جان کی قسم | تجھے اپنے پیر مغان کی قسم
پڑھا دے سبق مرشد جام کا | بہانہ یہ ساقی نہین کام کا
چلے کشتی مے روانی کے ساتھ | مزا ساقیا ہے جوانی کے ساتھ
سمجھنا نہ ساقی ہمین کوئی غیر | پلا جام اک بھر کے خم کی ہو خیر
کہ یہ دور ہے ساقیا آخری | ہمین بھی چھکا دے نشے مین ذری
جو ہو سرگرانی تو پھر جسم ہون تیز | بدولت تیرے بھاری بھر کم ہو نیز
جو اک جام آخر مین پا جاؤن مین | تو پھر چلتا پھرتا نظر آؤن مین

تعلی بخش طبع نکتہ دان کمند انداز بام افلاک داستان یون اوج گرائے مضامین پردہ قاف ہے اور مشاطہ کلک کا روبروے شاہد قرطاس پر مسی رخسار کے اظہار صاف ہے کہ جسوقت شاہزادہ فلک مرتبت ہمراہ جن تخت پر سوار ہوکر روانہ طرف پردہ قاف ہوا اسقدر اوس تخت نے بلندی اختیار کی کہ عمارات نشیب عدم نگاہ مین پست دکھائی دینے لگی یہان تک کہ قریب ایک کوہ زمرد فام کے وہ تخت اوترا اور زمین پر اوس نے قرار لیا شہزادے کو جن نے اوتارا کچھ لوگ وہان حاضر تھے ایک مرکب باساز طلا کار اور سواریان زنانی لیے منتظر تھے اونھون نے محلات کو شہزادے کے سوار کیا اور شہزادہ گھوڑے پر سوار ہوا وہ جن رکاب تھام کر ہمراہ ہولیا شہزادے نے اوس پہاڑ کو دیکھا کہ تمام کوہ سربفلک کشیدہ کہ جسکے عکس سبز رنگ سے چرخ اخضر نیلگون ہے اور دامن کوہ اسقدر فراخ ہے کہ آسمان اوسکا کنارہ معلوم دیتا ہے اور آفتاب اوسکی

زمین سپہر وقعت کا ذرہ دکھائی دیتا ہے اور بہت سا جواہر مثل لعل و الماس و پکھراج وغیرہ
کے بجاے سنگریزون کے اوسجا پڑا ہے کہ کوہ سبز سے آسمان کی کیفیت اور اون سنگریزون
سے ستارون کی سیر نظر آتی ہے جب تھوڑی دیر راہ اور طے کی اپنے لشکر کو آراستہ و پیراستہ
منتظر کھڑا دیکھا جب قریب پہونچا شہزادہ قلب لشکر مین داخل ہوا طبل داخلے کے بجے
پھر وہانسے جب آگے روانہ ہوا دور سے یہ معلوم ہوا کہ آتش کسی جا پر روشن ہے اور دور
تک شعلہ زن ہے شہزادے نے اوس جن سے کیفیت پوچھی اوسنے عرض کیا
کہ اے شہریار یہ سواد شہر ہے کہ حضرت سلیمان علی نبینا و علیہ السلام نے اوسکو
سونے کا تعمیر کیا ہے اور اندر شہر کے بھی عمارت تمام سونے کی ہے یہ سنکر شاہزادہ
مشتاق ہو کر بسم تعجیل اوسطرف چلا جب قریب در شہر پہونچا دیکھا کہ ایک
دروازہ طلائی بہت بڑا لگا ہے مگر حاجب دربان کوئی نہین اوس جن نے
عرض کیا کہ اے بادشاہ سلیمان جاہ اس مقام پر کوئی جاتا نہین کسواسطے کہ حضرت سلیمان
نے ہم لوگون سے قسم لی ہے مگر بان وہ شخص جاتا ہے کہ جسپر قہر و عتاب سلطانی
نازل ہوتا ہے اور شکو اس مقام پر راگ اور گانے بجانے کی صدا آتی ہے اور ماورا
اون آوازون کے ایک آواز نے بجانے کی ایسی دلکش اتی ہے کہ جسکو سنکر بے
اختیار جن و پری اور انسان کو تی ضبط نہین کر سکتا دوڑکر اس شہر مین چلا جاتا ہے
اب حضور کو مناسب ہے کہ بہت جلد اس جگہ سے روانہ ہون ٹھہرنا یہان مناسب
نہین ایسا نہو کہ شب کو آواز نے سنکر ہر شخص اسمین داخلہ کریگا اور صاحب داخلہ
پھر واپس نہ آئیگا خدا جانے زمین کھاتی ہے یا آسمان اوڑا لیجاتا ہے یہ ذکر سنکر
شہزادے کو ایک اشتیاق پیدا ہوا مگر چونکہ مہمان اوس جن کا تھا خاطر شکنی مناسب

نہ سمجھا دل مین کہا کہ بعد واپسی اوس مکان سے جہان دعوت ہے ضرور اوسکو
دیکھون گا یہ سوچ کر حکم دیا کہ لشکر روان ہو غرض پھر وہانسے جب آگے بڑھا ایک باغ
نظر آیا اور بہت سے دیوان آدم خوار کو اوسکے دروازے پر دیکھا کہ کچھ گوشت آدمیون کا
اور جانورون کا آپسمین تقسیم کرتے ہین جب لشکر شاہزادہ قریب پہونچا وہ دیو دور سے
اور چلایا کہ آدمیون مین سے ایک دو شخص کو طعمہ اپنا کرین اور شہزادے کے لشکریون
کو آزار پہونچائین اوسوقت اوس جن نے نعرہ کوہ شگاف لگایا کہ جس سے وہ دیو
اپنی شرارت سے باز آئے اور اونھون نے دیکھا کہ ہمارا شہزادہ اہتمام کنان ہمراہ
ہے بس اوسیوقت حاضر خدمت ہو کر عرض کرنے لگے کہ ہمسے جو کچھ ارشاد ہو خدمت
بجا لائین جن نے حکم دیا کہ اس باغ کو بہت جلد آراستہ کرو بموجب حکم فرمانے کے اون
دیوون نے کمال تیزی کی پھر وہ جن شہزادے سے عرض کرنے لگا کہ آج کی شب
حضور اپنے قدم سے اس باغ کو تازگی دین اور صبح کو مثل نسیم میرے گلشن شہر
کی طرف روانہ ہون شہزادہ اسکے کہنے کے بموجب اوس جگہہ مع معشوقان گل اندام
کے اوترا اور لشکر بھی سرون باغ قیام پذیر ہوا جب اندر باغ کے تشریف لایا یہ پرستان
کا باغ تھا تعریف اسکے کیا زیب قلم ہو جہانتک نگاہ کام کرتی تھی سوائے گلہائے رنگ
برنگ کے زمین نہ دکھائی دیتی تھی چمن ہائے طولانی لالہائی جواہر کے درختون کے بنے تھے
اور صناعان چابکدست نے خس پھول کا جو درخت بنایا تھا اوسیکا عطر اوسکے خوشے
مین داخل کیا تھا کہ جب نسیم عنبر شمیم چلتی تھی دماغ جان معطر اور معنبر ہوتا تھا شہزادے
نے وہ فرحزا اپنی عمر مین کبھی نہ دیکھی تھی اشجار میوہ دار بیشمار شاخین بار اثمار سے سربسجود
قدرت باغبان ازل کا شکر کرتی تھین عالم تازگی سے وجد مین آکر جھومتی تھین اور ہر جانب

نہرین سلسبیل اور تسنیم آسا موجزن عروس باغ کا تازگی پر جوبن اور بارہ دری مین
تیاری جہان کی بھری غرض وہان اگر شہزادہ محفل آرا ہوا اوس جن نے بڑے اہتمام
سے جنون کو بلاکر اوس شب کو دعوت کا سامان تیار کیا ہنوز دو چار جام بادۂ ارغوانی
و زعفرانی کے دور مین نہ آئے تھے دیکھا تو بر روی ہوا تخت پریزادون کے پیدا ہوئی
اور اوس جگھہ اوترے اور کشتیان شراب ناب کی آئین اون پریون نے ناچ گانا شروع
کیا اب راجہ اندر کا اکھاڑا جمع ہوا شب بھر جلسہ دعوت کا رہا تمام لشکر کو اوس جن
نے خوان الوان نعمت پہونچائے پریون کے ناچ دکھائے گانے سنوائے وقت سحر
جسوقت کہ اول آفتاب نے دستر خوان ضیا بزم عالم مین گرما گرم بچھایا شہزادے
نے کوس سفر بجایا پھر لشکر کا کوچ ہوا جب کچھہ دور لشکر بیشتر روان ہوا ایک دریا سبز
رنگ نمودار ہوا جب قریب دریا پہونچ پانی اوسکا نہایت آبدار پایا شہزادے نے
اوسکے سبز ہونے کا حال پوچھا جن نے عرض کیا کہ عکس کوہ قاف سے یہ دریا
سبز رنگ ہے اور اوس دریا کے کنارے کنارے لشکر روان ہوا ایک مقام پر دو تین
بیچ سفید رنگ نمودار ہوئے شہزادے نے دریافت کیا کہ یہ کون مقام ہے جن
نے عرض کیا کہ حضور یہ مقام نہین اور نہ کوئی دیو جن وغیرہ کے رہنے کی جگھہ ہے
مگر سیر خانور کے بیٹھے ہین اسیطرح عجائبات اور غرائبات شاہزادہ ملاحظہ کرتا اور
مقام پر کہ جہان صدہا کشت زعفران کے لگے تھے اور وہ صحرا تمام زعفران زار تھا
اور بہت سے نرگاؤ اوس مقام پر پھرتے تھے پہونچا اوس جن نے اون نرگاؤن کو پکارا
وہ سب آنکر موجود ہوئے اوسنے حکم دیا کہ اے دیوان خونخوار جلد سامان دعوت
درست کرو کہ مین شاہزادۂ پردۂ دنیا کو اپنے ہمراہ لایا ہون اور دار السلطنت مین پہونچکر

دعوت کرونگا یہ دوسری منزل ہے انشاءاللہ کل پہونچ جائینگے وہ نرگاؤ بشکل دیو ہو کر اوس
گئے اور ایک لمحہ مین اوس صحرا کو خار و خس سے پاک و صاف کیا ایک خیمہ عیش دہ بارگاہ
لاکر برپا کیا اور جملہ سامان شاہانہ درست کر دیا جن نے لشکر کو قیام کا حکم دیا اور شہزادے
سے عرض کیا کہ اگر مزاج مبارک مین گذرے تو اس خیمے مین چلکر آرام فرمائیے شہزادے
نے کہا بہت خوب پھر اوتر کر مع نازنینان پریچہرہ گان کے اندر خیمے کے چلا جب در خیمہ پر
پہونچا چار سو جن نے جو بطور دربانون اور چوبداردن کے اوس جگہ حاضر تھے
انھون نے مجرا کیا جب اندر داخل ہوئے عجب خیمہ عالی منزلت پایا کہ خیمہ گردون کا
بھی اوسکے رفعت کے سامنے مرتبہ پست تھا در و خیمے کے صحن مین چھوٹی چھوٹی کیاریان
گل کاری کی آراستہ تھین کہ اوسطرح کے پھول کبھی نظر سے کسی بشر کے نہ گذرے ہونگے
اور روش پڑی اونکی صاف اور شفاف ہموار ایسی کہ نظر جسپر پھسلتی تھی بیچ مین ایک
سنگ زرنگار بچھی کہ پاے خیال سے میلی ہوتی تھی اور سات سو قراش اوس خیمے پر
اہتمام کنان تھے چار سو چوب طلائی اندر خیمے کے استادہ اور تمام خیمہ مخمل کاشانی
کا تھا چار سو کلس طلائی ہر ایک چوب پر بدستور معمور تھے اور موافق ہر موسم کے اور
ہر فصل کے فرش اوسمین موجود تھا شہزادہ جب وہان پہونچا اگرچہ طلسمی سامان
سنہ بہت دیکھے تھے مگر حیران کار تھا کہ یہ سامان میری نگاہ سے کبھی نہین گذرا غرض
اوس شب کو پھر اوسی طرح پریان آگے بڑھین اور کھانے انواع و اقسام کے کھائے
جسوقت مسافر فلک چنبہ چرخ نگاری مین متمکن ہوا پھر شہزادہ روانہ ہوا جب کچھ
راہ طی کی ایک کوہ نظر آیا اوسپر بہت سے جانور ہزار در ہزار مجتمع دیکھے شہزادے
نے اوس جن سے کہا کہ یہان کیا ماجرا ہے عرض کیا کہ یہ مقام سیمرغ کا ہے یہان

ایک حقبت سیمرغ فروکش ہے اوس جانور کی سرکار سے ان جانورون کو طعمہ ملتا ہے اور
اسے شہریار جسوقت وہ اپنے مقام سے اوڑتا ہے کوہ ودشت مین زلزلہ پڑجاتا ہے
لیکن کیا رحم دل طائر ہے کہ ہمائے برسر مرغان ازان شرف دارد کہ استخوان
خورد و طائرے نیازارد اور کسی مخلوق خدا کو اوس سے ایذا نہین پہونچتی یہ سنکر
شہزادے نے فرمایا کہ ہم بھی اوسے دیکھتے جن نے عرض کیا کہ حضور نے مرغ اسرار
کو جو طلسم بدرالجمال مین ملاحظہ کیا تھا اسی جانور کے مثل تھا اور مین آپ تنہا اگر اسکو
دیکھین گے ابھی لشکر ہمراہ ہے ایسا نہو کہ سیمرغ آمادہ پرخاش ہو پھر لڑنے کی تلاش
ہو غرض شہزادہ پیشتر روان ہوا جب کچھ اور راہ طی کی ایک سواد شہر دور سے نظر
آیا مگر قریب پہونچا دیکھا تو چار چشمین موجزن ہین اور بیچ مین اون چشمون کے ایک عمارت
کہ جسمین آئینے نصب تھے تعمیر دیکھی لیکن مکانات اوسمین متعدد تھے کہ چھوٹا سا شہر آباد
تھا شہزادے نے اس مقام کو بھی استفسار کیا اوس جن نے کہا کہ اس مقام کو طلسم
قصر البحرین سلیمانی کہتے ہین اس عمارت مین اب کوئی ساکن نہین ہے حضرت سلیمان
علیہ السلام نے بلقیس کے لیے یہ مکان شیشے کا تعمیر کیا تھا اور اس مین تصویرین بہت
بیشمار ہین اور آصف بن برخیا نے بہ برکت اسم اعظم الٰہی اسے بنایا ہے اکثر قوم اجنا اور
پریزادون کے اوران چشمون مین نہاتی ہین اور یہان سیر کرتی ہین غرض شہزادے نے
وہان ٹھہر کر ہمراہی اوس جن کے اوس گنبد کو جاکر ملاحظہ کیا اوس مقام پر آئینہ دار
حیران ہوا کہ عجب صناعی اوسکی تعمیر مین بنانے والون نے صرف کی ہے یہ معلوم ہوتا
تھا کہ تصویرین اوس جگہ کی بولا چاہتی ہین اور مکان مین عجب طرح کی بھول بھلیان
سی بنی تھی کہ عقل معما چیستان کی طرح مین آتی تھی غرض وہان سے پھر کر

کوچ کیا جب اور آگے بڑھا ایک چار دیواری نگارین منقش اور مطلا دکھائی دی اور سر حصار پر کچھ لکھا ہے ابر دیکھے کہ ابر نیسان یا اونکو ابر دحاصل تھی یعنی بارش اوسمین سے گوہر کی ہوتی تھی اور موتی برستے تھے شاہزادے نے پوچھا جن نے عرض کی کہ اے بادشاہ یہ طلسم گوہر بار سلیمانی ہے کہ جہان ہمیشہ بارش آب گوہر ہوتی ہے اور کوئی یہان بھی نہین جا سکتا ہے شہزادہ جب آگے بڑھا سامنے ایک قلعہ سر بفلک کشیدہ نظر پڑا اوس جگہہ بہت سے درخت کٹے ہوئے پڑے تھے اور ایک خندق گرد قلعے کے بہت بڑی مثل قعر عدم کے گہری کھدی تھی اور آتش اوسمین شعلہ زن تھی وہ جگہہ رشک صد ہزار گلخن تھی اور در قلعہ پر بہت سے دیو کہ جنکی شکلین ہیبت ناک تھین وہ اوس آتش مین پڑے جلتے تھے اور کچھہ دیو مثل موکل جہنم اوس جگہہ موجود تھے شہزادے نے اونکی کیفیت پوچھی جن نے بیان کیا کہ یہ جلادان پردہ قاف ہے جو کوئی کہ مبتلائے آتش قہر سلطانی ہوتا ہے اوسکو اس جا جلا کر ٹھنڈا کرتے ہین اور چراغ اوسکی حیات کا گل کر دیتے ہین یہ لوگ جو گرفتار عذاب عظیم ہین خونی اور گنہ گار حاکم پردہ قاف یعنی اوس شخص کے باپ کے ہین آپ تشریف لیچلین انکی کچھہ فکر کرین شہزادے نے کہا کہ ہمارے آنے کی خوشی مین انکو آزاد کر دو ہر ایک کو دلشاد کرو جن نے کہا بہت خوب اوسیوقت ایک موکل کو طلب کر کے حکم مخلصی دیا وہ سنے جاکر اون نارین کو اوس آگ سے رہا کر دیا وہ سب اوس آگ سے رہائی پاکر خوشی خوشی اپنے مقام کی طرف گئے اور شہزادہ آگے روانہ ہوا جب کچھہ راہ طے کی ایک دریائے زخار نمودار ہوا مگر لب دریا لاکھہ گھوڑے پر ند باساز و زین و لجام مرصع کار جن لیے حاضر تھے جب شہزادہ قریب پہونچا اون جنون نے عرض کیا کہ ان گھوڑون پر سوہو جیے پار دریا کے پہونچیگے اور اوس جن نے بھی یہی عرض کیا کہ بعد اس دریا کے دار السلطنت کشمیر ہے یہی عرض تمام

خیمہ و خرگاہ اون مرکبون پر بار کرکے اور شہزادے کو مع کل لشکر کے سوار کیا اون مرکبو
نے بلند پروازی کی یہان تک کہ ایک شبانہ روز مین اوس دریا کو طے کیا جسوقت
دریاے اخضر پر آفتاب جلوہ فرما ہوا گھوڑے زمین پر آئے اور کنارہ دریا کا دکھائی
دیا کل لشکر اوس جگھہ پر پہونچا اوس جن نے وہان بھی خیمہ بازینت و زین آراستہ
کرآیا اور شہزادے کو فروکش کیا تا رنج راہ سے آسودہ ہو اور سامان دعوت مہیا کیا
اور عرض کیا کہ حضور اس مقام مین آرام فرمائین مین جاکر آپ کے مقدم کی اطلاع
اپنے باپ سے کرون اور یاران وطن کو خوشخبری سناؤن غرض شہزادے کے
لیے یہان تو یہ بیان آکر موجود ہوئین بصحبت عیش برپا ہوئی اور کل لشکر کھانی وغیرہ سے
فراغت حاصل کرکے شغل مےنوشی مین مصروف ہوا اور وہ جن وہان سے رخصت
ہوکر اپنے ملک مین داخل ہوا جسوقت مہمانان فلک یعنی سیارگان مع خسرو ماہتاب
دعوت شب سے فراغت پاکر آب شبنم سے سیراب ہوکر ٹھنڈے ٹھنڈے سدھارے
اور آفتاب ہزاران زیب و زینت سے مہمان فلک چارم ہوا اوسوقت شہزادے نے
صبح کا سامان کیا دیکھا تو وہ ہی جن حاضر ہوا اور عرض کیا کہ تشریف لیجیے غرض شہزادہ
روانہ ہوا جب تھوڑی دور چلا سامنے ایک لشکر عظیم دکھائی دیا قریب لشکر جب پہونچا
دیکھا کہ ایک تخت کو کئی ہزار دیو اوٹھائے ہین اور ایک بادشاہ کمال تزک سے
اوسپر جلوہ فرما ہے اور ارکین سلطنت جمع ہین اور بہت سے شاہ و شہریارزادے
مرکبہاے پرندپر سوار منتظر حکم براہ کھڑے ہین اور سرکشان قاف افسران فوج مسلح
مکمل استادہ ہین شہزادے نے پوچھا کہ یہ کیا ماجرا ہے اوس جن نے عرض کیا کہ ای
شہریار والا تبار اس تخت پر اوس شخص کے والد ماجد سوار ہین اور جملہ افسران فوج

اور سرکشان پردہ قاف کو واسطے استقبال کے لائے۔ مین غرض شہزادہ قریب تخت پہونچکر
رسم ادب اور آئین شہریاری کے بجالایا اور بلبل ہزار داستان کی طرح دعا وثنائے شہریاری
خوش لہجگی کے ساتھ ادا کی کہ بادشاہ اجنا کمال محظوظ ہوا اور اپنے پاس باہم معانقہ کرکے
تخت پر بٹھالیا اور کہا اے فرزند تجھے شہریاری زیبا ہے کہ تو نے میرے فرزند کی استعانت
کی اور اوسکی جان بچائی پھر تمام شہر دگان پردہ قاف نے باہزاران نیاز اگر ملاقات کی
اور شہزادے کی باتون سے کمال مسرور ہوئے پھر باجشم وخدم طرف شہر کے روانہ
ہوئی جسوقت اندر شہر کے پہونچے اوس شہر رشک جنان یعنی پرستان کا کیا ذکر کرون
ہر ایک عمارت شہر کی سراسر طلسم تھی مکان طلائی اور نقرئی اور جواہر کے بنے تھے
اسطرح چمکتے تھے کہ نظر کو خیرگی ہوتی تھی اور ہر ایک مکان مین پریان در و بام پر سواری
کا سامان دیکھنے کو منتظر تھین اور دوکانون سے آباد کہ وہان کے ہر ایک مشتری
پر دھر کامل کو آئینہ وار حیرانی ہر ایک دکاندار رشک خورشید یوسف ثانی نیک طینت خوش
طلعت جہان کا اسباب دکانون مین موجود ہر ایک کے دروازے پر روشنی کا سامان
جھاڑ فروشی دروازے پر استادہ گلاس سبز و سرخ یاقوت و زمرد کے نصب کہ دل کا کنول
جنکی دید سے کھلجائے چشم پروین حیرانی کھائے فلک کنول آفتاب و مہتاب اوپر نثار
کرتا گرمی حسرت سے جل جلکر مرتا ہوائے دید مین ٹھنڈھی سانسین بھرتا اور کسیجا
غلہ فروشون کی دوکانین کہ جنکی صفت مین سورۂ مائدہ پڑہنا روا اور دوکانین عطار کی
کہ جہان کی خوشبو سے بوئے مشک کی خوشبو کافور ہو رشک سے سامنا نکرے دور
ہو اور جوہریون کی دکانین نورانی کہ سورۂ نور جنھین دیکھکر انسان پڑھے غرض
شاہزادے کو بادشاہ اجنا ملک کی سیر دکھاتا دار العمارۃ شاہی مین لایا وہان جہان

شاہی شاہان ممالک قاف سے جمع تھا اور ایک تخت سلیمانی اوسمین بچھا تھا کہ جسکے
پایون کی جگہہ چارطرف چار شیر طلائی لگے تھے اور تخت مین بارہ دروازے تھے اور تمام
جواہر کی اوسمین پچی کاری تھی رچنی تیاری تھی اور ہزارہا جن دست بستہ روبرو ے
تخت کھڑے تھا میران قاف سے دربار بھرا تھا امراو زرا پردہ قاف کے اپنے اپنے
دنگلون پر متمکن تھے وجیہ وشکیل ومغز ضعیف وکم سن تھے اس بادشاہ اجنا مالک
اورنگ سلیمانی نے اوسجگہہ شہزادے کو لاکر تخت پر بٹھایا نہایت تواضع سے
پیش آیا پھر حکم دیا کہ پریان حاضر ہون اور رقص وسرود سے شہزادے کو محظوظ کرین
فورًا پریان حاضر ہوئین اور جام شراب گردش مین آیا ناچ سامنے ہونے لگا پھر
شاہزادہ جن نے اپنے باپ سے پوچھا کہ کونسے قصر مین شہزادہ فروکش ہو باپ
نے کہا کہ قلعہ نگارارم اور گلستان ارم مین لشکر کے سردار آوترین اور قصر زمردین
مین شہزادے کے محلات رہین اور شہزادے کو اپنے مکان اور باغ مین جہان
تم اے فرزند رہتے ہو اوتار وحسب الارشاد اسکے وہ جن عمل مین لایا جیسا اسکے
باپ نے کہا تھا ویسا ہی ہرایک افسران فوج کو اور شاہان طلسم کو گلستان ارم
مین اور قلعہ نگارارم مین فروکش کیا مگر شہزادے نے قزاق اور تاجر کو اپنے مقام
فرودگاہ مین جگہہ دلوائی اونکی مفارقت خوش نہ آئی غرض جب دربار سے رخصت
ہوا اپنے مقام آرام پر آیا اوسجگہہ کو نزاطلسم پایا کہ سردیوار مکان پر طاؤس ہای
زرین بال پھرتے تھے خوش غنا اور کلیل کرتے تھے اور دیوار گیریان آراستہ
آئینے قد آدم کہ دل سکندر اوسپر قربان تھا وہ مکان رشک گلستان جنان تھا
باغ جواہر سراسر پرفزا اوسجا لگا تھا قدرتی ہر بھرا تھا ایوان مین طاق طاق کسرے

اور فریدون پر طعنہ زنی کرتی تھے گلدستے اونمین رکھے تھے اور فرش موقع اور مناسب سے
بچھا میر فرش سانچے کے ڈھلے جواہر کے کونون پر فرش کے رکھے اور اسباب تمام شاہانہ
سجا ایکطرف چھپر کھٹ ایک سمت مسہری جواہر کے کام کی گستردہ وہان مسند مغرق پر
شاہزادہ اگر جلوہ فرما ہوا اسجگھہ سے جہان معشوقین شاہزادے کی تھین کچھہ فاصلہ
نہ تھا وہ مکان بھی ملحق تھا ملکہ خورشید جمال اور ذوفنون اور لال پوش وغیرہ کو طلب
کیا وہ بھی محفل آرا ہوئین غرض بڑے تکلف کے ساتھہ شاہزادے کو اوس جن نے
کئی طرح کے خلعت اور کشتیان جواہر کی دیکر اور مالے گوہر شبچراغ کے پہنا کر تواضع
اور تعظیم کے ساتھہ بٹھایا پھر شہزادی کی معشوقون کے ساتھہ بھی یونہی پیش آیا آخر کار
اسیطرح شب و روز عیش و عشرت کے ساتھہ مہمان بسر ہونے لگی کہ روز سحر کو پوشاک
بدل کر دربار مین جانا اور شام کو اوسن جگھہ دادعیش و خرمی دینا جب کچھہ دن یون ہی
منقضی ہوئے شہزادے نے درخواست سیر اطراف و جوانب پردۂ قاف کی
اوس جن نے عرض کیا کل تشریف لیجیے گا غرض اوس شب کو عیش و نشاط کے
ساتھہ کاٹا روز دوم شہزادہ اور شہزادگان پردۂ قاف اور جن واسطے سیر کے روانہ
ہوئے ایک بیشے مین پہونچے کہ جہان ایک چھوٹا سا پہاڑ نظر آیا اور زیر کوہ ایک دلدل
کیچڑ کی دیکھی اوسمین آفتاب کو اوس شمس سپہر سلطنت نے غروب ہوتے دیکھا اور
آگے اوسکے زمین و آسمان کچھہ نہ تھا شہزادے نے دریافت فرمایا کہ یہ کیا ماجرا ہے جن
نے عرض کیا کہ یہ جگھہ اختتام دنیا کی ہے اسکے آگے مالک کون و مکان کو حال
معلوم ہے کہ کیا ہے پھر وہ نیز سپہر شہریاری اوس طرف سے پھرا اور سمت چلا ہر ایک
بیشہ اور مرغزار نہایت فرح افزا دیکھا آتے آتے ایک بیشے مین پہونچا کہ انواع ریاحین

وگلہاے خوشرنگ سے معطر اور معنبر تھا اور اوسجگہہ ایک طرف کو ایک مکان سنگھاے سبز
وسرخ سے تعمیر سراسر تھا شہزادے نے پوچھا کہ اس مکان اور بیشے نے کیا فرحت تازہ پائی
ہے کہ دماغ جان نسیم عنبر شمیم کے جھونکون سے معطر ہوتا ہے یہان کسکا مسکن ہے اور
کون رہتا ہے شہزادہ جن نے کہا کہ یہ مکان اسپان شاہی اور مرکب بند جو سواری کو
حضور کی لینے گئے تھے ہمین سے بھیجے گئے تھے مگر اے شہریار ایک بچھیرا اصطبل
ملک بادشاہ سنگبار کی سان سے غلام تاجر کی شکل بنکر لاکھون روپیے صرف کرکے لایا
ہے وہ عجب مرکب بادرفتار جہان پیما ہے کہ ابلق لیل ونہار نے باوجود شوخی اور چالاکی
اور گردش کے کبھی نہ دیکھا ہوگا لیکن وہ گھوڑا کسیکو سوار ہونے نہین دیتا ہے
اور ایسا چالاک ہے کہ گھوڑے پرندا وسکے تگ وتاز کے مقابل لنگ کرتے ہین ہمقدم
نہین ہوسکتے اور ایک بات نادرات سے یہ دیکھنے مین آئی کہ جسروز اوس مرکب
کو یہان مین لایا جتنے گھوڑے کہ میرے اصطبل مین تھے اونھون نے اوسے دیکھکر
سرزمین پر رکھا گویا اوسے سجدے سلام کیا شہزادے نے یہ سخن چالاک سنکر مشتاق
ہوجن سے کہا کہ ہم بھی اوس مرکب کو دیکھین غرض وہ جن اندر اوس مکان کے
لایا اور بہت سے گھوڑے شہزادے نے ملاحظہ کیے لیکن ایک نگیرہ زرتار کی بیچے
ایک گھوڑے کو کلابتون کی رسیمان سے بندھا دیکھا اور تمام اسباب اوسکا سازوزیور
مرصع کار صندلی پر رکھا دیکھا مگر عجب گھوڑا تھا کہ جسکی صفت مین توسن طبع یون جولان
ہے اور فرس کلک میدان قرطاس پر یون رواں ہے نظم

وہ اسپ کہ عزم جسکا کوڑا		راکب کا مزاجدان وہ گھوڑا	
بجلی سے بھی تیز رو قدم مین		افلاک کو طے کرے جو دم مین	

اوڑنے مین پری سی تھا نکلتا ۔ کیا تاب جو سایہ ساتھ چلتا ۔
چلنے مین وہ راہوار آندھی ۔ رفتار یہ تھی نثار آندھی
برق تابان سے گرم رو تر ۔ رکھے نہ قدم کبھی زمین پر
گھوڑے یہ ہوا کے تھا وہ اسوار ۔ یا روی زمین پہ چرخ دوار
خورشید غبار سے قدم پر ۔ تھے نقش سم اوسکے ماہ و اختر
خالق نے وہ دی غضب کی چونچال ۔ تھی جس سے دل صبا مین ہل چل
جاتا تھا وہ اسطرح یہ توفید ۔ جسطرح کہی کمان کا تیر
سرعت تھی بجائے خون رگون مین ۔ سحر و جادو فسون رگون مین
طاؤس کی دم پری کی پوشاک ۔ خورشید کے سم قمر کی شوکت
بے مثل وہ انکھ ناک بھوں کان ۔ چیتے کی کمر تو شیر کے شان
خوش وضع و پشت دو ہمہ تن ۔ شفاف بدن بلند گردن
لب بیکل ہلال دانت تاری ۔ آنکھون سے بنے ہرن چکاری
وہ بال مثال کاکل حور ۔ تھا شرم سے رنگ حور کافور
شوخی کا بنا ہوا سراپا ۔ دیکھے ہوئے دلبری کا کوچا
نعل اوسکے ہر ایک رشک انجم ۔ تھا ساغر ماہ کاسۂ سم
شوخی سے جو وہ بھرے شراری ۔ پیدا ہون زمین پہ چاند تاری
ور شک وہ براق شبدیز ۔ رفتار مین ماہ سے کہین تیز
اندھیاری کا اوسکے چاندنی نام ۔ تھا عرصۂ دو جہان بھی اک گام
روباہ تھا رخش اوسکے آگے ۔ وہ رم کہ ہرن حیا سے بھاگے

قصہ مختصر شہزادے نے قریب جاکر اوس گھوڑے کی پشت پر ہاتھ رکھا وہ سر جھکا
کر چپکا کھڑا ہو رہا پھر شہزادے نے اپنے ہاتھ سے اوسپر زین وغیرہ کھینچکر تیار کیا اور حلقہ رکاب
مین پاؤن رکھکر باہر مکان نکلا کر سوار ہوا بخوبی اوس اسپ نے اس شہسوار کو سواری دی
ذرا شوخی نہ کی وہ جن حیران ہوا شہزادہ اوسپر سوار ہوکر اپنے مقام فرودگاہ مین
تشریف لایا اوس جن نے عرض کیا کہ یہ مرکب حضور کے لایق ہے اور کسیکو سواری نہ لگا
اب آپ ہی اسپر سوار ہوا کرین ہمیشہ اپنی سواری کے لیے رکھین شہزادے نے کہا اگر
تم قیمت اسکی لے لو تو کیا مضایقہ جن نے کہا استغفر اللہ نقد جان تک آپ پر سے نثار
ہے یہ جانور کیا مال ہے غرض بعد رد و قدح بسیار شہزادے نے قبول کیا قریب پندرہ
دن کے دعوت وغیرہ مین صرف ہوئے پھر شاہنشاہ اجنا سے شہزادے نے رخصت
چاہی اوسنے ایک بارگاہ سلیمانی اور تخت اور ایک بازار کہ جسکو بلقیس نے تعمیر کیا تھا
پر از جواہر اور لباس عمدہ ملک قاف کے اور تحفے اور اسلحے اور بہت سا زر و جواہر عنایت
کیا اور ایک ساز باجے کی قسم سے دیا کہ جسوقت حضور اسکو بجائینگے فوراً برادر تمہارا
یعنے یہی شہزادہ جو آپ کے ساتھ فتاحی طلسم پردۂ دنیا مین شریک تھا حاضر ہوگا اور جو
کچھ آپ ارشاد فرمائینگے بسر و چشم انشاء اللہ بجا لائے گا پھر اوسی حشم و خدم سے شہزادے
کو رخصت فرمایا شہر کے باہر تک پہونچانے آیا اور اوس جن کو ہمراہ کر دیا کہ پردۂ دنیا تک
تم بھی ہمراہ جاؤ اور بازار بلقیس روانہ کردی کہ تمہارے ملک مین یہ آباد ہو اور قوم جن
سے اقرار نامہ لیا کہ پردۂ دنیا مین جب آباد ہونا اوسوقت کسیکو رخ نہ پہونچانا غرض
شہزادہ پھر اوسی طرح اوس دریا سے بار گذر کر زندان خانۂ قاف کو طے کرکے قریب
طلسم گوہر بار سلیمانی کے پہونچا جہان بارش موتیون کی ہوتی تھی اوسوقت قسم کھائی

کہ بغیر دیکھے اسکے آگے سجاؤن گا وہ جن مایوس ہوا اور عرض کیا کہ حضور یہ طلسم
پردۂ قاف ہے یہان ساحر بھی جن ہونگے اور میں حاضر نہو سکونگا شہزادی نے
کہا کہ بھروسا مجھے عنایت پروردگار پر ہے تمہارے آنے کی کیا احتیاج ہے بندہ
سوائے خدا کے کسیکی مدد کا کب محتاج ہے یہ کہکر لشکر وہان ٹھہرایا اور آپ ایک
خیمہ علیحدہ استادہ کرا کے عبادت صانع طلسم عالم میں مشغول ہوا شب بھر عبادت
کی اور دست دعا بدرگاہ قاضی الحاجات بلند کیا دیدۂ باطنی وا ہوئے آنکھ بند
ہو گئی برقع حضرت سلیمان علی نبینا وعلیہ السلام کا سامنے سے پیدا ہوا اور آکر انہوں نے
فرمایا کہ اے شاہزادے یہ طلسم جنے تعمیر کیا ہے تو شوق سے اسمیں جا
کوئی مانع نہوگا اور تو فاتح اس طلسم کا نہیں ہے بطن ملکہ خورشید جمال سے
ایک فرزند پروردگار عالم تجکو عطا کریگا کہ نام اوسکا شاہزادۂ کیوان علم ہوگا وہ اسکا
فاتح ہے مگر تو اسکے اندر جاکر کچھہ کیفیت دیکھکر پھر آنا اور علامت طلسم واسطے قوم اجنا
یا اور قوم کے کہ کوئی خرابی مرحلوں پر طلسم کے نہ آگئے ظاہر ہوتی ہیں تیرے جانیسے
ظاہر نہ ہونگی مناسب یہ ہے کہ اپنے ارادے سے باز آ اور اندر طلسم کے نجا اور اگر قسم کا پاس
ہے تو کچھہ دور جاکر واپس آنا یقین ہے کہ بادشاہ طلسم تجھسے ملاقی ہو اور یہ طلسم بہت
بڑا ہے کہ کئی شہر وسیع اسمیں آباد ہیں انشاءاللہ سب قبضہ میں تیرے فرزند کے
آئینگے یہ کہکر حضرت تو آنکھوں سے ناپدید ہوئے شہزادے کی آنکھ کھلی پردۂ غفلت
کا اوٹھا صبح کو دربار میں آیا اور اپنے خواب سے اوس جن کو اطلاع دی پھر
واسطے رفع قسم کے طرف طلسم کے روانہ ہوا جب قریب دیوار طلسم کے پہونچا
دیکھا تو اوسمیں سے دروازہ پیدا ہوا شہزادہ مع اوس جن کے اندر داخل

ہوا سبحان اللہ ایک بیشہ نظر آیا کہ اس خوبی اور لطافت کا کوئی مرغزار پردہ قاف
اور پردہ دنیا مین نظر سے نہ گذرا تھا کہ تمام زمین وہان کی غیرت گلزمین ہے سرسبز
وشاداب رشک فردوس برین ہے بہار باغ بہشت ہزار جان سے اوسپر نثار ہے
چمنستان جہان جسکے عشق مین داغدار ہے طرح طرح کے پھول شگفتہ اور انواع
اقسام کے نخچے کھلے شاخین میوہ دار درخت کی جھلکہ ہزار ناز و اغماز عروس دشت
سے ہم آغوش اور عندلیبان خوش الحان و بلبلان ہزار داستان نغمہ سنج بہار
وہان کی دافع درد و رنج اوس بہار کو اگر کوئی نثار تحریر کرے رنگین مضمون دیار
نثر مین پیدا ہون قلم نخل شاخ گل ہو صفحہ تحریر گلستان بے تامل ہو نقطہائے ورق
خوشہ انگور کی کیفیت دکھائی ساغر ورق مثل جام بلور بادہ مضمون سے بھر جائی
یہ بہار نئی مستی دکھائی ہر سطر مسلسل سنبل نمط خط جام ساغر جم نظر آئے دائرہ
حروف مضمون کے شیشہ ہائے مے دکھائی دین قلمدان کو رشک ابط سے کہین
خضر آب دہوا سے اس مقام کے یہ دونو مخطوظ ہوئے اور غنچۂ دل جو پژمردہ تھا
وہ گلزمین رشک فردوس برین سے شگفتہ ہوا ہر قدم پر نیا طلسم پایا تازہ
شاد دیکھنے مین آیا یہان تک کہ جاتے جاتے ایک عمارت بارفعت کہ ہمسر آسمان
تھی نظر پڑی کہ قلم حقیر اوس قصر کی صفت کرنے مین قاصر ہے تمام مکان سرسے پانتک
یکدل زمرد کا بنا تھا کہ چشم انسان نے کبھی نہ دیکھا ہوگا بلکہ کانون نے بھی نہ سنا
ہوگا اور گرد مکان کے ایک خندق عمیق واقع تھی اور اوسپر کچھ درخت تھوڑے
فاصلے پر گنجان مثل عاشق و معشوق دست بغل اس روش سے لگے تھے
کہ جنکے دیکھنے سے دل کو فراغت ہوتی تھے سبزہ خنجان جہان کو فرحت ہوتی

تھی اور اون درختونکا سایہ اوس مکان پر عکس افگن تھا اور اوس خندق پر ایک چھوٹا سا پل
مثل پردہ چشم عاشق ایک سیپ کا خوشرنگ بڑی صنعت کا بنا تھا شہزادہ اوس پل
سے گذر کر اوس مکان جنت نشان کے دروازے پر پہونچا کوئی شخص نظر نہ آیا شہزادہ ٹھہرا تھا
کہ دروازہ اوس قصر کا کھل گیا جب دروازہ کھلا شہزادہ سمجھا کہ فرمانا حضرت کا درست ہے
تجھے اجازت جانے کی ملی مالکان طلسم نے راہ دی پھر اندر اوس مکان کے شہزادہ
تشریف لایا وہان بھی ایک باغ جنت نظیر اور بہت سے کمرے زمرد کے اور شہ نشینین
تعمیر دیکھین کہ اونکے صفت بیان کرنے مین طول ہوگا مطلب نہ حصول ہوگا پھر
ایک مکان مختصر اور اوسی مکان مین شہزادے کو چشم تماشا بین نے دکھایا کہ مانند
چہل ستون کے بنا ہے اور ایک تخت اوسمین زمرد کا تراشا ہوا جسکے ہر پایے پر چار
طاؤس دم کا چتر بنائے رقص کرتے تھے بچھا ہے اور چند لکے ابر کے اوس سر چہل ستون
پر قایم تھی کہ اونمین سے بارش برابر موتیون کی ہوتی تھی اور چند نہرین سامنے اوس تخت
کے جاری تھین شاہزادہ اوس تخت کے قریب پہونچا اوسوقت اون طاؤسون نے
جو تخت کے چارون کونو پر زمرد کے بنے تھے منقار اوٹھاکر آواز دی کہ آپ طلسم شا
نہین ہین ناحق تشریف لائے پھر شاہزادہ کی وہ طاؤس تعظیم بجالائے اور رقص کرنے
لگے شاہزادہ اوس تخت طلسمی پر بیٹھ گیا جب جن نے چاہا کہ مین بھی اوسکے قریب
جاؤن اور شاہزادے کے پاس جاکر بیٹھون وہ طاؤس آمادہ پرخاش ہوئے اور منقار
اوٹھاکر چلے مُنہ سے اونکے شعلے آگ کے نکلنے لگے شاہزادے نے جب یہ معاملہ دیکھا جر
کو منع کیا کہ یہ مقدمہ طلسم ہے اے برادر تم نہ آو ایک لمحہ اس معاملے کو نہ گذرا ہوگا
کہ ایک طوفان عظیم الشان پیدا ہوا اور آواز سخت بادل گرجنے کی بڑی زور شور سے

پیدا ہوئی اور برق شعلہ بار بجوش وخروش سے چمکنے لگی کہ اوسکی روشنی سے
وہ مکان تمام روکش دشت امین بنگیا اور زمین مکان زمرد کی لال ہوگئی جو چیز
فرط دہشت سے بیحال ہوگئی اسطرحکی آوازین ہیبت ناک آئین کہ آثار محشر نمودار ہا
ہر آواز غضبناک صور اسرافیل سے مشابہت رکھتی تھی کہ جس سے زہرہ انسان
کا آب ہوتا تھا اوس جن کا منہ دہشت سے فق ہوگیا اور دل خوف سے دھڑکنے
لگا کہ یکایک کچھ لوگ سامنے سے پیدا ہوئے پھر دیکھا تو ایک شعلہ آتش از زمین تا
چرخ بریں بلند ہے اور باغ کے درختون سے آواز پیدا ہوئی کہ یا گوہر بارجاد و یا گو
بارجاد و شہزادہ اس اولوالعزمی کو دیکھکر حیران تھا کہ اوس شعلے سے ایک تخت پید
ہوا اوسپر ایک بادشاہ کو سوار دیکھا کہ یہ معلوم دیتا تھا کہ بکہ نور تخت پر لامع ہے آفتا
محشر طالع ہے اوس بادشاہ نے قریب آکر شہزادے سے معانقہ کیا اور کہا اے
شاہزادے مین اپنے بزرگون کے زمانے سے بادشاہ طلسم ہون اور آپ فاتح اس
طلسم کے نہین ہین فرزند آپکا ازروی قاعدۂ نجوم دریافت ہوتا ہے کہ شہزادہ کیوان
ہوگا اور اوس زمانے مین سلطنت طلسم کی میرے فرزند کو ہوگی کہ نام اوسکا
درۃ التاج شہریاری ہوگا اور فرزند میرا صاحب ایمان ہوگا اس باعث سے او
شکست ہوگی اب آپ کو مناسب ہے کہ یہان سے واپس ہون شہزادے نے
کہنا اوسکا بدل منظور کیا اور آگے بڑھنے سے باز رہا وہین سے بازگشت کی ایک
روز کی بعد وہان سے پھر کر اوس صحرا مین جہان لشکر اوترا تھا پہونچا اہل لشکر دیکھکر
کمال خوش ہوئے پھر اوس جن نے حکم دیا کہ لشکر تیار رہے کل صبح کو انشاء اللہ یہان سے
کوچ ہوگا پھر شاہزادہ ساتھ ملکہ خورشید جمال کے صحبت آرا ہوا اوسی شب کو

قدرت پروردگار سے ملکہ کو حمل رہا اور شاہزادہ اس مژدہ سے جو حضرت سلیمانؑ نے سنایا تھا نہایت
خوش ہوا اور وہ جن بھی شاہزادی کی توقیر اور افتخار دیکھکر کمال حیران تھا کہ حضرت سلیمانؑ نے
اپنے طلسم میں اس شخص کو جگہ دی جہان کسی مرکشان قاف میں سے جانے کی مجال
نہ تھی یہ باعث اور بھی زیادتی محبت شہزادے کا ہوا جسوقت آفتاب عالمتاب طلسم کردہ
مشرق سے باہر آیا شاہزادہ اوٹھکر سوار ہوا تمام لشکر نے کوچ کیا برابر دو منزل تک پانچ پانچ
کوس پر کوچ و مقام ہوتا آتے آتے لشکر نے قریب شہر طلائی کے نزول اجلال اور ورود اقبال
فرمایا جن نے شاہزادی سے عرض کیا کہ یہان مقام قیام نہین ہے چاہیے کہ جلد یہان سے
آگے چلکر استقامت فرمائیے ایسا نہو کہ برگشتہ بختی حضور کے دشمنون کو پیش آئے یہ راہ صعب
ہے مین پہلے بھی عرض کرچکا ہون کہ یہان ایک نے کوئی بجاتا ہے کہ دل سنگ بھی ہو تو آب
ہوجاتا ہے سنتی ہی وہ شخص جسکے کان مین یہ صدا جاتی ہے بے اختیار اس شہر مین داخل ہوتا
ہے وہان جاکر مفقود الخبر ہوجاتا ہے پھر پتا اور نشان اوس کا نہین ملتا
شہزادی نے کہا اے برادر اگر خدا پروردگار نے تو یہ عبد ذلیل یہانسے بھی دامن امید کو پر از
گلہائے آرزو کرے گا کچھ مقام خوف و اندیشہ نہین رو گردانی مشکل سے ہمارا پیشہ نہین یہ کہکر
رخت سفر اوتارا وہ جن لاچار خاموش ہورہا پھر ایک مقام پاک و پاکیزہ مین اگر شہزادے نے
فرش وغیرہ بچھوایا اور معشوقان پریچہرگان سے صحبت آراہوا پھر خاصہ تناول فرمایا رقص
کی محفل ہوئی اس طرح پر عیش و عشرت مین معشوقون کے ساتھہ مشغول تھا جب قریب
نصف شب کے گذری کسی کی یکایک آواز باسوز و گداز نے نوا ہی کی سمع اقدس مین
پہونچی اور اہل محفل نے بھی سنی ہر ایک پہلے تو اسیجا سکتے کا ڈھنگ ہوا اور وجد مین آکر
جھومنے لگا پھر بے اختیار اوٹھکر شہر کے طرف چلا چنانچہ معہ شاہزادہ اور رفقا اور جن اور

شاہزادیان طلسم کی اور ملکہ خورشید جمال سکے سب طرف شہر طلسم چلے یہان تک کہ اگر اندر شہر کے داخل
ہوئی دیکھا تو در شہر بایا تو کھلا تھا مگر جب یہ لوگ داخل ہوئے اوسوقت بند ہوگیا اور صدائے کی
پیہم اور متصل جو کان مین آتی تھی بہوقوف ہوئی ہر ایک غفلت شعار کی آنکھ کھل گئی ہر ایک
اب ہوشیار ہوا اور حواس کا جامہ پہنا دامن بخودی ہاتھ سے چھوٹا اوس جن سے پوچھا کہ ہم لوگ
کہان ہین اور کہان اس شب تار مین جاتے ہین اوسنے بیان کیا کہ مین تو پہلے ہی عرض کرتا
تھا کہ آپ یہان نٹھہرین حضور نے کہا نہ مانے کی اواز سنکر اس طلسمی شہر مین چلے آئے اب
خدا ہی یہان سے رہائی دے تو ہو سکتی ہے والا نہ نکلنا اس جلسے کا ریست تشکل وامریست
دشوار شاہزادے نے یہ سنکر سر جھکا لیا کہ ناحق کہنا مشفق بے ریا کا نہ مانا آخر کو گرداب بحر غم مین
ساحل خرمی سے پڑا اگر اب لاچاری ہے کیا ہو سکتا ہے مجبور ایک جانب چلا روشنی موجود نہ
تھی بالکل اوس مقام پر تاریکی تھی اور مکانات شہر کے بھی نظر نہ آتے تھے یہ معلوم ہوتا تھا کہ
گدہ ہر آئے اور کہان جاتے ہین ہر ایک کوچہ و بازار مین شہر کے سرگردان و پریشان پھرتے تھے
اوس جن نے کہا اے بادشاہ اب بھی مناسب ہے کہ کسی مقام پر ایک جا سب مشفق
ہو کر قیام کریں جب سحر ہو اور آفتاب طالع ہو اوسوقت جو کچھ راہ تدبیر نکالیے گا ہو گا والا نہ
اس شب تار مین نہین معلوم کہان آوارہ اور سرگردان پھرے گا شہزادے نے بموجب اسکے
کہنے کے عمل کیا ایک مقام تھک کر بیٹھ رہا جبوقت طلسم شب شکست ہوا اور شاہ خاور کی گرمجوشی
شاہد روزگار سے اغاز ہوئی نسیم سحر مبارز ہوئی شہزادے نے نماز صبح پڑھکر دست دعا بدرگاہ رہائی
بخش طلسم غم والم بلند کیے اور پکارا ؎ بلندی بخش ہر ہمت بلندی ۔ بہ پستی افگن ہر خود پسندی
اے بے نیاز اس جگہہ کے حال سے مجھہ گمراہ کوئی نامرادی کو آگاہی فرما اور یہان سے اوٹھا کر منزل
مقصد تک پہونچا جب یہ استغاثہ کیا کچھہ غفلت طاری ہوئی اور آنکھہ بے اختیار بند ہوگئی پھر برقع

حضرت سلیمان علیہ السلام کا سامنے سے پیدا ہوا اور قریب آنکر حضرت نے ارشاد فرمایا کہ اے شاہزادہ
عالی تبار یہ اسم تجھکو سکھاتی ہین لازم ہے کہ حرف بحرف اسکو یاد رکھنا اور حذر دار ہر گز فراموش نکرنا اور
خلاف عقل و ہوش قدم نہ دھرنا یہان سے اوٹھکر آگے جانا ایک بیشہ ملیگا اوسمین ایک غول
صحرائی ساکن ہے وہ فسونسازی کرتا ہے اوسسے اس اسم کو پڑھکر نشانہ تیر قضا بنانا یعنے تیر سے ہلاک
کرنا جب وہ مارا جائے اوسی مقام پر منتظر ٹھہرنا ایک دیو کہ نام اوسکا قرناس ہے آشکار ہوگا اور
کوبھی راہ عدم دکھانا جہنم مین پہونچانا وہی خرابی کا باعث ہے بعد ہلاکت اوسکے اوسی بیشے
مین ایک تالاب ہے کہ پانی اوسکا نیلگون ہے تھوڑا سا لیکر اپنے پاس رکھنا کہ وہ تیرے بہت
کام آئیگا یہ فرماکر حضرت تو تشریف لیگئے اور برقعہ آپکا ناپدید ہوا شہزادے کی آنکھین وا ہوئین
بکشادہ پیشانی اپنے ہمراہیون سے ارشاد فرمایا کہ حضرت سلیمان نے بحکم پروردگار مدد فرمائی
بواب انشاء اللہ تم سب نے رہائی پائی یہ فرماکر اوسی طرف اوٹھکر جسطرف کا حضرت نے بتلا ارشاد
فرمایا تھا روانہ ہوا اور وہ اسم ورد زبان کیا اب عمارات شہر بخوبی نظر آئی دیکھا کہ ہر قصر عالی
پستی بلندی سے برابر بالکل طلائی سانچے کا ڈھلا ہوا معلوم دیتا ہے گلی کوچے مین وہ
صفائی کہ نسترن ٹھہرتی تھی زر خالص کی چمک دمک پر نگاہ چوندھیاتی تھی ہر جا دوکانین
قسم قسم کے اشیا سے معمور مگر انسان نہ حیوان بالکل سنسان شہزادہ یہ کیفیت دیکھتا ہوا
ہمراہیون کو راستہ شہر کا طے کراکے بیرون شہر اور آبادی کے آیا تھوڑا راستہ طے کیا
ہوگا ایک بیشہ نظر آیا کہ جسمین درخت گنجان نہایت سرسبز اور شاداب چشمین جو تہ تہ
روان درخت میوون سے لدی بلبلین غزلخوان خلاصہ وہ صحرا رشک دہ گلزار ارم تھا
کہ گلشن ایجاد مین کبھی اسطرح کا دشت اس سیار عجائبات کی نگاہ سے نہ گذرا تھا کہ
سنبل مین تھا طرز دو دانہ شبنم مین تھا جلوہ کو الب شہزادہ اوس غول کی

فکر مین تجسس کرتا ہر طرف سبزہ نوخاستہ پامال کرتا پھرتا کہ ایکبار زیر نخل اوس باغی کو بیٹھا پایا یا
یہ فتاحی طلسم کر چکا تھا یہان کب دھوکا کھاتا بمجرد دیکھنے کے تیر ترکش سے نکالکر کمان مین جوڑا
اور کمان پر اور پیکان تیر پر اسم دم کر کے طرف سینہ پر کینہ اوس نشانہ تیر اجل کے روان کیا اس
کبادہ کش زمین و آسمان کے ہیبت پر قدر اندار قضا گوشے مین چھپ کر چلایا جب صاحب
قاب قوسین اوادنی کا نام شہزادی کی زبان پر آیا تیر اوس سست تدبیر کے سینے پر پڑا کہ تودہ
دل و جگر کو توڑ کر مہرہ پشت کے پار گذرا عیاذاً باللہ ایک شور نشور قیامت برپا ہوا زمین
و زمان سے آوازہائے مہیب اور دہشتناک آنے لگی دل دکھانے لگی بعد ایک لمحہ
کے وہ طوفان آفت زا نمونہ رستخیز ہو موقوف ہوا شہزادے نے دیکھا کہ ایک دیو قوی ہیکل
مردہ پڑا ہے اور ایک سنے جو وہ بجاتا تھا زمین پر پڑی ہے شہزادہ بمجردہ متنکر بجالایا اور منتظر اور
دوسرے دیو کا کہ حضرت نے جسکی خبر دی تھی ٹھہرا بعد تھوڑی دیر کے ایک گرد و غبار پیدا ہوا کہ جس
سے آئینہ خاطر شہزادہ باصفا کا مکدر ہو کر جوہر شمشیر کی بہار دکھانے پر تیار ہوا دیکھا تو سامنے ہی دیو
قرناس خناس پیدا ہوا عجب شکل اوس نامعقول کی معائنہ کی کہ دو شاخ سینگ سر پر نمایان کہ اور
تین سر ایک شیر کا دوسرا انسان کا تیسرا دیو کا نہایت قوی تن سر مثل برج قلعہ ہاتھ پاؤن
بہت بڑے جیسے ساکھو کا لٹھا کاندھی پر بہت سے گاؤ خر اور صحرائی جانور چار پائی لٹکا رکھے ہوئے
لادے خود صید اجل بنا ہوا وہان وارد ہوا شہزادے نے اوسکو دیکھکر ایک نعرہ کوہ شگاف جو
شجاعت مین اگر لگایا کہ جس سے تمام بیشے مین زلزلہ پڑ گیا دیو دہل گیا اور کاندھے سے جانورون کو
پھینک کر جادہ حقاق اور دار شمشاد پکڑ کر شہزادے پر حملہ آور ہوا شہزادے نے ذار شمشاد کو خالی دیا
بیترہ بدلکر پہلو مین اگر ٹھہرا اور دار شمشاد زمین مین در آئی کہ خاک اوڑی اور پانی نکل آیا دیو
نے نعرہ کیا کہ افسوس لقمہ چرب دست تمام خاک آلود ہو گیا شہزادے نے ڈانٹ کر آواز دی

کہ اونا معقول کسی ہلاک کیا خبر دار اپنی جان کی خیر مانگ یہان تو شاہزادہ مصروف باسخنہاے درشت
اوس دیو لعین سے تھا وہان ملکہ خورشید جمال وغیرہ اور جن ٹھہرا تی تھے یہان تک کہ شاہزادی
کا ہاتھ اوسکے سر تک نہ پہونچا تھا جب تلوار لگاتا تھا خالی جاتا تھا مگر چونکہ نظر کردہ تھا یاد کرکے اسد اللہ
غالب علی ابن ابیطالب کو شہزادے نے اوسکے سینگ پر ہاتھ ڈالدیا وہ دیو کمر میں لپٹ گیا اب زمین
میں ہل چل پڑ گئی اور کشتی درشتی کے ساتھ شروع ہوئی کہ غبار کا بہ خاکی بنکر تیار ہوا اور طبقہ
زمین کا اوڑنے لگا یہانتک کشمکش ریلا پیلی کے زور ہوئے کہ یقین تھا کہ گاؤ زمین کی کمر لوچھے سے
ٹوٹ جائیگی لیکن شاہزادہ ایک برق جہندہ تھا کمال تڑپ اور جھپٹ کے ساتھ کشتی لڑتا تھا
کہ آمد و رفت ثبوت نہوتی تھی اور وہ دیو اپنی جان بچاتا تھا اوسی ہنگام میں کمر سے خنجر نکالکر دیو
کے شکم میں شہزادے نے لگایا کہ جس سے شکم تمام چل گیا اور آنتیں وغیرہ نکل پڑیں پھر بفنون
کشتی گری زمین پر ٹپکا خنجر سے سر جدا کیا پھر دوبارہ ایک غلغلہ قیامت آسا بلند ہوا جب وہ شور
نشور قیامت خنجر کی طرف ہوا اوس جن نے دوڑکر شہزادے کو گلے لگایا اور عرض کیا کہ اے
شہریار کارساز کردی کہ کسی در عمر خود نکردہ باشد اگر رستم اور سام اور برزو بیژن ہوتے تو
حلقہ تیری غلامی کا اپنے کان میں ڈالتے اور ہاتھوں کو شہزادے کے سینے چومتا اور
آنکھوں سے ملا اور شہزادہ پھر وہانسے آگے چلا یہان تک کہ اس نہنگ بحر جرأت کو وہی
تالاب جسکا پتا حضرت سلیمان نے دیا تھا ملا دیکھا تو ایک تالاب سنگ مرمر کا پختہ تعمیر ہے اور
پانی اوسکا نیلگون ہے شہزادے نے فرمایا کہ مجکو حضرت نے اس پانی کے لینے کے لیے تاکید فرمائی
ہے اب اسمیں آبرو ہے کہ کوئی ظرف کی قسم سے اگر یہان ممکن ہو تو لاؤ جن نے عرض کیا کہ
ظرف کے لیے خود سے اوتار لیجیے اور کوئی چیز بنانا کمال مشکل ہے شہزادے کو بھی یہ رائے
پسند آئی خود اوتار کر اوس تالاب سے پانی بھر کر آگے چلا ایک لمحے میں بھر عمارت اور آبادی

شہر کے قریب پہونچا دیکھا تو قریب آبادی شہر کے ایک اور تالاب کہ جسمین خشت ہائے طلائی اور نقرئی
لگی ہین نہایت خوبصورتی سے جڑی ہین اور پانی اوس تالاب کا اس آب وتاب کا ہے
اور چمکتا ہے کہ اگر دُر عدن دیکھتا اپنی آب کھوتا شرم سے آب آب ہوتا اور صفائی مین روکش چشمہ
آفتاب ہے قندیل فلک ہر ایک اوسکا حباب ہے اور اوسکے چارون کونون پر چار کوہ نہایت
مختصر سے طلائی بنے تھے درخت اوپر سایہ دار گھنے تھے اور مچھلیان رنگ برنگ کی اوس
تالاب مین شناوری کرتی تھین لطافت اور خوبی کا دم بھرتی تھین شہزادے کو آب شیریں
اور صاف دیکھکر لہر آئی قریب جاکر چاہا کہ تھوڑا پانی پیے اور تلخکامی کی گرمی بجھائے مگر
ہر چند خواہش کی پانی ہاتھ نہ آیا گو بہت سی سیر دی کی قدم راہ تجسس مین اوٹھایا عقل
حیران ہوئی کہ نہین معلوم یہ کیا اسرار ہے آگاہ اس سے پروردگار ہے کہ جب مین قریب پانی
کے جاتا ہون وہ مجھسے دور ہوجاتا ہے لیکن بتجربہ کار تھا سمجھا کہ کوئی اسرار ہے جب پانی تو
ہاتھ سے ملنے مین انکار ہے اوس تالاب کو چھوڑکر آگے بڑھا کہ شہر کی آبادی مین چلیے وہان
کی کیفیت دیکھیے جسوقت آبادی مین شہر کی آیا ہر ایک مکان کے اندر ہوتا وہان کی
سیر وکیفیت دیکھتا آتے آتے ایک ایسی جگہ پہونچا کہ ایک دروازہ عالیشان دیکھا بڑا سامان دیکھا تمام
لعل ویاقوت وغیرہ اوسمین جڑے تھے دونون پہلو فیل مست جھوم رہے تھے یہ شش دراوسکے
آرایش اور زیبایش سے کمال ایئنہ وار حیران تھا عقل دنگ تھی پریشان تھا غرض اندر قدم
بڑھایا عجب ماجرا نظر آیا ایک سو مکان طلائی اوس احاطہ مین جنمین دروازے جواہر کے
تراشے ہوئے نصب تھے رشک فرمائے دربائے بہشت سب تھے اور ہر ایک دروازے
مین قفل طلائی برابر ان شہر کے لگا تھا اور اندر حصار کے ایک باغ نہایت سرسبز وشاداب
بنا تھا کہ جسکو دیکھکر غنچہ دل شگفتہ ہوتا تھا اور اسیب رسیدہ کو وہ باغ بہار عشرت سراسر

بھی اور بہبودی دیتا تھا مگر کسی بیمار کا اوسکی سرسبزی سے یہ گمان جلد تا تھا شجر عارضہ بیمار یہ انہوتا مرض نہاں ہوجاتا مگر سفسان کسی انسان اور جن کا نشان تک نہ تھا شہزادے نے کہا کہ اے دخلیفہ قدرت یہ کس گل گلزار دولت پر اس گلشن ایجاد مین اوس پڑی کہ کچھ ثمرہ اس باغ کی تعمیر سے مثل شداد حاصل ہوا اور شجر جان پر آسیب ہو پنچا غرض یہ نو باوہ حدیقہ ریاست گلگشت کنان جب اور آگے بڑھا ایک بارہ دری رشک پری علاوہ اون مکانات کے نظر پڑی کہ جسکی صفت معمار زبان سے بنا نہین ہوسکتی سقف وایوان منقش ورنگین جہت پردے اور چلمنین اوسمین آراستہ فرش وغیرہ پیراستہ اور قریب چبوترہ بارہ دری کے چار نہرین پانی کی باآب وتاب جاری تھین اور چبوترہ پر ایک شامیانہ گوہر کی جھالر کا پرزر کھچا ہوا اور نہرون مین فوارے ہزارے کے چڑھے اونکے آبشار کی کیفیت ساون بھادون کی جھڑی کو شرماتی تھی عجب لطف دکھاتی تھی اور زیر شامیانہ مسند مرغ بچھی تھی شہزادے سفلاوس مسند پر اگر جلوس فرمایا سیر وکیفیت مین ایسے باغ پر بہار کی نظارہ کنان ہوا اوس جن سے ارشاد کیا کہ آج کا دن بھی قریب اختتام ہی اسیجا بعیش و آرام بسر کرین وم سحر یہان سے کوچ کر جاینگے اوسنے عرض کیا کہ بہتر ہی مگر مجکو اپنی جانکا ڈر ہی کہ ایسا نہو کسی آفت مین مبتلا ہون صرصر اجل اس باغ مین وزان ہو شاخ حیات دست بردخزان ہو پھل نامرادی کا ہاتھ آئے کوئی دشمنون کو حضور کے آسیب پہونچائے شہزادے نے کہا اگر بیخ زندگانی مضبوط ہی اور اعانت باغبان قضاو قدر کی ہی تو کوئی آفت اور دسترس گلچین فساد کا گل امید تک نہ پہونچے گا اس تازہ شگوفے کو باغ خاطر مین نہ شگفتہ کرو خار رنج سینے سے نکالو اس راحت کو برباد نہ دو کہ وقت خوش ہی

ہوئی ہی شام عشرت پھر ہویدا	کیا سیب قمر نے رنگ پیدا

پلا وہ پھول جسا گل مین لاکر	کہ آئے گل کا قصہ اب زبان پر

غرض اوسوقت وہ جن اوٹھا اور بارہ دری مین جاکر الماری کو کھولکر گلابیان شراب کی بہم پہونچائین اور کشتی مین لگاکر شیشہ و ساغر اس مست بادہ بہار کے روبرو حاضر کرین جامہ عمو کرکے شہزادے کو دیا مفت کی شراب قاضی نے بھی حلال کی سے دو چار جام پیے پھیر نازنینان مہ تمثال محفل شہزادہ نے بھی خوب شراب نوشی کی کہ ہر ایک گل اندام مست و لالہ بنی اور ادھر ساقی زمانہ نے بھی مجلس شب کو انجم و سیارگان سے آراستہ کیا ساغر قمر بادہ نور بیدار مغز دینے لگا زاہد مست بادہ وحدت اس چاندنی کو دیکھکر فتوے شراب نوشی کا لگانے لگا جب خوب نشہ ہوا اوسوقت شاہزادے نے بے اختیار فرمایا دلکو اسطرح بہلایا **غزل**

آنکھون کو جاتا ہون دیا لا خمر ابکا	مستون کو فرض عین ہے مینا شراب کا
پیر اخمیر بادہ انگور سے بنا	گھٹی مین میری پڑگیا قطرہ شراب کا
خمخانہ جہان مین وہ علامہ دہر ہون	دیتا ہے مجتہد مجھے فتوی شراب کا
دل سنکر سنکر کر دیا ساقی نے الغیاث	دکھلا کے بھلا تو ذرا جوشیشہ شراب کا

اوسوقت کا عجب عالم تھا وہ سہانا وقت جانورون کا بسیرا لینا فراش مہتاب کا فرش چاندنی بزم عالم مین بچھا ہوا سرد سرد چلتی تھی کلی دلکی کھلتی تھی اس عیش کو دیکھکر چرخ کی آنکھون مین خون اوترا شفق شام بصد احتشام باغ مین پھولی تھی دنیا کی کیفیت جسکے دیکھنے سے بھولی تھی غرض اسی عالم مین دیکھا کہ اسباب شیشہ آلات و غیرہ روشنی کا سامان موجود ہے مگر کوئی روشنی کرنے والا نظر نہ آیا اوس جن سے شہزادے نے یون گل فشانی کی اور گلگیر زبان سے کام لیا کہ ای روشنی بخش محفل اتحاد و ای شمع انجمن وداد ہم تم اس مکان جنت نشان مین مسافرانہ اتفاقات زمانہ سے وارد ہین لازم ہے کہ روشنی تو کرو شاید مالک کے

اس مکان کا چراغ ہستی گل ہوگیا یا کسی آفت مین وہ تیرہ روزگار مبتلا ہوا کہ جس سے یہ اندھیر
اوسکی جاے سکونت مین ہی افسوس کی جا ہی اس مقام پر رحم کرنا روا ہی اوس جن نے
اس گرم بیابانی کو شہزادے کی سنکر بڑی گرمجوشی سے آتش محبت افروختہ کی اور مشعل الفت
روشن فرمائی تمام بارہ دری مین روشنی کی پھر اگر صحبت مین شریک ہوا اوسوقت شاہزادے
نے فرمایا کہ اگر کوئی اس مقام پر کچھہ شغل رقص وغیرہ کا کرتا تو بہت اچھا تھا اوس جن نے اوسی
وقت چنگ زبان سے یہ راگ گایا کہ شاہزادہ جن کو نہ عالم ہی اور نہ فن ہی جو نہین آتا ہی
یہان سب طرح کے راگ کا سامان موجود ہی جسمین اگر ساز چھیڑین تو مین کچھہ گاون شہزادے
نے ہنسکر فرمایا کیا مضائقہ غرض اوس بارہ دری مین کونسی ایسی اشیاے نادرہ دنیا کی
تھی جو موجود نتھی کچھہ ساز جن اوٹھا لایا شاہزادے نے اوسکو پرتج کے دھن مین چھیڑا
اور وہ جن ایک نازنین زہرہ جبین عورت کی شکل بنکر گانے لگا اس غزل کو مولف کی گاتا
تھا شہزادے کا دل بہلاتا تھا مؤلف +

سر سے سودا زلف پیچان کا عیان ہوتا نہین
آگ تو بھڑکی ہوئی ہی پر دھوان ہوتا نہین

حال عشق زلف پیچان کچھہ عیان ہوتا نہین
دل تو جلتا ہی مگر مطلق دھوان ہوتا نہین

حال میرا اونکی محفل مین بیان ہوتا نہین
ذکر بلبل کیون میان بوستان ہوتا نہین +

بلبل دلسوختہ کی مٹ گئی تاثیر آہ
آتش گل مین الٰہی کیون دھوان ہوتا نہین

گرمی سوز درون سے جل رہا ہی جسم زار
جاے سواب سر سے پیدا کیون دھوان ہوتا نہین

آہ کھینچی ہی لب دریا کسی دلسوز نے
اوس یم خوبی کے بجرے مین دھوان ہوتا نہین

جادۂ راہ عدم کا کیا ملے مجکو پتا +
کچھہ نشان نقش پاے رفتگان ہوتا نہین

رہرو راہ عشق مین ہون تیز رو مثل نسیم
مجھسے آگے نالۂ بلبل روان ہوتا نہین +

چشمۂ ہی فقیرون کو یہ آرایش نصیب
کونسی شب بستر آب روان ہوتا نہین +

چاشنی مرگ ہی محبوب نازک کا عشق
لذتی حسرت سے شیرین کام جان ہوتا نہین

صورت نرگس بندھی ہی ٹکٹکی بعد از فنا
شوق نظارہ تو کم ایسجان جان ہوتا نہین

داغ دل دکھلا رہے ہین کیا بہار باغ عشق
یہ وہ گلشن ہی کہ پامال خزان ہوتا نہین

روز و شب ہون یا شمع عارض دلدار ہین
کوئی ساعت بیچراغ اپنا مکان ہوتا نہین

اسکی بدعت سے کہان ساکن ہون ہین گنبد نشین
کس زمین پر دور دور آسمان ہوتا نہین +

خانۂ مرقد مین کیونکر ہوگی منعم بسمل
جبر مکان ہین قصد و صحن سائبان ہوتا نہین

ذبح کر اولٹی چھری سے بیقراری دیکھ لے
زخم کاری سے تو یہ بسمل طپان ہوتا نہین

بزم عالم مین رکھا ہی کونسے عاشق کا سوگ
سیل آرایش جو تجکو جان جان ہوتا نہین

سرد مہری کے ہین قاتل زخم تین منت گداز
مرہم کافور کب ممکن یہان ہوتا نہین +

وصل کی شب اسقدر تزئین فضا مین ہی وہ
چاہ اوسدن کے تجمل کا بیان ہوتا نہین

جب یہ غزل اوس جن نے گائی اور رقص کی کیفیت دکھائی اوسوقت اوس بارہ دری کے اندر سے ایک آواز بشکایت آمیز فلک در دانگیز باسوز و گداز اسطرح کی آئی کہ بے اختیار شہزادے کے آنسو نکل پڑے اور گانا موقوف کیا اور گوش بر آواز ہوا یہ سنائی دیا کہ کسی ستم دیدہ نے سرد بھرا اور نالۂ درد آلود کیا اور کہا کہ اے پروردگار یہ کون شخص ہین جو یہان تشریف لائے ہین ایسا نہو کہ عذاب الیم مین یہ بیچارے مبتلا ہون خدایا اوس موذی کے ہاتھ سے جان انکی بچانا اور پھر رو کر پکارا کہ خدا حکم دے ملک الموت کو کہ میری قبض روح کرے اس زندگی سے تو مرنا ہزار درجہ اولے ہی یہ کہکر بیقرار ہو کر گریہ و زاری و شور فغان بلند کیا کہ جس سے تمام باغ مین اوس پڑ گئی بلبل شیدا اپنا نالہ بھول گئی گریبان گل چاک ہو گیا دل غنچہ خستہ

پریشان و بیقرار تھا کاسۂ چشم نرگس اشک شبنم سے ڈبڈبائی فرط قلق سے نالہ گلے مین پھنسا آنسو نکل نہ سکا آئینہ دار ہر ایک نہر گلشن کو حیران کار بنایا پانی تھم گیا سرو سکتے کے عالم مین ایک جا جم گیا جب رنج نے یہ شاخ مین شاخ نکالی شہزادے کے دلکو بیکلی ہوئی اور مثل نسیم آہ سرد بھر کر جانب بارہ دری چلا وہ جن رفیق مانع ہوا مگر یہ کب مانتا تھا جب آگے بڑھا وہ بھی اس گل کا بلبل وار شیدا تھا سایہ سان ہمراہ ہو لیا شمع اوٹھا کر ساتھ ساتھ اوس بارہ دری مین آیا شہزادی نے ہر طرف نگاہ کی دیکھا تو ایک حجرہ اوس بارہ دری مین بنا ہے قفل اوسپر لگا ہے اس مفتاح باب مقصد نے قفل ہاتھ سے پکڑ کر خانۂ زور مین اگر جھٹکا دیا کہ بقوت بازو قفل حجرہ سے کھول ڈالا اندر قدم رکھا اوس حجرہ کو تنگ و تار مثل دل بخیل پایا روشنی شمع کے آگے دیکھا کہ ایک پریزاد رشک شمشاد بستر خاک پر غل و زنجیر مین گرفتار مرگ کی طلبگار پڑی ہے لیکن عجب صورت زیبا طلعت جہان آرا ہے کہ رخسار تابان کی روشنی سے اور چمک دمک سے وہ جاے تاریک روشن اور منور ہے پاؤن بار زنجیر سے تمام فگار ہین زخم تن سے جسم داغدار ہے عجب عالم بیکسی ہے کہ ہنگام تنہائی مین اوسکا رونے والا نہین ہے خانۂ زنجیر مین البتہ غل ہے اور اوسکے حسن و جمال کی کیا تعریف زیب قلم ہو بقول شایان سراپا

وہ ماہ جبین تھی رشک زہرہ	وہ حسن پری کہ جسکا شہرہ
آنکھون مین بھرا تھا عین جادو	بے نور حیا سے چشم آہو
شمشیر نگاہ آفت جان	ابرو کا اشارہ تیر مژگان
وہ دانت گہر حیا سے پانی	وہ رنگ مسی بلاے جانی
تھی سر سے وہ پاؤن تک قیامت	آفت کا نشان قدو قامت
عارض پہ وہ گیسوے معنبر	تھا بر سیہ رخ قمر پر

نازک تھی جو برگ گل سے وہ گوشہ — اوڑتے تھے صدف کے دیکھکر ہوش
سانچے مین ڈھلا تھا جسم پرنور — شعلہ کہون یا کہ جلوۂ طور
تھا خرمن حسن دانۂ خال — دو کھیت تھی چاندنی کے دوگال
پرنور گلے کی تھی صفائی — مہتاب کی جسکی رونمائی
تھی شمس و قمر کے جوڑ شانے — خوش ڈول بنائے تھے خدا نے
بالو لنکا وہ پیچ و تاب سر پر — شب کو لیے آفتاب سر پر
ہے شان خدا تکایہ نیا کھیل — سنبل کی نکالی سرو سی بیل
محرم کی بھی وہ غضب کساوٹ — سینے سے کڑی ہوئے لگاوٹ
تشبیہ نئی چڑھی نظر پر — پھبنائی تھین تھیلیان تھر تھر
کرتی تھی نفیس ایک پر زر — پہنے ہوئے ناز سے وہ دلبر
لپٹی ہوئی چست و تنگ پر مین — تھا نور بھرا ہوا قمر مین
کیا اوسمین کرون شکم کا اظہار — مہ برج سے ثور کے نمودار
ظاہر وہ کمر نہ تھی سرو — تھا اوسکو وبال بار گیسو
کچھ وصف بیان ہو نہانی — رندون کو ہو جس سے شادمانی
بیجا ہے جو دو ہلال کہیے — لازم ہے کہ لامثال کہیے
وہ گول سرین تھی خرمن گل — تھی جسپہ نثار جان بلبل
جوبن سے بھری ہوئی وہ رانین — قربان ہزار دلسے جانین
حیران ہو دل جو وہ نظر آوے — آئینہ مہر اوس سے شرماوے
خوش آب وہ مچھلیان سراسر — دل حسن کا لوٹ پوٹ مجسر

گلرک سے نرم تر کف پا	کانٹون سے زیادہ فرش گل کا
ہر دلکو عزیز جان سے تھی	نازک بھی وہ پھول پان سی تھی
تھا رنگ پہ گلشن جوانی	قد حشر کی سر بسر نشانی
یوسف نے بھی حسن یہ پایا	گو آپ خدا نے تھا بنایا

شہزادے کو یہ دیکھکر سلسلۂ زنجیر غم ہاتھ آیا قریب ہو نیچکر اوس نازنین کی قید کاٹی وہ اوسوقت عالم غشی مین تھی جن نے گلاب وغیرہ کے چھینٹے دیے کہ ایکبار اوس مدہوش بادۂ رنج نے آنکھ کھولی شاہزادۂ عاشق زار کو عالم تحیر مین بچشم حسرت دیکھا وحشت نے اوس بستۂ زنجیر غم مین ہاتھ پاؤن نکالی مانند زلف پریشان و نزار آنکھین کاسۂ نرگس کیطرح شبنم آلود اشک سرشار رنگ چہرۂ گلرنگ کا مانند طائر سیماب اوڑا تھا لب رنگین رشک گل تر حرارت آتش غم سے مرجھایا تھا پنجۂ دشت وحشت چاک کیطرح جانب گریبان دوڑا تھا حیرت دامنگیر ہوئی اشکون نے آستین کو غیرت چادر آب بنایا غرت تو بالاے طاق تھی بے آبروئی کا خیال آیا جلدی سے دوپٹا اوڑھکر اوٹھ بیٹھی اور یون گلفشان ہوئی کہ اے سیار گلشن رنج والم تم کیون اس دار محن مین اپنی راحت و آرام چھوڑکر ساکن زندانکدۂ رنج والم ہوے سو درآفت وستم ہوے لازم ہے کہ مجھہ سیاہ طالع کے رنج والم سے ہاتھہ اوٹھاؤ قدم آگے بڑھاؤ اور مجھہ گرفتار قید یاس نا امیدی کی صبح عشرت منہ نہ دکھائیگی دیو شب غم ہمیشہ سر پر چھاوني چھائیگی بلکہ ؎

بھری آتش رنج سینے مین ہی	جلا مثل مہر اس نگینے مین ہی
بھڑکتا نکیون شعلۂ داغ دل	بنا آتش رنج سے آب و گل
تپ سوز الفت سے جلنا مجھے	کف دست افسوس ملنا مجھے
کبھی آہ سوزان ہے مشغلہ	کبھی اشک سرگرم ہے سلسلہ

شاہزادے نے جب یہ کلام اوس گل کی زبانسے سنا فرمایا کہ اے پریزاد حورنژاد کچھ اپنی روداد سے آگاہی دے کہ تیرے غم والم کو دیکھکر سینہ شق ہوتا ہے بے انتہا قلق ہوتا ہے خدا کی واسطے ذرا اپنے احوال پرملال سے اطلاع فرما کہ کس ظالم بیرحم ستمگار نے تجھ ایسی نازنین مہرتمکین کو گرفتار بلا کیا اور ایسے عذاب سخت مین مبتلا کیا یہ سنکر اوس شعلہ رو نے ایک آہ سرد دل پُردرد سے کھینچی اور پھر بے اختیار رونا اور بیقرار ہونا شروع کیا شہزادے نے آگے بڑھکر دامن شفقت سے آنسو پونچھے اور خاک مذلت سے اوٹھایا نہایت شفقت سے واسطے انکشاف اس عقدۂ رنج کے فرمایا اور کہا اے نازنین جو کچھ کہ ستم تازہ گردون جفاپیشہ نے تیرے ساتھ کیا ہے او سیطرح انشاءاللہ دامن امید تیرا از گوہر آرزو ہوگا اس راز سربستہ سوائے گوہر صدف محبوبی اطلاع دے اوسوقت وہ موج زبانسے یوں ترجمان ہوئی اور دریائے سخن یوں روان کیا کہ اے آشنائے چشمۂ محبت یہ غریق لجۂ غم ماہی قلزم سلطنت اسی شہر نحوست اثر کی ہے سوگوار مادر و پدر کی ہے باپ مجھ طوفان رسیدہ بحر ستم کا حضرت سلیمان کی طرف سے یہان کا ورثہ دار سلطنت تھا مدت سے برسر حکومت تھا پشتینون سے سلطنت اس خاندان مین چلی آتی تھی تکلیف منہ نہ دکھاتی تھی لیکن یہ قول و اقرار ہماری بزرگون اور جناب پیغمبر کے درمیانمین تھا کہ کسی دیو جن عفریت کو اپنے شہر مین آنیکے لیے اجازت نہ دینا اور اسیطرح قوم جنات اور بادشاہ ممالک پردۂ قاف سے بھی حضرت نے اقرار لے لیا تھا کہ تم مین سے کوئی شہر طلائی مین نہ آنا چنانچہ وہ بادشاہ اور اولاد اوسکی آجتک اس مقام مین قدم نہین رکھتے اقرار پر چلتے ہین اب حال سنیے کہ مجھ برگشتہ قسمت کا ستارہ برج آبی مین آیا فلک نے یہ دن مصیبت کا دکھایا یکایک یا تو اس شہر مین اپنے باپ کے بہت خوشی سے رہا کرتی تھی یا ایکبار یہ خیال آیا کہ اطراف و جوانب ممالک پردۂ قاف معائنہ کرون ہر طرف پھرون چلون چنانچہ والد ماجد سے باجازت سیر باغ کہ بیرون شہر مینے بنوایا تھا حیلہ کرکے روانہ ہوئی اور اپنے چند ہمراز ونکو ہمراہ لیکر چلی دریا کی

اخضر کی راہ سے کشتی پر سوار ہوئی اور قصد گلزار ارم کا کیا کہ بادشاہ جناتنے تعمیر کرایا ہے اور اثنائے راہ مین قصر البحرین سلیمانی کو دیکھا پھر وہانسے مع الخیر گلزار ارم مین پہونچے اوسکی سیر کی حقیقت مین اوسجگہ کو کمال پاک و پاکیزہ پایا پھر اوس مقام سے رخصت ہوکر طرف اپنے ملک کے روانہ ہوئی کہ لیکایک میرے ہمرازون نے تعریف پردۂ تاریک طبقۂ ششم قاف کی کی کہ وہ شہر بت آباد ہے اور لائق دیکھنے کے ہے مین مشتاق ہوکر اوسطرف روانہ ہوئی جب پردۂ تاریک مین پہونچی کشتی لے کر طرف ملک کے چلی اور مین اسطرح پوشیدہ اپنے ملک سے چلی تھی کہ کوئی مشتخص مطلق نہ پہچانتا تھا کہ یہ شہزادی شہر طلائی کی ہے آخر کار جب ملک تاریک مین پہونچی وہانکی سیر کی دم رخصت جب وہانسے واپس ہوئی صحرا مین پہونچکر کنارے دریا و اخضر کے اپنی کشتی پر بیٹھکر روانہ ہوئی اور صحرا کی سیر و کیفیت دیکھتی چلی جاتی تھی کہ لیکایک ایک عمارت عالیشان صحرا مین ہمسر آسمان نظر آئی مینے ہمرازون سے کہا کہ یہ عمارت جو دور سے نظر آتی ہے چشم بد دور کسی بادشاہ یا دستور کی تعمیر کی ہوئی ہے ہنوز شہر طلائی مین اس رفعت کی عمارت نہ دیکھی تھی پردۂ تاریک حقیقت مین شہر نادر ہے مگر ہمارے شہر کے مقابل کوئی شہر نہین ہے ایسی لطافت نہین کہیں ہی ظاہر اس عمارت کا اچھا معلوم ہوتا ہے شاید اندر سے مکانات بھی اسکے اچھے تعمیر ہون لازم ہے کہ اسکو چلکر دیکھین اور اپنا دل بہلائین یہ باتین کرکے کمال مشتاق ہوکر کشتی سے اوترکر اوسجانب روانہ ہوئی جب راستہ صحرا کا طے کرکے قریب اوس بلند عمارت کے پہونچی دیکھا تو اوس مکان عالیشان کا دروازہ مثل چشم عاشق کسیکی انتظار مین کھلا ہی باغ نہایت پرفضا بنا ہے مین بیجھجھا باندر اوسکے قدمزن ہوئی جاکر اندر مکان کے عجب بہار کا باغ دیکھا کہ اگر اوسکی صفت بیان کرون تو معشوقون کی رنگسی انکھون مین کیفیت سے نشہ آجائے گل ہیسون کا دماغ معطر ہوجائے روشون پر پتھرون کی رنگین گلکاری کا فرش صنعت گرون نے باغ و بہار کا بنایا تھا کہ بلا تصنع عالمین

گلزار فرش بچھا ہوا معلوم دیتا تھا اور سیوہ درختوں پر ہزار در ہزار طائران خوش الحان مانند بلبل ہزار داستان چہک رہے تھے اور چمنستان مانند دامن جامہ گل مہک رہے تھے خلاصہ وہ باغ رشک گلزار فردوس ایسا تھا کہ اگر کوئی شاعر رنگین خاطر صفت گلگشت کسی سرو قامت گل اندام کی نظم کرے اسطار سنبل سے ایسے باغ کے مضامین بہار انگیز حاصل کرے غرض مین سیر کنان اوس مقام پر پہونچی کہ وسط باغ مین ایک بارہ دری کہ دولھن کی طرح آراستہ تھی اور سر سے پاؤن تک سجی تھی آئی وہ بارہ دری عجب صنعت کی تھی کہ مثل گیند کے مدور تھی اور ستون اوسکے سنگ مرمر کے نہایت شفاف کہ سنگ تراشون نے بڑی صنعت سے مرمر کو بنائے تھے اور ستونون مین طرح طرح کی تصویرین حیوانات کی قسم چرند و پرند سے نہایت خوش اسلوبی سے مصنوع کی تھین کہ یہ معلوم دیتا تھا کہ بولا چاہتی ہین اور فرش اوس مکان جنت نشان کا تمام تختۂ گل پر خندہ زن تھا رشک گلشن تھا رشک قالین عزت وہ گلزمین کشمیر بلبلین ہزار جان سے اوسپر نثار تھین گل بوٹے دیکھکر بیقرار تھین اور اون ستونون کے برابر چھوٹی چھوٹی الماریان پیاری پیاریان جنمین ظروف چینی کے طلائی کام کیے ہوئے اور اکثر بلور اور چشم بد دور سنگ سوسے اور سماق اور معدنیات کے حسن کے سانچے مین ڈھلے ہوئے دھرے تھے اور گلکاریان سنگ سازان فرہاد منش شیرین اداؤن کی تراشی ہوئی ایسی بنی تھین کہ ہر پھول و پتی پر نقش و نگار آب زر سے بواسطہ قلم نہایت خوش خطی سے رقم تھے اور تحریرین طلائی کام کی دلفریب کھنچی ہوئین اور بلندی پر ستونون کی کمرے تعمیر سراپا جنپر عالم تصویر اور سامنے بارہ دری کے دو چشمے نہایت آبدار و شفاف روان تھے کنارے اونکے لائق گلگشت دوستان تھے اور اونمین سیکڑون فوارے ہزارون طرح کے سرکشی پر آمادہ اور جاری غرضکہ بڑی تیاری مگر کوئی مالک اس عمارت کا نظر نہ آیا مجھ

سبز قدم کے دلمیں خیال آیا کہ آجکی شب اس مقام مین کہ جگہ عیش وآرام کی ہے بسر کیجیے دم سحر یہاں سے رخصت ہوکر طرف اپنے ملک کے روانہ ہوجیے اور ایسے باغ پر بہار کا نقشہ خیال مین رکھیے جب اپنے ملک مین پہونچیے ایسا ہی باغ اور عمارات تعمیر کیجیے اس سوچمین جھپکی مرصع پاونکا جو اس ہارہ دری مین آراستہ تھا اور سیر بازار تمام کیا اور کروٹین بدلین تا کچھ رنج رہروی سے آسودہ ہون اور نیند آجاے مگر خواب مثل طائر رنگ حنا نرگسی آنکھون مین نہ آیا جب نیند نہ آئی پھر اوٹھکر نظارہ گلہاے گلشن اور کیفیت سیہ بہار شام سوسن سپیدۂ سحر گل شبو کی دیکھنی لگی جسوقت دو پہر رات گئی کہ چین بند بسیم نے تمام باغ کو نکہت گل سے بسایا تھا اور ہر ایک شگوفے نے اپنا عطردان کھولا تھا شبنم کی تراوت تھی سرد ی ماہ کی گرمجوشی کی باعث برودت تھی جام عقیق نگار لالہ لبریز بادہ بہار چشم نرگس مثل عابد شب زندہ دار بیدار گلدستہ سرو پر قمری کا مثل موذن بحق سرہ کا شور عجب اوسوقت یاد صانع گلشن ایجاد کا زور کہ ہیت برگ درختان سبز در نظر ہوشیار ہر ورق دفتریست معرفت کردگار ۔ بیت ہر گیاہی کہ بر زمین روید ۔ وحدہ لاشریک گوید ۔ اے شہریار میں خفتہ بخت اوس شب کو یہ صنعت رنگارنگ نخلبند قدرت دیکھکر عالم وجد مین تھی اب دیکھیے چشم زدن مین کیا واقعہ تازہ ہوتی ہے اور فتنہ خوابیدہ بالا کیطرح بیدار ہوکر حشر برپا کرتا ہے اب کوئی دم مین یہ دل آفت مین گرفتار ہی

	؎ محبت کچھ کھلاتی ہے نیا گل	پھنسی گی جال مین اب تازہ بلبل	
	خدا کی مار اس الفت پہ یارو	نہ اس بازی مین نقد دل کو ہارو	
	بلا ہے یہ محبت آخر کار	نہین بچتا ہے تا کا اسکا زنہار	

خلاصہ مطلب یہ کہ اوس باغ مین دل پر از عیش و سرور لیے کھڑی تھی کہ یکایک آسمان پر روشنی ہوئی اور بہت سے جنون کو آتے دیکھا یہ اس خیال سے کہ یہ بھی میری طرح کوئی سیاح ہونگے وہین بمسند ناز پر جلوہ گر رہی ایک لمحے مین دیکھا تو ایک تخت پر ایک شہزادہ سوار

اور بہت سے حبشی چاکر اور خدمتگار اور تخت کو دیو اوٹھائے ہوئے اوس باغ میں آئی اور وہ شہزادہ جو تخت پر سوار تھا اوتر کر طرف مسند کے جہاں میں لایق بوریائے فاکت مجمع تھا چلا اسے بادشاہ عجب حسن اوس سروگلزار خوبی کا مینے دیکھا کہ قمری کیطرح عشق کا طوق گلو گیر ہوا اور بلبل کروار اوس گل رعنا کی محبت نے دلمین جاگہ پیدا کی صورت الفریب اوس ماہ پیکر کی دیکھکر محو جمال دل بیقرار ہوا اور تیر عشق اوس کمان ابرو کا ایسا کھایا کہ سینے کے پار ہوا بے اختیار دل سے سوچنے لگی کہ نظم

کس باغ کی یہ بہار ہیگا +	یہ کسکے گلے کا ہار ہے گا +
کس بزم کا یہ چراغ ہے آہ	کس ماہ کے دل کا داغ ہے آہ
کس قدم حسن کا ہے گوہر	کس تیغ دودم کا ہے یہ جوہر +
کسکی آنکھوں کا نور ہے یہ +	کسکے دلکا سرور ہے یہ +

اور من تو اس خیال میں محو و بیدار تھی مگر وہ خورشید رو یوسف ثانی مجھ زلیخا منش کے قریب آیا اور مجھے دیکھکر وہ بھی سکتے کا رنگ ہوا اور گرمی تپ عشق سے سوچ کی طور گل زرد سا زرد ہوا اور ہمہ تن وہ پیکر بوالعجب تصویر بنگیا الغرض ایک دوسرے کے عشق مین مبتلا ہوا طائر دل ایک کا دوستی کے دام زلف مین گرفتار ہوکر اسیر بلا ہوا ایک لمحہ کے بعد مین اپنے ہوش مین آئی اور کنیزا رہنا اوس غنچہ دہن کا بار خاطر ہوا طبیعت نازک یہ بوجھ نہ اوٹھا سکی بیاختیار ہوکر مسند سے اوٹھکر اوس سروگلزار کا ہاتھ پکڑ کر کہا کہ بیا بنظر انعنہ سنج ہوئی کہ میرا بیٹھنا اگر ناگوار مزاج عالی ہے تو سحر کو مثل شبنم رخصت ہماری ہے مسافرانہ مکان مجھکر اس جا ٹھہر گئے آپ بھی تشریف لائیے اپنا حال بتائیے وہ شہزادہ سراپا نہ لب گلبرگ تر کو خندہ زن کرکے میرے کہنے سے مسند پر بیٹھ گیا سوا ایک لمحہ تک خوف باعنا ان شرم سے صحبت گل و بلبل بے تقریر رہی پھر شاہزادہ نے کیا گلا بیان شراب کی ساقی نے حاضر کین جام رشک دہ پیالہ نرگس مین شراب گلرنگ بھر کر

مجکو اوسنے دیا اور آپ بھی نوش کیا پھر تو پردہ حجاب آنکھوں سے دور ہوا جب نشے کا دور ہوا عطر بیزی
کلام کی یاد ری نسیم گفتار سے شروع ہوئی میرا حال پوچھا مینے کیفیت اپنے حسب ونسب کی بیان
کی پھر اوس گرامی اختر سپہر محبوبی کا حال مینے پوچھا اوس مہ زیبائے فلک حسن نے ایک آہ سرد دل
پر درد سے کھینچی اور ابر نوبہار کی طرح آبیاری گلشن حسن مین آب اشک سے مشغول ہوا مینے جو اوس
یم خوبی کو نیسان وار صدف چشم سے گوہر بار پایا دل مثل کشتی شکستہ کے بحر غم مین ڈوب گیا اور لجہ
حیرت مین گرفتار ہوا مثل ماہی بے آب کے دام رنج مین طپان اور بیقرار ہوا دونو ہاتھون سے دلکو
تھام کر پوچھا کہ اے شناور دریائے بیکنار نور دای غواص قلزم شعور خدا کے واسطے اس
گریہ وزاری کا سبب مجھپر آشکار کر یہ مقدمہ صاف صاف اظہار کر کہ تیرے رونے سے دل میرا طوفان
شورش الم سے اور امواج لطمۂ گرداب غم سے تباہ و برباد ہوا جاتا ہی عین مراد مین ناشاد
ہوتا ہی اوس غریق ورطۂ بیخودی نے کہا کہ اے شہزادی مین شاہزادۂ قلعہ بلورین پروۂ قاف
طبقۂ ہفتم کا ہون مین شکار دوست تھا اکثر شکار ماہی بہت کھیلتا تھا اتفاق زمانہ سے ستارہ
قسمت کا برج آبی مین آگیا ایکروز مین لب دریا بجرے مین بیٹھا شکار ماہی کھیلنے مین مشغول
تھا کہ یکایک پانی مین تلاطم ہوا اور ایک صورت ایسی جیہبتناک پانی کے اندر سے دکھائی
دی کہ یقین تھا زہرہ آب ہو جائے اور وہ شکل قریب بجرے کے آکر مجھکو گوہر نایاب سمجھ کر قعر
مین دریا کے بجرے سے اوٹھا کر لیگئی مین پانی مین ڈوب کر بیہوش ہوگیا بعد ایک لحظے کے
جب آنکھ کھلی اپنے تئین اس باغ مین پایا تقدیر نے نیا خار دیا یہان ایک سرا کو سمندر
جلوہ گر دیکھا اوسنے اوٹھکر میرا استقبال کیا اور بڑے تکلف سے مسند پر بٹھایا اور بیان
کیا کہ مین دختر بادشاہ پردۂ تاریک ہون اپنے شوہر کو مینے اس عشق و عاشقی کے کوچے
مین آکر قتل کیا اور معشوق نو کی ہر دم تلاش رکھتی تھی تیری خوبصورتی کا شہرہ سنکر نا دیدہ

عاشق ہوئی اور یہان بلالائی یہ کہکر اوس قحبہ نے مجھسے دارومدار کیا اور بوسے پیا بلیے کہ گال وروم کر آئے پھر
اوس ستانی نے چاہا کہ بارہ دری مین لیجاکر اپنا مُنہ کالا کرے مطلب دل دوبالا کرے مینے انکار کیا اوسنے
پہلے تو خوشامد اور منت کی ہر طرح عاجزی دکھائی مینے نمانا اوس نیرنگ باز نے چشم نمائی پر کمر باندھی
اور ایک حجرہ تنگ تاریک مین مجکو بند کیا تین دن تک اوسمین بند رہا شام کو کچھ کھانا بھیجتی تھی
کہ اوسکو لخت دل کیطرح مین کھالیتا تھا اور خون دل پیتا تھا تیسرے روز ناچار و مجبور ہوکر مینے درخواست
کی اوسکی ملاقات منظور کی اوسنے بہت محظوظ ہوکر مجھی حمام وغیرہ کراکے خلوت مین طلب کیا اور
بیتابانہ گلے لپٹایا اور بہار باغ جوانی کی پامالی شروع کی یہانتک کہ جب اوس فساد کی جڑ کے تھالے
مین سرو آزاد نہال ہوا اور آب قطرہ ابر نیسان سے صدف اوسکی سیراب ہوئی دلکی لگی بجھی
ٹھنڈھی ہوکر سو رہی گرمی خواہش سرد ہوئی اوسدن سے آپ تو اپنے باپ کے خوف کے مارے
یہان نہین رہتی ہے مگر اکثر چلی آتی ہے اور اپنی تمنا دل نکالکر چلی جاتی ہے مین اسطرح گرفتار قید مصیبت
ہون آج تیری شکل نظر آئی ورنہ سوائے ان دیوان بیحیا کے اور کوئی یہان موجود نہین ہے لہذا اے
شہزادی تمکو خدا کے سپرد کیا اب مناسب یہ ہے کہ تم یہان نہ ٹھہرو مین اس قابل نہین ہون کہ کوئی
غمخواری کرے اور مجھ دلگرفتہ کی دلداری کرے یہ داستان غم جب اوس شہزادے نے سنائی بے اختیار
چھاتی بھر آئی مین بھی چشمہ چشم سے قلزم اشک بہانی لگی اور دل ایسا اوسکا گرفتار محبت ہوا تھا
کہ وہانسے اوٹھنے کو جی نچاہتا تھا آخر دلسے کہا ہرچہ باداباد کوئی دم تو یہان ٹھہرو پھر یہانسے چلنا
مینے کہا کہ اے شاہزادے عالی تبار لاکھہ جان میری آپ کی نقش پا پر نثار ہو کنیز آپ کو چھوڑکر
نجائیگی یہین چھاؤنی چھائیگی اوسنے اوس دلداری کو دیکھکر قسمین دلائین کہ تمکو قسم پروردگار
کی کہ اس مقام پر نہ ٹھہرو آخر کار اوسکے کہنے سے دلکو اوسکے پاس چھوڑا غم مفارقت ساتھہ لیا
وہانسے اوس رات کو روانہ ہوئی جب دریاغ تک پہونچی تھی کہ وہ شہزادہ میرے ساتھہ دریاغ

تک آیا مینے اوسکے دامن کو پکڑ لیا اور کہا کیون صاحب تم ہمسے ایسے خفا ہوئے کہ اب اپنی صحبت سے بھی ہمکو نکالتے ہو ہان صاحب معشوقون کو یہی زیبا اور سزاوار ہی اپنا دل ہیر ہی لیکن ای سنگدل اب جینا تجھسے چھٹکر دشوار ہی مگر افسوس جز مرگ بھی تجکو نہ پہونچی گی ای شہزادے اگر یہان ٹھہرتی بلا سے وہ ساحرہ ہلاک کرتی تیرے قدموں پر دم نکلتا روح کل آتی آپ کی صورت دم نزع انتظار نہ کراتی الٰہی کیونکر گھڑیان فرقت کی بسر ہونگی ؎ چین دلکو نہ آئیگا تجھ بن + ابکی بچھڑے ملینگے حشر کے دن + اوس شاہزادے نے گلے سے لپٹالیا اور اسقدر رویا کہ روتے روتے دونو کو غش آگیا دیوون نے جو یہ کیفیت دیکھی باوجود سنگدلی کے دریا غ سے اوٹھا لائے اور مسند پر لا کر ڈالا گلاب وغیرہ چھڑکا آخر کار مین ایسی مبہوت اور بیہوش می عاشقی تھی کہ کچھ خیال انجام کا نہ تھا اور اوس شاہزادے کو بھی حضرت عشق نے سایہ ڈالکر مجھ پری کا دیوانہ بنایا کہ پھر اوسنے مجھسے جانے کو نکہا اور حکم دیا کہ نی نواز کو لاؤ ای بادشاہ ایک دیو نے نوازی مین کمال دستگاہ رکھتا تھا حاضر ہوا اور اوسنے نی نوازی شروع کی کہ ؎ بشنو از نی چون حکایت میکند + وز جدائیہا شکایت میکند + اسطرح کی نی بجائی کہ ہر موی بدن نی کی شکل ہوکر نام یار کی دھن مین اگر راست ہوگئی اور ایک عالم وجد طاری ہوا پھر تھوڑی دیر مین اوسنے نی بجانا موقوف کیا اب وہ وقت ہی کہ ستارۂ سحری آسمان پر چمکنے لگا اور ہر ایک گل ہوا کے گھوڑے پر سوار ہوا موج ہوا کے ہاتھ مین کرچین اوپی ہوئین بوئے گل کی تھین لالے کی پلٹنین جم گئی تھین سبزۂ باغ سنان جلد فگار کی طرح ہمزبان تھا سرو صورت دار نظر مین عیان تھا عاشق کی آہ کا گمان تھا شبنم باچشم گریان تھی دولت بہار پر اوس پر مر رہی تھی کہ یکایک آسمان پر ایک صاعقہ ہوا جسے دیکھکر اوس بلبل مین کا گریبان چاک ہوا بولا ای حدیقۂ الفت لوا بنی تو صبح ہوگئی اب گریبان جوانان چمن مجھ عندلیب زار کے غم مین پھاڑینگے یاد ہمکو

شب سحر سہ پر ڈالکر عروسان چمن کو اشک شبنم سے پرساوینگی ہمصفیر چمن میرے حال پر رویگا وہ
آفت روزگار مثل موسم خزان کے یعنے ساحرہ آپہونچی میں جو سنا آنکھ اوٹھاکر جانب آسمان نظر کی
دیکھا تو ایک شعلہ پیچ وتاب کھاتا ہوا قریب آیا اوسمین سے ایک زن بدطلعت پیدا ہوئی اور
قریب مسند کے آئی ان دیوؤن نے مجرا اور سلام کیا لیکن اوسنے جواپنے بدلے پہلو مین اپنے
معشوق کو اغیار کے پہلو مین پایا غبار کدورت اوس سیہ قلب کے آئینہ خاطر مین آیا اوسوقت اس
نگاہ قہرناک سے میری جانب دیکھا کہ یقین تھا کہ وہ مردار زندہ نچھوڑے گی اوس شاہزادہ نے اتنی
جرأت کی کہ سر کو اپنے اوسکے پاؤن پر رکھا اور کمال الحاح وزاری سے عرض کیا کہ اے سراپا لطف
وکرم دست عنایت میرے حال پر رکھ اور کھڑے کھڑے بیٹھے جا کچھ شمہ حال اس شاہزادی کا از
راہ عنایت سن لے کہ یہ میری معشوق نہین ہے بلکہ شہزادی شہر طلائی کی بقصد سیاحی اس
مقام پر آنکلی مہمان عزیز ہے صبح کو رخصت ہوجائیگی اوس سفاکہ نے ہنسکر کہا کہ آج میرے
آنیکا باعث یہی ہوا کہ جسوقت تم دونون روتے روتے دریا غ پر گرے تھے اور مثل طفل اشک
مچلے ہوئے تھے اوسوقت میرے بیرون نے خبر دی تھی یہ بھی اس لائق ہوئی کہ میرے
معشوق کی عاشقی کا دم بھرے بیا چشم زدن جاکر شہر طلا مین اسکے باپ کو اور تمام اہل
سلطنت رعایا برایا کو بیہوش بزور سحر مجھلیا بنا دیا اور ایک تالاب مین بند کرکے چار کوہ
گرداوسکے بطور حصار کے کردیے ہرچند کہ شہر طلائی کو بھی بہا بہا برباد کردون چونکہ وہ ساختہ حضرت
سلیمانؑ تھا اس نظر سے کہ یہ برکت اسم اعظم آصف بن برخیا تعمیر ہے سحر تاثیر نکریگا چھوڑدیا یہ
سنکر اے شہریار مجھہ برگشتہ قسمت کے ہوش برگشت ہوئے اوسنے پھر مجھکو وہانسے بزور سحر لاکر
اس مکان مین اندر شہر طلائی کے قید کیا اور بہت سا مارا کہ تمام جسم آجتک گھائل ہے دل مجروح
تن مجمل ہے اور شہر مین کوئی نام لینے والا بھی نہ باقی رکھا اوسپر یہ غضب کیا کہ اوس ذی نوان

کو ایک دیو قوی ہیکل کے ہمراہ یہان متعین کر دیا ہی کہ آیندہ رونہ جو کوئی حوالی شہر مین پہونچتا ہی ذی اوسکی سنکر بخود ہوکر آتا ہی کسلیے کہ وہ دیو سحر کرتا ہی اور وہ دیو ہلاک بھی کر ڈالتا ہی اور نہین معلوم کہ اوس شاہزادے کے ساتھ کسطرح پیش آئے فلک کیا مصیبت دکھلائے یہ کیفیت مجھ اجل رسیدہ کی ہی آپ یہان سے تشریف لیجائیے میرا رنج نکھائیے ایسا نہو جو وہ دیو نالکار آجائے تو جان آپ کی ہفت جائے شہزادے نے کہا کہ ای سرو ناز پروردگار نے مجھے یہان بھیجا کہ قتل کیا مین نے اوس دیو نابکار کو اور مارا اوس نی نواز کو اور دفع کیا یہانسے ہر حیلہ ساز کو یہ کہکر اوس جرے سے اوٹھا کر اوس نازنین کو باہر لایا اور تمام جسم پر اپنے ہاتھ سے بدستیارے سوزن ٹانکے دیے پھر اوس شہر مین جملہ طرح کا سامان مہیا تھا جا ہا کہ مرہم سلیمانی اوس جن سے تیار کرائے اوس عیرت آفتاب نے کہا کہ تالاب نیلگون کا پانی اگر ملے جو اس شہر مین واقع ہی تو بہتر از آب حیات ہی فورا زخم اچھے ہو جائین شہزادے نے پانی جو خود مین بھر لیا تھا اوسکو لیکر اوس نازنین کے زخم دھوئے حقیقت مین پھر پھر کے عرصے مین سب زخم بھر آئے اور نشان بھی باقی نرہا پھر شہزادے نے نہلا کر پوشاک وغیرہ تبدیل کرائی اوسکے حسن کی اب صورت ہی اور نظر آئی مسند پر اوس پری کو بٹھایا اور جلسہ عیش وطرب مہیا کیا بعد تھوڑی دیر کے اوس جن سے فرمایا ای برادر ہو سکتا ہی کہ کسیطرح وہ شہزادہ اور والدین اس پری کے پھر ملین رنج نکے دور ہوئے مین اوسنے عرض کیا کہ انگشتر باطل السحر حضور کے پاس ہی اوسکو حیلہ کر تالاب مین ڈالیے بقدرت پروردگار نقش زندگی نشان پاگیا بیقین ہی کہ ایک زندہ ہو جائیگا شہزادے کو یہ رائے پسند آئی اور نازنین کے اوس تالاب پر جاکر یاد کرنے مالک بحر و بر کو اوس انگشتر کو تالاب مین ڈالا دیکھا کہ ایک شعلہ پیدا ہوا اور تمام پانی تالاب کا مثل روغن کے اڑ گیا اور ہا ہان غلطک مار کر بشکل انسان متمثل ہوئین اور ایک بادشاہ اوسنے لباس شاہی پہنے برآمد ہوا اوس نازنین پری نے دوڑ کر اوسکے قدم پر سر کو رکھدیا بادشاہ نے بیٹی کو گلے سے لگایا اور

اور وہانسے تمام خلقت اپنے مکانونکی طرف پھری جسنے شہزادی کی عنایت کا مذکور سنا ہر ایکنے قدم پر سر رکھدیا پھر
بادشاہ سے دختر نے کل احوال بیان کیا بادشاہ نے بھی تاج اوتار کر سر قدم پر شاہزادے کے رکھدیا پھر باحشم وخدم مع
امراوزراداخل شہر ہوکر دارالعمارۃ مین آیا شہزادے کو تخت پر بٹھایا اور اوسپری نے دعوت کا سامان کیا اوسی
باغمین ملکہ خورشید جمال وغیرہ کو اوتارا شہزادے نے فرمایا ای پری جبتک مین اوس ساحرہ کو قتل نکرلونگا تبتک
آرام نلونگا یہ بات سنکر جن کے اور بادشاہ شہر طلا اور تمام محلات شہزادے کے ہوش جاتے رہے پھر شاہزادے نے کہا
کہ انشاءاللہ کل عازم اوسطرف کا ہونگا اوس جن نے پری سے کہا کہ بڑے ستم کی بات ہی اگر تم میرے ساتھ پوشیدہ اور
باغمین چلو جہان تمسے اور تمہارے عشوق سے ملاقات ہوئی تجی تو مین اوس ساحرہ کو کسی حیلے سے گرفتار کرون
تدبیر دفع صاحب آزار کروان اوس پری نے کہا کیا مضائقہ غرض وہ جن اور پری عازم مردہ تاریک ہوئے اور
راہ طی کرکے یہانتک کہ اوسی باغمین کہ جسکا ذکر مین لکھ چکا ہون پہونچے اور اندر باغ کے ہر ایک
کی نظر سے پوشیدہ جاچھپے دیکھا کہ کچھ دیو اور باغ مین بیٹھے سرگرم گفتار ہین الیتین یہ باتین
کر رہے ہین کہ شاہزادہ طبقہ ہفتم کا افسوس غم مین پری لعبتیں وش شہر طلائی کے عرصہ دس سال
کا ہوا کہ دنیا سے گذر گیا اور باپ بھی ساحرہ کا یعنے جو مالک اور بادشاہ پردہ تاریک تھا مرگیا
اور بجائے پدر اب وہ ساحرہ جسنے شاہ طلا کو مقید کیا ہی تخت نشین ہی چنانچہ کل اوسنے ہمین
معلوم کیا جلم نجوم سے دریافت کیا کہ مارے غصے کے رنگ چہرے کا بدل گیا اور لشکر کی کارسازی
کا حکم دیا اب کل لشکر کا طرف شہر طلا کے کوچ ہی یقین ہی کہ بادشاہ شہر طلا جو اسکے حبس مین مبتلا تھا رہا
ہوا پھر اوس سے ارادہ لڑائی کا کیا یہ سنکر اوس جن نے پریزاد سے کہا کہ اب تو یہ قصہ وہین چلتی
ہی پھر ٹھہرنا یہان مناسب نہین اور مین جاتا ہون اپنی سرحد سے فوج لاتا ہون یہ مشورہ کرکے
دونو وہانسے روانہ ہوئے جن تو طرف گلستان ارم کے کہ تختگاہ شاہ جنات تھا گیا اور پریزاد
نے آکر شہزادے کو کل حال سے مطلع کیا کہ ای شہریار یہ ارادہ اوس ساحرہ نابکار کا ہی

یہ خبر سنکر بادشاہ طلا نے بھی اپنی فوج کو تیاری کا حکم دیا اودھر شاہزادے نے بیرون شہر طلا جو لشکر
اسکا گیارہ لاکھ سواران جرار کا پڑا تھا اوسمین آکر طبل جنگ بجوایا پھر بیرون شہر طلا جو لشکر مین
بارگاہ تھی اوسمین بادشاہ شہر طلائی کو بھی جگہ دی شب بھر تیاری جنگ رہی جسوقت چار پہر
رات گذر کر ساحر فلک بتخانۂ مشرق سے نمودار ہوا دیکھا کہ جانب پردۂ تاریک سے گرد اور دھی
اور ایک آندھی تیرہ و تار اوٹھی ایک لمحے مین فوج دیوون کی وہ سارہ لشکر وارد ہوئی اور قریب خیام
ذوی الاحترام شاہی اوسنے بھی اپنی بارگاہ نصب کی پھر اپنی فوج سے فرمایا کہ لشکر آدم زاد کا بڑی
کروفر سے اوترا ہے یہ سب طمع تھا رہا ہے بادشاہ شہر طلائی نے اچھا حمایتی بلایا ہے اودہر جو
تو اوسنے لشکر جو مقابل مین شہزادے کا تیار تھا اوس سے مقابلہ نکیا اوترنے کا لشکر کے حکم دیا شہزادے
نے بھی اپنی فوج کو آسائش کا حکم دیا ابھی یہ لشکر ہنوز آسودہ نہوئے تھے دیکھا تو پھر گرد اور دھی
کہ سپہر دوار کو جسنے تاریک کر دیا اب دیکھا تو شہزادۂ گلستان ارم رفیق شاہزادہ جو فوج لینے
گیا تھا مع سات لاکھ دیوان خونخوار کے پیدا ہوا کہ جسکو دیکھکر شاہزادۂ کمال خوش اور محظوظ
ہوا کشور دل خوشی سے آباد نہایت دلشاد ہو کر جن کو گلے سے لگایا پھر لشکر کے اوترنے کا حکم دیا اوس
سارہ کے حواس منتشر ہوئے جسمین کہا لہ خیریت اس شہر مین نظر نہین آتی دیکھیے کہ خداوند
راشد الشیاطین کو کیا منظور ہے رنگ بے دستور ہے غرض اوس شب کو تامل کیا جس وقت
شاہ زنگبار شب کی سواری جا چکی اور آفتاب مرکب سحر پر سوار ہو کر نیرہ خطوط شعاعی ہاتھ
مین لیکر سپر زرین آفتاب پشت پر لگا کر میدان چرخ پر مبارز طلب ہوا اوسوقت لشکر دیوان
جنات جوق جوق میدان جنگاہ مین پہونچا اور شہزادہ بھی مرکب پر سوار ہو کر مسلح
و مکمل کارزار مین آیا اوسیطرح صف آرائی ہوئی جسطرح لشکر شہزادے مین
انسانون نے صف آرائی کی اوسیطرح دیوون نے بھی میمنہ و میسرہ قلب و جناح

وغیرہ آراستہ وپیراستہ کیے نقیب نقابت کرکے اور کرکیت کرکا کہکے جب گذر گئے اوسوقت اوس ساحرہ نے کہ نام اوس ملعونہ کا شریار جنیہ ہے ایک دیو کی گردن پرسوار ہوکر میدان مین آکر مبارز طلب کیا شاہزادہ ہراول طلسم مدبرالجمال یعنے نامدارشاہ نے مرکب میدان مین نکالا اور شاہزادے سے اجازت خواہ ہوا شہزادے نے فرمایا کہ ذرا ہمت سمجھکر اے بہادر مقابلہ کرنا کیونکہ وہ دیونی ہے اور تم آدمی ہو پھر رخصت فرمایا یہ بہادر مرکب اوڑاکر میدان مین آیا اوس دیونی نے ساتور گرانبار بزور تمام مارا اس بہادر نے خالی دیکر تلوار جھپٹکر ماری دیکھا تو اوسنے کچھ سحر پڑھا کہ تلوار ہاتھ سے چھوٹ گئی اور وہ جوان پتھر کا بنکر اوسی مقام پر رہگیا پھر اسنے مبارز طلبی کی اور ایک بہادر مقابلے کو گیا مگر وہ بھی اوسیطرح پتھر کا بنا اسیطرح بہت سے سردار کام آئی اوسوقت کل لشکر کے علم جلوہ گری پر آئی تمام سردار پاپیادہ ہوکر خدمت شاہزادے مین حاضر ہوئے نقارہ شتری فیلی نوازش مین آئی بیحد علمونکے سلامی کے لیے لگنے لگی آواز گہ دم گاودم کی بلند ہوئی فوج مین باجے انواع انواع کے بجنے لگے شاہزادہ سامنے تخت بادشاہ شہر طلسم کے آیا اور سیف زبانی دکھائی کہ اے بادشاہ جمجاہ یہ عبد ذلیل جاکر گوشمالی اس ساحرہ کو دیگا آپ اجازت دین بادشاہ نے تخت سے اوترکر گلے سے لگایا اور فرمایا کہ تم مہمان ہو پہلے مجھے چاہیے کہ آمادہ کارزار ہون خیر اب جو تمھارا ارادہ ہے تو سید دکیا پروردگار کے پھر شاہزادے نے رخ میدان جنگاہ کی طرف کیا اور مقابل اوس ساحرہ کے آیا اوسنے اوسی طریقے سے ساتور مارا شاہزادے نے کلائی پر ہاتھ ڈال دیا ہرچند اوسنے سحر کیا مگر یہ برکت انگشتر باطل السحر تاثیر نکی اور شاہزادی نے جھٹکا دیکر ساتور چھین لیا اوسیوقت اوس نابکار نے گریبان مین ہاتھ ڈال دیا شہزادہ اوروہ دونو زمین پر آئے ہنگامہ کشتی کا شروع ہوا بڑی دیر تک زور ریلا پیلی کی رہے آخرکار شاہزادے نے اوٹھا کر زمین پر دے پٹکا اور بزبردستی اوسکو پچھاڑا

اور پاؤن ایک پنجے پاؤن کو دبا کر جھٹکا دیا کہ مثل کرپاس جیر کر اوسکو پھینکدیا احسنت و آفرین کی صدا لشکر
میں بلند ہوئی ادھر فوج نے اوس ساحرہ کے یورش کیا ہر ایک مفسد آمادہ شر ہوا شاہزادی پر آگرے
شاہزادہ بھی تلوار کھینچکر اوس پر لپکا اور ادھر سے وہ جن اور بادشاہ شہر طلا فوج لیکر مدد کو شاہزادے
کی پہونچا جسی وقت تلوار جن کی ساحرہ کے لگی ساحرہ کو ہوش بہت بھاگ گئے بہت مارے گئے بہت سے
گرفتار آئے شہزادے کے لشکر میں بعد فتح و ظفر بجے وہ جو بچکر گئے تھے بعد مرنے اوس ساحرہ
کے پھر انسان ہوئے غرض بعد فتح و فیروزی شاہزادہ لشکر لیکر میدان سے پھر آیا بادشاہ شہر طلا نے بہت
ساز و تار کیا پھر اپنے ملک میں لایا جشن بڑا کارخانہ برپا ہوا بڑی تیاری سے سامان دعوت کیا پھر شاہ
طلا نے خدمت شاہزادے میں عرض کیا کہ کنیز کی میں اپنی اوس شخص کی دختر نیک اختر کو قبول فرمایئے
میرا رتبہ بڑھایئے شہزادہ خاموش ہو رہا اوسنے مرضی پاکر اسی ساعت سعید پر شاہزادے کی
ساتھ منعقد کیا اور بہت ساز و مال تحفے وغیرہ بطور جہیز کے پیشکش کیے بعد فراغ شاہزادہ باجاہ و حشم
وہاں سے رخصت ہوا اور فوج شہنشاہ جنات جو واسطے مدد کے جس ساحرہ کی لڑائی میں لایا تھا اوسکو
ایک نامہ خیر شمامہ لکھکر روانہ فرمایا اور آپ بھی چلا یہانتک کہ کنارے دریا سے اخضر کے پہونچا
سیر اطراف و جوانب کی کرتا کنارے دریا کے مثل موج روان تھا جب کوہ اخضر پر دہ قاف
پر آیا مرکبہائی پرند او سیطرح اوس جن نے حاضر کیے اور کل ساز و سامان لشکر اور جملہ سپاہ
شہزادے کی سوار ہوئی مرکبوں نے پرواز کی اور شہزادے کو تخت پر مع محمات وغیرہ کے سوار
کیا اور وہ جن بھی سوار ہوا غرض اسطرح ایک ہفتہ اس سفر میں گذرا آٹھویں روز پردہ زمین
دکھائی دیا اور عمارتیں شہروں کی نظر آئیں جن نے کہا کہ اے بادشاہ کنارہ ملک کا جہان
آپ کی والد ماجد زیبدہ اورنگ خلافت میں نظر آتا ہے حکم ہو تو لشکر اوترے شاہزادے نے
کہا بہتر ہے پھر لشکر سرحد ملک حسن آباد میں اوترا جہان سے دار العمارۃ سات منزل تھا وہ جگہ

وہ تھی جہاں یہ جن قید مین ساحرہ کی گرفتار تھا اوس روز وہان قیام کیا اور بڑے عیش و آرام سے شب بسر کی خورمی و راحت سے سحر کی صبح وہانسے لشکر کا کوچ ہوا دوسری منزل کوہ بو قلمون پر جہان قزاق کا مسکن تھا پہونچا اوس شب کو وہان قیام کیا قزاق نے اپنے حوصلے سے باہر شہزادی کی دعوت کی بڑی خدمت کی شاہزادے نے اوسطرف کے ملک جو اوس کوہ سے ملحق تھے اونکا فرمان معافی اوس قزاق کو لکھ دیا اور اون بادشاہون کو وہان کے باج گذارون کو بلا کر اطاعت کا قزاق کے حکم دیا اور دیوون سے فرمایا کہ جنگل کو صاف کرو ایک مختصر سا شہر آباد کردو اور دار العمارۃ کوہ کا درہ کاٹ کر بناؤ اوسیوقت سے دیوون نے تعمیل حکم کرنا شروع کی ایک ہفتے تک شاہزادہ بخاطر قزاق وہان رہا اوس عرصے مین دیوون نے شہر کی عمارتین اور دار العمارۃ وغیرہ تیار کیا جابجا کچھ فرمان شاہزادے نے بنام بادشاہ اطراف و جوانب روانہ کیے کہ رعایا اپنے اپنے ملکون سے یہان آباد ہوئی کو بھیجین غرض اوس سرزمین کو آباد کر کے تاج شہریاری حضریر کے سر پر رکھا پھر دیو سے ایک عرضی خدمت مین اپنے باپ کے لکھکر بوسطہ تاجر روانہ کی وہ بڑے جاہ و حشم سے طرف دار العمارۃ حسن آباد کے روانہ ہوا جب ملک مین آکر پہونچا بالکل سنسان اور ویران پایا جبروز سے شاہزادہ ہمراہ تاجر چلا گیا تھا اوسدن سے بادشاہ گوشہ نشین ہوا تھا امورات سلطنت وزیر اعظم کی راے پر موقوف تھے اور مان نے شاہزادے کی ترک لباس فرمایا تھا اور بادشاہ غم مین اپنے فرزند کے روتے روتے بے بصر ہو گیا تھا یعقوب وار آنکھین راہ انتظار مین اوس یوسف گم گشتہ کے جاتی رہی تھین شہزادے کو ڈھونڈھتی تھین تمام شہر مثل ایک قصبے کے آباد ہو تھا رعایا فراوان کانین بندہر شخص بیقرار ہر طرف شور داد و بیداد تھا تاجر دار العمارۃ شاہی مین پہونچا وہان سناٹا پایا تخت شاہی پر فقط تاج بادشاہ رکھا تھا وزیر اعظم کرسی وزارت پر بیٹھا تھا چند سردار سپہ سالار حاضر تھے ناچ راگ کے بدلے نالہ و آہ تھا غرض

حال پریشان وتباہ تھا تاجر نے وہان پہونچکر وزیر کو مجرا کیا اور عرض کی کہ حضرت جہان پناہ مالک اورنگ سلیمانی کہان تشریف فرما ہین مجھکو کچھہ خدمت اقدس مین عرض کرنا ہے وزیر یہ سنکر زار زار مثل ابر نوبہار کے رویا اور تاجر سے ترزبان ہوکر کہا اے بندۂ خدا یہ شہر نحوست اثر پر عجب تباہی اور گردش آئی کہ والی ملک وارث سلطنت جیسے یہان سے ہمراہ ایک تاجر کے تشریف لیگیا ہے اوسوقت سے متاع عیش وطرب قزاق رنج نے لوٹ لیا ہے بادشاہ غم مین اپنے یوسف کے کہ ہر دل عزیز تھا یعقوب وار بے بصر ہوا شہر تمام ویران ہے نہایت حیران وپریشان ہے ایک گوشے مین بادشاہ پڑا رہتا ہے تو کیا حال بادشاہ کا مجھسے پوچھتا ہے وزیر جب یہ ذکر کرکے رونے لگا تاجر نے کہا کہ حضور صبر فرمائین وہ جامع المتفرقین شہزادے کو ملائیگا اور مین خدمت شاہزادے سے حاضر ہوا ہون وزیر اوٹھکر تاجر سے لپٹ گیا اور کہنے لگا کہ ؎ از نکہا میرسی اے ہدہد فرخندہ قدم باد قربان سرت حلقۂ مرغان ارم + کیا خبر لائے ہو کہانسے آئے ہو تاجر بیٹھہ گیا اور عرضی شہزادے کی نکالکر وزیر کے ہاتھہ مین دی اُسنے پہلے تو اوسکے بوسے لیے سر پر رکھا آنکھون سے لگایا پھر مضمون سے آگاہی پائی یقین تھا کہ شادی مرگ ہوجائے پھر وہ عرضی لیکر بادشاہ پاس چلا تاجر بھی ہمراہ ہولیا جب محل کے دروازے پر پہونچا کہلا بھیجا کہ غلام نے بہت دنون سے جمال مبارک حضور پر نور سے آنکھین روشن نہین کین دلکی حسرتین نہین مٹین امیدوار ہون کہ حضور کی خدمت مین شرف باریاب ہونے کا پاؤن اور آپ کو دیکھہ جاؤن چونکہ بادشاہ وزیر سے کمال محبت رکھتا تھا اندر طلب فرمایا اور کہا کہ اے وزیر اعظم کیا ارادہ رکھتا ہے اِسنے قدم کو آنکھون سے لگایا اور گرد پھر کر نثار ہوا اور عرض کیا کہ وہی تاجر جسکے ہمراہ شہزادہ تشریف لیگیا تھا حاضر ہے کچھہ حضور مین عرض کیا چاہتا ہے بادشاہ نے نام شہزادے کا سنکر فرمایا کہ بہت جلد حاضر لاؤ وزیر نے اندرون محل تاجر کو طلب کیا تاجر سامنے آکر دعا وثنائے شہریاری بجا لایا کہ **قطعہ**

	بادشاہا بارگاہت چون فلک پُرنور باد		داد عدلت در سرائر آخرت معمور باد
	آیۂ انا فتحنا گرد بر گرد تو باد		تیغ تو بر فرق دشمن ناصر و منصور باد

ای بادشاہ مین پیام شاہزادے کے پاس سے لایا ہون آپ کے فرزند کا فرستادہ آیا ہون بادشاہ نے حکم دیا کہ اے وزیر کچھ جواہر اس تاجر کے اوپر سے نثار کر پھر فرمایا کہ کیا مجھ بوڑھے باپ سے میرے فرزند نے فرمایا ہے خیریت سے تو ہے اسنے بڑی دیر تک باتون مین لگایا پھر عرض کیا کہ شاہزادہ آیا بادشاہ بیہوش ہوکر گرپڑا وزیر نے گلاب وکیوڑا وغیرہ چھڑکا جب ہوش مین آیا پوچھا کہ کہان ہین تاجر نے عرض کیا کہ عرضی لایا ہون اوس سے سب کیفیت واضح ہوجائیگی شام غم جائیگی صبح عشرت منہ دکھائیگی بادشاہ نے وہ عرضی طلب کی اُسنے حاضر خدمت کی بادشاہ نے جب اوس عرضی کو فرط محبت سے آنکھون سے لگایا دیکھتے دیکھتے بقدرت سمیع و بصیر آنکھون مین نور آیا نور دیدہ کی تحریر نے روشنی بخشی قدرت خدا نے جلوہ نمائی کی خلاصہ یہ کہ جب مضمون عرضی سے کہ اوسمین بعجز وادب تمام لکھا تھا کہ حقیر آپکا بعد فتح طلسمات وطے منازل ومراحل پردہ قاف سے لیکر تا انجا تمام واسطے قدمبوسی جناب قبلہ کونین کے حاضر ہوا ہے آگاہی پائی وزیر اعظم سے حکم دیا کہ شہر مین منادی ندا کرے کہ کل کے روز تمام شہر آئینہ بند ہو اور ہر گلی کوچے مین سامان عشرت دلپسند ہو دروازہ خانہ واہو ہزارہا قیدی رہا ہو اور ہم بھی کل اپنے فرزند کے لینے کے لیے اس مقام سے جائینگے دولت دیدار پائینگے وزیر یہ حکم پاکر خوشی خوشی دار العمارۃ مین آیا اور بنام کوتوال شہر حکم آراستگی شہر صادر فرمایا پھر تو تمام شہر مین جارچی نے جاردیا اور دہل زنی کی کہ کل بادشاہ جشن کریگا اور لینے کو اپنے شہزادے کے اس مقام سے جائیگا سب اہل شہر خوشی کرین اور اپنے شاہزادے کو لینے چلین اور اگر ممکن ہو دروازہ خانہ شاہی وا ہے وزیر اعظم سبکو دیتا ہے اوس سے طلب کرین یہ حکم سنکر پژمردہ خاطرون کا غنچۂ دل شگفتہ ہوا اور باغ باغ ہوکر آراستگی گلشن شہر مین ہمہ تن مصروف

ہوئے گویا کشت خشک میں بارش سے سیرابی ہوئی ہر ایک دکان مثل دیدۂ عاشق کے انتظار میں شہزادے کے کھل گئی گرم بازاری شروع ہوئی کٹورا کھنکنے لگا جوہریوں نے تماش بادلے وغیرہ کے پردے اور چھتیں دوکانوں میں آراستہ کیں ہر شخص نے موافق اپنی لیاقت کے فرش عمدہ اور بہتر در و دیوار پر اپنے مکان کے آراستہ کیا زنان رقاصہ زہرہ جبیں نے صدائے مبارکباد بلند کی صدائے خورمی پھیل گئی ہر طرف گہما گہمی ہونے لگی اور ادھر بادشاہ نے تمام کو خاص محل میں جا کر مان کو شہزادے کی حمام کرایا پوشاک تبدیل کرائی محلمین تمام عورتوں اور محلات مخدرات شاہی نے سامان خوشی کا کیا ہر طرف قہقہے اور دھوم دھام ہوئی نذر و نیاز جو کچھ جسنے مانی تھی کرنے لگی اور تمام رات رقص و سرود گانا بجانا رہا بادشاہ نے آرام فرمایا شہر کے امرا و وزرا معززین لیکر واسطے مبارکباد کے حاضر آئے ہر ایک کو خلعت مرحمت ہوا دالعمارہ میں آراستگی ہوئی بادشاہ نے ملبوس سرخ زیب جسم فرمایا غرض جسوقت مسافت شب کو یعنے ابن اللیل میدان چرخ سے طرف اپنے گھر کے پھر آیا اور سیاح چرخ چارم شبکۂ شعاع کا زرین باندھکر رہگرائے فلک ہوا بادشاہ سوار ہوا تمام امرا دے اعلے اکابر اصاغر شہر کے ہمراہ بناش و خندان ساتھ ہوئے اور محلات کی عورتیں اور ماں شہزادے کی بھی سوار ہوئی بڑے تجمل و شان سے واسطے لینے شہزادے کے چلے جسوقت بیرون شہر پہونچے بادشاہ نے حکم دیا کہ زیر انداز زربفتی بچھائی جائیں جسوقت شہزادے کو لیکر میں آؤں تمام سامان تزک تیار رہے اور افسران فوج اور توپخانہ وغیرہ سب ہمراہ چلے غرض یہ جملہ سامان کر کے بادشاہ کئی کوس شہر کے باہر آیا اوسوقت تاجر فرستادہ شہزادہ حاضر تھا اوسنے عرض کیا کہ ظل سبحانی یہاں بارگاہ استادہ کرائیں اور تشریف رکھیں شہزادے نے وقت رخصت مجھسے کہا تھا بادشاہ حقیقی کے لیے تکلیف نفرمائیں میں خود حاضر خدمت ہونگا بادشاہ نے ارشاد فرمایا کہ اچھا اور آگے چلو شاید فرزند میرا آتا ہو اوسنے عرض کیا کہ یہیں تشریف رکھیے اور وزیر اعظم کو روانہ فرمایئے غرض بجبور بادشاہ نے وہیں مقام کیا اور

وزیر اعظم کو حکم ہوا کہ جا کر کوہ بو قلمون پر پہنچنے کی شہزادے کو اطلاع کرے اس وزیر یہاں سے روانہ ہوا وہاں شہزادہ برابر ضریر کے تخت پر جلوہ گر تھا جب وزیر قریب شہر پہونچا حیران کا رہا کہ یہاں تو وہ جنگل قلب تھا کہ انسان تو کیا جانور پرند تک کی بھی رسائی مشکل تھی وحشت برستی تھی ویرانی حاصل تھی غرض یہ خبر شہزادے کو آمد وزیر کی ہوئی کچھ لوگ استقبال کو بھیجے جب وزیر زیر دامن کوہ پہونچا دیکھا ایک شہر عظیم الشان آباد ہے رعیت دلشاد ہے جب اور قریب آیا دار العمارۃ شاہی کی رفعت دیکھکر عقل دنگ ہوئی جب اندر داخل ہوا شہزادے کو تخت سلطنت پر متمکن پایا اور دربار کی اولوالعزمی دیکھی کہ بہت سے تا حد ار شہزادے کے گرد و پیش تخت کے استادہ ہین اور سترہ لاکھ سواران جرار کے افسر اور کئی لاکھ گرد و گردن کش دنگلون پر متمکن ہین اور کچھ سرداران پردہ قاف زیب دہ کرسی ہاے زرین ہین جسوقت وزیر آنکر سامنے پہونچا شہزادہ اوٹھ کھڑا ہوا اور وزیر کو گلے سے لگایا وزیر نے بعد بجا آوری مراسم عجز و نیاز شہزادی کو گلے لگا کر کہ گود مین کھلایا تھا اور مثل اپنے فرزندونکے پرورش کیا تھا چیخ مار کر رویا پھر شہزادی نے مقام وزارت سے بالا تر پایہ چارم تخت کے اوپر وزیر کو جگہ دی اور پوچھا کہ مزاج ہمایون حضرت ظل سبحانی کا بخیریت ہے وزیر نے عرض کیا کہ حضور کے غم مین بے انصابرت ہو گئے تھے مگر جسوقت عرضی حضور کی پہونچی اوسوقت آنکھین روشن ہوئین اور اسقدر تاب و توانائی جسم زار مین آئی کہ شہر کے باہر آپ کے لینے کو تشریف لائے ہین اور کئی کوس پر قرار ہو کر چلے آئے ہین شہزادے نے یہ سنکر حکم دیا کہ لشکر کوچ ہو اوسیوقت قرنا لشکر مین بھکی اور شہزادہ سوار ہوا اب یہان بادشاہ مع ارکین سلطنت کے منتظر اور چشم براہ شہزادی کا ہے کہ دیکھا شتری فیلی نقارون کی صدا آئی کہ گوش فلک جسکو سنکر کر ہوا بادشاہ باہر بارگاہ سے برآمد ہو کر کھڑا ہوا اور آمد کا شہزادے کے تماشا دیکھنے لگا دیکھا تو کئی ہزار جوڑی نقرئی

وطلائی نقارون کی اور [illegible] پر نقارچی سرخ گلنار پگڑیان باندھی باناتی انگرکھے پہنے پیدا ہوئے
پھر اونکے بعد بہت سے ہاتھیون پر نشان بردار علمہائے رنگارنگ لیے سوار اور حلمون کے پھریرے
کھلے نشان ہوا سے اوڑتے ہوئے گذرے انکے بعد کئی لاکھ سوار جرار پرے سے پرا ملائے آئی اور ایک
بادشاہ تخت پر سوار بڑی تزک سے با امراو وزرا کے برآمد ہوا جسکے ہمراہ بہت سے غلامان زرین
کمر پایۂ تخت کو تھامے ساتھ ساتھ آئی تھے بادشاہ نے فرمایا کہ فرزند میرا یہی ہے چھوٹا سا جو
مجھسے جدا ہوگیا تھا تو مجھے شناخت اوسکی باقی نہ رہی تاجر جو قریب کھڑا تھا اوسنے عرض
کیا کہ حضور یہ ملازم شہزادہ ہین اور یہ بادشاہ کہ نام اسکا نامدار جادو ہے مالک درجہ اول طلسم
بدر الجمال کا ہے جسکو آپ کے صاحبزادے نے بعد دیر و درد گار فتح کیا ہے بادشاہ یہ سنکر خوش
ہوا دیکھا تو وہ بادشاہ وہان پہونچکر لشکر کو قیام کا حکم دیکر پھر واپس ہوگیا بادشاہ نے تاجر
سے پوچھا کہ اب یہ کہان گیا اسنے عرض کیا کہ اپنا لشکر پہونچاکر واسطے ہمراہی شہزادی
کے گیا اونھین کے ہمراہ رکاب حاضر ہوگا اسیطرح بادشاہ شام تک صبح سے لشکر کی
آمد دیکھا کیا یہانتک کہ مسافر فلک چارم طرف کلیۂ مغرب کے پہونچا لشکر کا اوسی طرح داخلہ
رہا بادشاہ آنکر خیمہ مین اقامت فرما ہوا دم سحر پھر منتظر اگر سراہ بیٹھا دیکھا کہ اوسی طرح نوبت
ونقارے کے بعد پھر ایک لشکر کا داخلہ ہوا اور ایک تخت پر ایک بادشاہ کو کہ نہایت تنومند
اور قوی ہیکل تھا سوار دیکھا بادشاہ نے استفسار کیا اوس تاجر نے عرض کیا کہ یہ ردوم طلسم
مذکور کا شاہ ہے کہ نام اسکا کوہان کوہ سر ہے نہایت مدبر اور دلاور ہے اسیطرح وہ دن
بھی تمام ہوا تیسرے روز درسوم کا لشکر اور فرزند دخان جادو برسے کروفر سے داخل ہوا
بادشاہ نے اسکو بھی دریافت کیا تاجر نے عرض کیا کہ درسوم کی فوج ہے نہایت بارفعت واونچی
غرض روز چہارم سپہ سالار ملکہ زلف آرا لشکر لیکر داخل ہوا بادشاہ نے تاجر سے کہا کہ بادشاہ

اس لشکر مین نہین ہے تخت خالی آنے کی کیا وجہ ہے تاجر نے عرض کی کہ اس لشکر کی ملکہ آپ کی
بہو ہے حسن مین ثانی بلقیس ہو بہو ہے ملکہ زلف آرا نام مالک درجہ چارم طلسم مذکور ہے نہایت
صاحب مقدور ہے اور باپ اوسکا شہزادے کے ہاتھ سے قتل ہوا پھر جب شام ہوئی
بادشاہ آج بھی دیدار فرزند سے محروم پھر کر بارگاہ مین آیا روز پنجم ملکہ نوبہار کی فوج کو
دیکھکر بے سرداری کا سبب پوچھا اسنے وہی کیفیت بیان کی کہ یہ بھی محل شاہزادے کا ہے
اور ملکہ نوبہار زمرد قبا نام ہے کمال حسین وہ لالہ فام ہے قصہ مختصر چھٹے روز بزرگان طلسم
در ششم کہ جنکی تکلیف مہذب بہین بڑی تیاری سے لشکر لیکر برآمد ہوئے اور ساتوین روز عقیل
جادو طرف سے ملکہ ذوفنون کے کمال چمک دمک کے ساتھ کل دروں کی فوج کو لیکر
نکلا بادشاہ نے کیفیت اسکی پوچھی تاجر نے حال در ششم و ہفتم بیان کیا اور مژدہ دیا
کہ کل شہزادہ بھی یقین ہے تشریف لائے مشتاقون کی امید بر آئی بادشاہ آٹھوین روز
پھر چشم براہ ہوا دیکھا کہ ایک بازار پیدا ہوا کہ بازار سیارگان فلک جسکے سامنے گرد تھا
بادشاہ نے پوچھا کہ یہ بازار کیسا ہے کہ یہ اشیا چشم فلک نے بھی نہ دیکھی ہونگی تاجر نے عرض
کیا کہ یہ بازار پردۂ قاف سے ہے نام اسکا بازار بلقیس ہے باشندہ اسکا ہر ایک لایق وسلیس ہے اور
شہنشاہ پردۂ قاف نے شہزادے کے ہمراہ کردی ہے اور بازاری لوگ اسکے جنات ہین والا صفات
ہین پھر تمام لشکر پردۂ قاف اور لشکر شہر طلائی پردۂ قاف اور اشیائے تحائف وغیرہ پیدا ہوا الغرض
کہ تمام دن وہ بھی گذرا غرض نوین روز لشکر کئی لاکھ سپاہ کا کہ جنکی ورویان زرق برق کی
اور اسلحے بھی تمام نئے اور گھوڑے کوتل اور بارگاہ طلسمی اور اعرابہ زر سفید و سرخ کے
برآمد ہوئے بادشاہ نے پوچھا تاجر نے عرض کیا کہ یہ مال طلسم اور مال ملک معشوق شہزادہ
یعنے ملک ملکہ خورشید جمال ہے پھر دیکھا تو تخت پر شہزادۂ عالم سا اور گرد کئی سو تاجدار

اور تخت سلیمانی کمال زیب و زینت سے آراستہ اور ایک علم جسکے اوپر ایک الماس آدھ گز کا لمبا اور بسقدر
چوڑا سر پر سایہ فگن کہ چھوٹ سے اوسکی وہ جگہ رشک دہ وادی ایمن اور تخت پر شاہزادہ جن
کے برابر بیٹھا ہوا اور سرکشان دہر ہمراہ اور چہار زرنگار گردش مین گوہر ہائے شبچراغ تاج مین بتعبیہ
کیے ہوئے اور تخت کو کئی دیو اوٹھائے اور برابر برابر سرکشان طلسم اور قاف گھوڑون پر سوار
قرق زنجیر پڑتی ہوئی عود و عنبر کے منقلین طفلان ماہ طلعت جواہر پوش لیے ہوئے کرکیت اور
نقیب آوازین لگاتے کمال چمک دمک سے آئے شہزادہ بادشاہ کو کھڑے دیکھکر تخت سے
اوترا اور ادھر شاہزادہ جن تخت سے اوترا اور تمام سردار پابپیادہ ہوئے اور شاہزادے کو بادشاہ
نے آتے دیکھکر آگے بڑھکر ہاتھونکو پھیلایا شاہزادہ قدمون کی طرف چلا اور دوڑکر قدمونپر گرا بادشاہ
نے سر اوٹھاکر سینے سے لگایا دل بیقرار نے قرار پایا اور گلے لگاکر شہزادے کو بادشاہ خوب رویا
خزانہ گوہر اشک کا نثار کیا سر و چشم پر بوسے دیے دیر تک خوب پیار کیا اور حکم دیا وزیر نے
زر و جواہر حاضر کیا شاہزادے پر سے نثار کیا تو پخانے مین سلامی اور دی یہان کے امیر وزیر خدمت
مین شاہزادے کے حاضر ہوئے سب نے دیدار فرخندہ آثار شہزادے سے اپنی آنکھون کو منور
اور روشن کیا پھر بادشاہ لیکر بارگاہ مین آیا تاج رنگ کا حکم دیا طوائف ہند رشک زہرہ و مشتری
حاضر تھین سب نے مبارکباد گانا شروع کی شاہزادے نے بادشاہ سے کہا کہ مین اگر اجازت ہو
تو مادر مہربان کے قدم آنکھون سے لگاؤن اونکو بھی دیکھ آؤن بادشاہ نے فرمایا کہ بہت جلد
بارگاہ مین آنا کہ ابھی اس تشنہ آب وصال کو تمھارے دیکھنے سے سیری نہین ہوئی غرض
شاہزادہ جب خیمے مین آیا در دولت پر مادر مہربان کو پایا دیکھا تو مان راستے مین انتظار کے ساتھ
کھڑی ہے دروازے سے آنکھ لڑی ہے یہ دیکھکر شہزادے نے قدمون کو بوسہ دیا مان
نے فرزند کو گلے سے لگایا محلات کی تمام رنڈیون نے گھیر لیا ٹوٹکے اور رسین خوشی کی ادا کرنے لگین

پھر سواریان شہزادیان طلسم کی آئین کنیزون نے اور مان نے شہزادی کو اوتارا اور جب
سکھپال ملکہ خورشید جمال کا دروازے پر آیا اسکے مان نے اندر وایا ہر ایک بہو کی بلائیں لین
پھر شاہزادہ رخصت ہو کر مان سے بارگاہ مین آیا بادشاہ نے باجاہ وحشم وہانسے کوچ کیا اپنے
شہر مین ہر ایک مشتاقون کو اپنے فرزند کا دیدار دکھایا پھر بارگاہ مین اگر چالیس روز کے جشن کا حکم
دیا پھر تو عجب صحبت عیش وسرور برپا ہوئی کہ بزم جشن جمشید نظر وںسے گر گیا اور شاہزادہ جن
کو ایک مکان خاص بہت تیاری کا عنایت ہوا شہزادہ کمال عجز سے دعوت وغیرہ مین مصروف
رہا اور اشیائے نادرۂ ملک ہندوستان ہر روز پیش کرتا تھا کہ جو پسند خاطر ہو اوسے قبول فرمائین
شاہزادۂ جن عرض کرتا تھا کہ آپ آقا ہو کر یہ نوازشین میرے حال پر فرماتے ہین کہ شکریہ اوسکا
زبان سے ادا نہین ہو سکتا اور ہر روز دربار مین بادشاہ بھی بہت مہربانی کے ساتھ پیش آتا
تھا اور ہر روز سیر ممالک کی کراتا تھا غرضکہ ایک روز شاہزادے نے جنون سے اور دیوون
سے شہر طلا کے حکم دیا کہ ایک خانہ باغ نمونہ شہر گلستان ارم جیسے اوسمین نقش ونگار رنگ
بیرنگ تیار کرو تاکہ اوسمین شاہزادیان طلسم کی ساکن ہون دیوون نے بموجب حکم کے
اس کام مین بہت صرف کی اور ویسی ہی عمارت بنائی شاہزادے کو دیکھکر پسند آئی اوسمین
عیش وآرام رہنا اختیار کیا اور اوسی عمارت مین سب اپنی معشوقون کو لاکر رکھا غرضکہ اگر اوس باغ
کی اور مکانات کی تعریف تحریر کرون نہایت طول کلام ہو گا غرضکہ جب کچھ دن اور زمانہ گذرا ہو گا کہ
شہزادے کے یہان بطن ملکہ خورشید جمال سے صاحبزادہ پیدا ہوا جسے دیکھکر سہزادے اور اصل
شیدا ہوا اوسکی چھٹی کا سامان اور اخیر جلسے خوب دھوم دھڑکے سے ہوے شہزادے نے جنون
اور دیوون کو تحفے ہمراہ کر کے ملک قہرمان عدو سوز کے پاس نامہ بھیجا اور مژدۂ خوشی
کہلا بھیجا وہان بھی شہر مین رونق اور آبادی ہوئی بادشاہ قہرمان مع چند امراء والاشان اور

مان ملکۂ خورشید جمال کی تہ بر سے بھکر شاہزادے کے ملک مین آئے بیٹی اور داماد کو خوش ہوکر گلے لگایا
بیٹی کے لیے جو زر نقد لائے تھے شاہزادے کے سپان پیش کیا غم مفارقت بھولا سمجھے کہ اسی طرح
بوسیلۂ جنّات ملاقات ہوگی اور رمالون کو بادشاہ نے طلب کرکے پوچھا کہ طالع اس فرزند کے دیکھو
اونھون نے بعد زائچہ کشی وغیرہ کے عرض کیا کہ یہ فرزند فاتح طلسم گہ بار سلیمانی ہوگا اور بہت
سے دیوان خونخوار کو تہ تیغ آبدار کریگا بڑا اولوالعزم ہوگا بادشاہ نے سجدۂ شکر ادا کیا پھر شاہزادہ
پرورش پانے لگا اور نام اس لڑکے کا شاہزادہ کیوان علم رکھا فی الجملہ بعد جلسۂ چھٹی جن
وہانسے رخصت ہوا اور ملک قمرالزمان اپنے ملک کو گیا اور شاہزادہ قمرضیا کو ملک خورشید تاجدار
یعنے باپ نے شاہزادے کے ملک و مال سب سپرد کیا آپ یاد خالق مین گوشہ نشین ہوکر مصروف
ہوا اب انشاءاللہ اگر کوئی شخص شایق ہوگا اور فرمایش کریگا تو حال شاہزادہ کیوان علم کا
کمترین مصنف فسانہ صفحہ دہر پر زیب قلم کریگا بشرطیکہ حیات مستعار باقی رہی اور زمانے نے مہلت
دی المختصر اب شاہزادۂ قمرضیا تخت سلطنت پر جلوس فرماکر عدل و داد مین مصروف ہوا
اور فرمان واجب الاذعان مشعر بہ انقیاد و اطاعت اور باج گذاری بنام حاکمان ربع مسکون
جاری فرمایا کہ ہماری اطاعت کرو اور دائرہ بندگی مین سر جھکاؤ خراج ملک کا اپنے روانہ کرو یہ حکمنامہ
لیکر شاہزادے کا سفیر جس اقلیم مین گیا وہان کے بادشاہ نے فرمانبرداری اختیار کی اور خراج
خدمت شاہزادے مین روانہ کیا اور کوئی بادشاہ خود خاشیہ حکم کو دوش ہوش پر رکھکر حاضر ہوا اور
خاک آستان شاہی کو طوطیای چشم کیا اور جس کسی نے سرکشی کی گوشمالی معقول ملازمان
شاہزادۂ قمرضیا نے دی چنانچہ ایکروز ایلچی شاہزادے کا شہر ہاماوران مین پہونچا اور بادشاہ
ملک ہاماوران سے سوال اطاعت کیا اور خراج مانگا بادشاہ ہاماوران یعنے خاقان گردن
اساس نے انکار کیا اور کہا کہ کبھی مین نے ملک خورشید تاجدار یعنے شاہزادے کے باپ کو تو کچھ مال

نہ سمجھا یہ جیسو کر انجھے خواہان باج وخراج ہے دعوائے ہمسری آ ہر دو ایلچی نے جواب جب
پایا شاہ ہاماوران سے کہا کہ اے بادشاہ اگر شاہزادے کی تابعداری سے انکار ہے تو بندہ آمادہ
رزم وپیکار ہے مجھسے مقابلہ کیجیے داد مردی ومردانگی دیجیے یہ سنکر اوسوقت شاہ ہاماوران سامان جنگ
لیا اور ایلچی سے شاہزادے کے مقابلہ ہوا فوج ظفر موج شاہزادہ نے جو ایلچی کی ہمراہ رہتی تھی
فوراً دریاے خون بہادیا شاہ ہاماوران نے شکست کھائی فوج شاہزادہ مورچون پر حریف
کے در آئی خاقان گردون اساس میدان رزمگاہ سے بھاگ کر قلعہ بند ہوا اور ایک حکیم
اسکے ملک میں رہتا ہے کہ نام اوس حکیم کا ارغوس ہے اوسکے پاس گیا اور کہا کہ آپ مجھے ہاتھ
سے دشمن کے بچائیے کوئی ایسی تدبیر بتائیے کہ مجھے پناہ ملے اور ملک ومال بچے حکیم نے جو شاہ
ہاماوران کو بدحواس پایا اور دیکھا کہ رنگ اسکے چہرے کا مثل رنگت بیمار کے زرد ہے اور مردنی
منہ پر چھائی ہے پوچھا کہ اے بادشاہ عالی تبار کس تہلکہ الیم نے تیرا دم زندگی سے تنگ کیا ہے
جس سے تو اس طرح دق ہے رنگ چہرے کا فق ہے بادشاہ نے کچھ حال اپنے مرض کا بیان
کیا یعنے آنا ایلچی شہزادہ قمر ضیا کا اور خراج طلب کرنا اوسکا اور اپنے انکار کرنے پر فساد ہونا اور شکست
کھاکر آنا سب مفصل کہا حکیم نے یہ ماجرا سنکر تشفی اور دلاسا دیا اور کہا کہ اے شاہ تم جاکر آج کے
دن میدان کارزار میں ٹھہرو دروازہ قلعے کا کھولدو اپنی فوج کو جمع کرکے باہر نکلو اور طبل
جنگی بجواؤ اور مجھے اطلاع دو کہ اسوقت لشکر حریف سے میں مقابلے کو جاتا ہوں بس جب میں
یہ خبر پاؤنگا فوراً اپنے تئیں عرصۂ جنگاہ میں پہونچاؤنگا اور لشکر عدو کو برباد اور تباہ کردونگا یہ کلام
اوس حکیم کا بادشاہ نے سنکر کمال عجز ولحاح کی اور وعدہ مصمم اپنے مہم کے بارے میں لیا
اور بموجب کہنے حکیم کے قلعے میں اگر فوج کی کارسازی کی اور دروازہ قلعے کا کھولا اور لشکر بنیت
اثر لیکر باہر نکلا بارگاہ استادہ کرائی فوج مقابلے میں ایلچی کی اوترائی اور طبل جنگ بجوایا اور حکیم

سے کہلا بھیجا کہ آپ تشریف لائیں حکیم نے کہا صبح کو میں آؤنگا غرض رات بھر تیاری حرب وضرب رہی صبح لشکر جانبین کے میدان رزم میں آئے اور صفوف جدال وقتال درست ہوئیں اوسوقت حکیم بھی خود میانے میں سوار ہوکر میدان کارزار میں آیا اور جسطرف آنکھ ملاکر آواز دی کہ ایہا الناس اسلحہ جسم سے اوتار ڈالو اور رخ میدان سے طرف صحرا کے پھیرو اور عبادت جاکر کرو فقیر ہوجاؤ یہ آواز کے جتنے بہادر کہ میدان جنگاہ میں تھے گھوڑوں سے اوتر کر طرف صحرا کے روانہ ہوئے یہ حال ایلچی دیکھکر گھبرایا اور عریضہ خدمت شاہزادے میں لکھکر روانہ کیا اور دوسری روز پھر میدان میں آیا خلاصہ کل فوج کا حکیم نے یہ حال بنایا اور یہاں جسوقت یہ خبر شاہزادے کو پہونچی اور لشکر روانہ کیا غرض جو آیا اوسکا یہی حال ہوا آخرکار شاہزادے نے اوس باجے کو جو شہنشاہ جنات نے دیا تھا بجایا دیکھا تو فوج بیشمار لیکر شہزادہ جن حاضر ہوا شاہزادے نے کل کیفیت حکیم کی بیان کی اوسنے عرض کیا کہ حضور وہ عامل اسم زہر ہے اس وجہ سے اوسکے کلام میں یہ تاثیر ہے اگر حضور اسم مریخ پڑھیں تو یقین ہے کہ غالب آئیں غرض شاہزادے نے اسم مریخ شروع کیا تین روز تک عمل خوانی رہی جب وہ اسم ختم ہوا ایک جلاد صورت انسان پیدا ہوا اور عرض کیا میں مطیع حکم ہوں جسوقت حضور آپ اقتل یا مریخ فرمائینگے ہزار ہا کے سرتن سے جدا پائینگے شہزادے نے جب اسم سے فراغت پائی بارگاہ اپنی شہر کے باہر استادہ کرائی اور فوج لاتعد ولاتحصے لیکر طرف شہر ہاماوران کے کوچ فرمایا یہانتک کہ شہر میں لشکر داخل ہوا بادشاہ ہاماوران خبر پایا باہر شہر کے مقابلے کو شہزادے کے آیا اسقدر فوج کو دیکھکر ہوش پرّان ہوئے حکیم کو طلب کیا جب اوسنے بھی اس کروفر کو دیکھا بعض ساقط ہوگئی رعشہ تمام اعضا میں پڑگیا غرض اپنی بیحیائی سے مقابلہ کیا صفوف قتال وجدال آراستہ ہوئیں حکیم نے اسم شروع کیا اور اوسیطرح لوگ لشکر شاہزادے کے فقیر ہونے لگے اوسوقت شاہزادے نے اسم مریخ شروع کیا اور طرف لشکر شاہ ہاماوران کے دم کیا عجب ہنگامہ ہوا تمام فوج کے سوار اور پیدلوں نے تلواریں

کھینچکر اپنے سر آپ کاٹ ڈالے شاہزادے نے تنہا گھوڑا طرف [illegible] دھایا اور حملہ کیا حکیم کو سرپست ہاتھون ہاتھ گرفتار کرلیا اور پھر لشکر کو حکم دیا کہ پہلے ہی حملے مین شاہ ہاماوران رو بفرار لایا لشکر نے تعاقب کیا اور قید کرکے روبرو شاہزادے کے لائے شاہزادے نے فورًا قتل کروالا پھر آپ شہر مین تشریف لایا تمام شہر کو آباد کیا اور وہ شہر تاجر کو جو رفیق شاہزادہ تھا اور جنگ قزاق کو لیگیا تھا عنایت فرمایا عدل وداد کے لیئے بہت سی تاکید فرماکر آپ طرف دارالسلطنت حسن آباد کے کوچ فرمایا اور باحشم وخدم داخل ہوکر ہمراہ معشوقان پریچہرگان داد عشرت دینے مین مشغول ہوا مطلب دل سبطرح کا حصول ہوا الٰہی جسطرح یہ شاہزادہ زبان و قلم مصنف سے دلپزیر ترین کامیاب وآباد ہوا اور دلشاد ہوا اوسی طرح آقائے نامی جناب منشی نولکشور صاحب مضاعف اقبالہ واجلالہ کے مطالب اور تمنائے دلی برآوین آمین آمین یارب العالمین فقط

توصیف جناب اوستاد منشی احمد حسین صاحب قمر کہ داستان گوئی مین جنکا حقیر شاگرد ہے اور فسانہ کو دیکھا یا ہے

ہزار ہزار ثنا بیصانع طلسم عالم خالق ہیزدہ ہزار عالم کا اور لاکھ لاکھ احسان عنایت رہنمائے جن و آدم اور کل عالم کا کہ جسکی مدد اور عنایت بغایت سے یہ چند اوراق پریشان نے صورت ترتیب کی پائی مصنف کی آرزوے دلی برآئی جسوقت تمام فسانہ زیب تحریر ہوا حضرت اوستاد سایون عرض پر حقیر ہوا کہ اگر اصلاح حضور کی ہوجائے روسیاہی سیہ جردہ کتاب کی دھوجائے الفاظ مضامین کا وہ رنگ بندھے اور وہ معنی غریب پیدا ہون کہ وضع لطافت رسم الخط سے شیوہ دلفریبی ہویدا ہو مانند معشوق عشوہ سنج باکرشمہ وناز کے یہ کتاب آمادہ دلبری اور دلداری مشتاقان باوفا ہو سواد اسطار تحریر حرف زن شام سوسنی رنگ ہو عجیب وغریب دھنگ ہو بیاض خاطر احباب پر سپیدۂ صبح یاسمن بھوے گلشن کا جوبن نگاہ بلبل مین بھولے شب یلدا سے رقم سے معنی دلفروز پیدا ہون

چمک دمک پر مہر و ماہ سوقت شمع زبان رشک کلیم کی روشنی اصلاح بخشے صفحہ خیرت دہ طور
بنکر شعلہ وار فانوس خیال معشوقان دمستاقان کے دم زنی نسیم گفتار شرربار حضور لامع النور سے چشم
مردمان بصارت مین جلوہ گری کرے جب یہ الفاظ مجہول موصل تلفظ اثبات تقریر سانے حضرت کے کیے زبان
معجز بیان سے دامن حال مین مجہ شکستہ بال کے یون گہرافشان ہوئے کہ تو نے ناحق بیفائدہ میرا سر پھرایا
اور اپنے تئین بھی انگشت نمائے چشم آہوگیران بنایا یہ تمام کتاب لائق اصلاح کب ہو تیری یہ یاوہ گوئی سر
بے مطلب ہمین نے پھر دست عجز دامن اقدس پر مارا ہت کرکے عرض کیا کہ گل را از خار و ساحل را از خس
و خاشاک ننگ و عار نمیباشد مین اس تکلیف دہی سے باز نہ آؤنگا تمام کتاب دکھلاؤنگا او سوقت
کہ مجھپر نہایت پرورش اور لطف و کرم فرماتے ہین سراسر نگاہ کرم اوس قلزم بحر زخار بے کنار یعنی نے چشمہ
کتاب کو سیراب اصلاح فرمایا کہ ترین لب تشنہ آب مضمون ساحل مطلب سے آشنا ہوا یہ ایک قطرہ اوسکے
فیض عمیم اور لطف کریم دریائے حلم کا ہی ہے نہنگ بحر علمیت و شاعری وحی مہر سپہر سخنوری
کہ اگر زبان پارسی مین شمع زبان سے شعر لمعہ پذیر ہو ہر شعشعہ حرف پر زر دشت حسن سخن زندہ کو
اپنے نثار آتشکدہ بیان کرے ہندوے خط پر مثل سپند سوداخاطر نثار پروانہ وار جلے صفحہ ورق
مضمون استعلیق پر نوشتہ اقدیر خوش فکر خط شکست بنجائے ہر لفظ گوہر شبچراغ تیرہ باطنون
کو دکھائی دے روشندلی کا مضمون ہاتھہ آئے ہر فقرے کا پایہ نظر سنجیدگان مین عبارت
دافع الحزن وزن گری معشوقان چہاردہ سالہ کا رنگ دکھائے نقاط اوراق سپہر یعنے کوکب دری
ذرات زمین بنکر روشنی مضمون حضرت سے زمین بوس خدمت ہون اور زمین شعر پر آسمان مضمون
بلاگردان رہے اگر نسیم شمیم خلق سے دمساز ہو صدائے عطسہ غنچہ کلام کی پس دیوار چمن زمین شاعری
مین سنائی دے اگر صبائے لطف ہوادار اشک شبنم ہو دندان خندہ دندان نمائے گل شگاف در گلشن معانی
سے دکھائی دے حلم کو اوسکے کوہ لکھون کہ جسکا قلہ اوج سپہر سے بھی مرتبے اور رفعت مین زیادہ ہی تو بجا ہی علم

کو اوسکے اگرد ریا کہون کہ جسکا ہر حباب قرص مہر اور ماہ سے کہیں بہتر ہے ہی روا ہی قدر دان
ہر فن خصوص فن اوبے غند انی مہربان ہر ہر سیما ہر مہ بانی [illegible] جو نام کو اوس گل گلشن بیرنگ بیانی
کے سونگھا اور تحریر رشک گلزار کو دیکھا گل بوستان لطافت مین ہنار دکھائی دیا اور جسنے کہ نام اوس رنگین
کلام کا زبان سے لیا اوسپر مزا مذاق قند و شکر کا ناگوار ہوا اور جس صاحب کمال نے کہ وصف کمال اوسکا
سنا ہوائے نکہت ملاقات دلین بھری عاشق ہو کر آرزومند قدمبوسی کا ہوا ایک نکتہ اسوقت حقیر کو
یاد آیا یا استعارہ لکھکر ناظرین کو سنایا یعنے قباے شاعری جو جسم اقدس پر اراستہ اور ملبس ہے ہر تار
اوسکا شعاع شمس سے برتری ہے اور ہر عنصر کہ عناصر اربع جسم مطہر کا ہے دو خاصیت نیک کا اثر رکھتا ہے
ایک واسطے دشمن اور حاسد کوتہ بین کے لیئے اور دوسرا واسطے دوست اور شاگردون کی خوشی خاطر
حزین کے لیئے یعنے آتش واسطے دشمن نابکار کے نار ہے اور واسطے دوست کے گلزار ہے آب واسطے
دشمن کے عرقاب بحر عدم اور واسطے دوست کے انہار کرم باد دشمن کا چراغ ہستی گل کرے اور دوست
کا مثل نسیم غنچہ دل شگفتہ اور گل کرے خاک سے چشم دشمن خیرہ سر تیرہ ہو اور دوست کا
شیشہ فکر مثل آئینہ غبار کلفت سے منیرہ ہو نسیم گلشن صفات کہ باہر بیان احصار اور
حصر سے ہی اور اظہار نام نامی کہ نشان دینا اوسکا دلیل دیا زنبر کی نصرت و نشر ہے الحال
لازم و ملزوم ہے کہ لب عجز مثل غنچہ سربستہ زبان ثنا کھولکر مثل گل خندان ہو کیونکہ جب
اس نمک نشر نے حلاوت چاشنی اصلاح پائی نام اوس خوان الوان نعمت شاعری کا شکر
نظم سے زبان پر آئے مگر دُر ہے کہ بحر شعر مین صفت اوس قلزم بے پایان کی کب سمائے
مثل مشہور ہے کہ دریا کو دوے مین کب آئے ہمانا عقد ثریا ے نظم و نثر فرید الدہر اوستاد الزمانی
رشک دہ انوری و خاقانی وحید العصر ناظم ملک نظم و نثر مقدمۃ الجیش معرکہ
سخن آرائی کہ الفاظ توصیف اوسکے بزم بیان مین جلوہ بخش رعنائی و زیبائی آفتاب

عالیجناب سپہر رفعت ... منشی مرزا احمد حسین المتخلص بہ قمر ادام اللہ ظلہ علی مفارق التلامذۃ
بقدرۃ الکاملۃ الی یوم التناد با ... آلہ الامجاد بس اے جادہ رہ مراتب اعلیٰ تجھہ پا افتادہ کاکل
مثل حالت ایسے عالی کا تیرے سر پر ہے اور ایسا تجھہ جا کر اہل علم کا ذرہ نواز مہر کامل صاحب
نظر ہے کچھہ ذکر عنایت سراپا لطافت کا مذکور کر تمام فکر دلسے دور کر یعنے جسوقت یہ نثر دلپذیر اور
تقریر بے نظیر سراپا نگار خانۂ مانی فکر و حیرت آئینہ دل صاحب بصارت اعنی طلسم فصاحت
مجھہ ہیچمیرز کے کلک بیگہر جا یک بنے رقم کی اور اوستادی الاوستاد جناب ممدوح نے ایک نظر
ملاحظہ فرمائی گلدستہ میری یاوہ گوئی پر ناک بھوں تیوری چڑھائی مگر اخلاق و کرم اوس یم
عنایت کا موجزن تھا اوسیوقت میری تصدیع پردازی سے کہ مثل ہے بالکل ہیچ فی الہیچ
فکر ذاکر قلم دوربان سے کام لیا اگرچہ خانۂ فیض شمامہ نے بھی مثل آہو مجھہ خطا گرفتہ
کی تحریر سے رم کیا اور آنکھہ دکھائی حضرت سے عرض کیا کہ عین خطا ہے قول میرا بجا ہے
آپ اس صحرائے خارستان سے کہ دے گل و بار معنی لن ترانی و اہیات کہانی ہے قدم
نہ رکھیے مگر ممدوح والا نے کلام خانۂ مشکبار نہ سنا فرمایا کہ اب کیا ایسا تو نے مجھے سمجھا آخر
وہ بھی تو خوشہ چین خرمن فکر ہماری کا ہے ہو سکتا ہے کہ دامن امید کو اوسکے پر از گوہر
نصایح و اصلاح نکیا جائے لہذا قلم بھی ارشاد فیض بنیاد بجا لایا اور اوسیوقت یہ قطعہ
تاریخ زبان پر لایا جسکو بینے ہزارون افتخار سے زیب اپنے فسانے کا بنایا ہے کچھہ یا

قطعہ تاریخ سال تصنیف فسانہ مترشح ابر گہر بار یعنے خامۂ معجز نگار
حضرت اوستادی الاوستاد ناثر بیدیل ناظم جزیل جناب
منشی احمد حسین المتخلص بہ قمر ادام اللہ بقائہ

مو شگافکر جاہ محمد حسین	طلسمے رقم کرد با صد وقار

قمر از سر رسم تاریخ سال ۔ رقم زد بلسہ فصاحت شعار

پھر مجھے بھی ارشاد ہوا کہ تاریخ فسانہ درج کر دینے حاشیہ انشا ما دوش ہوش پر لکھا قطعہ درج کیا جسکو حضرت نے بھی پسند فرمایا کہ تین نے شاباش اندر عمت کا خلعت پایا جو مے سر جکایا

قطعہ تاریخ سال تصنیف ہیچمدان محمد حسین المتخلص بہ جاہ مؤلف افسانہ طلسم فصاحت خوشہ چین ارباب ہنر شاگرد منشی احمد حسین قمر

طلسم فصاحت کہی خوب جاہ ۔ پسند فصیحان ہمت بلند
ہوئی فضل ہجری میں تاریخ سال ۔ یہ ہو نثر رنگین کہو دل پسند

قطعہ تاریخ سال تصنیف از فکر بلند پرواز حضرت مخلص بے ریا محب باصدق و صفا صاحب بینش مورد ستایش غلام محمد خان صاحب متخلص بہ بینش زاد محبتہ

واہ تصنیف ہوا کیا ہی فسانہ کہ جسے ۔ دیکھکر مالک مطبع نے کیا ہے مطبوع
سال کا اسکے دھیان آیا بینش کو تو دل میں ۔ لکھی تاریخ زہی باغ طلسم مطبوع

قطعہ تاریخ سال تصنیف از خوش نگاری معرکہ آرائی سخن گستری مقدمۃ الجیش منشی فدا علی صاحب عرف اچھے صاحب متخلص بہ عیش زاد عنایتہ

طلسم فصاحت لکھا جاہ نے ۔ کہ اطلاق اوپر بلاغت کا ہے
پے سال تصنیف مجھسے کہا ۔ کہ باعث یہ ادنیٰ عنایت کا ہے
سنا سال بہزاد کے لب سے عیش ۔ سراپا مرقع فصاحت کا ہے

قطعہ تاریخ سال تصنیف از زبان خوش بیان مشفق مہربان

مرزا عاشق علی صاحب المتخلص بہ عاشق افسر عملہ سنگسازان مطبع اودھ اخبار وقار

جب ہوا ختم یہ طلسم فصیح — جاہ کا یہ فسانہ پُر افسون
کہی تاریخ اسکی عاشق نے — لکھ قلم ہے یہ دلکش مضمون

قطعہ تاریخ سال تصنیف از فکر مصنف بسال عیسوی

جب لکھا بیٹھے قصۂ الفت — خون دل کھاکے بس خدا ہے گواہ
بولا سن سنکے ہاتف غیبی — زہے بیرنگ باغ الفت جاہ

قطعہ تاریخ تصنیف سال از نتائج طبع خاکی وقار جناب میر نثار حسین صاحب متخلص بہ صابر شاگرد حکیم محمد علیخانصاحب المتخلص بہ مسیحا ادخلہ اللہ فی الجنان

سنائی جاہ نے جب یہ کہانی — کہا دل نے بہت اچھا بیان ہے
لکھو تاریخ تم بھی اسکی صابر — کہ اسمیں شاعر یکا امتحان ہے
سر انگشت سے لکھو یہ تاریخ — عجب رنگین دلکش داستان ہے

خاتمہ طبع بار اول جسکے ہر فقرے میں تاریخ سال طبع نکلتا ہے

طلسم فصاحت پسندیدہ کتاب ہے جملہ جملہ امینہ انتخاب ہے ہر فقرہ اساس سحر سامری
ہر حرف کارفرمائے دلبری ہر گفتار نہاد تمکینی استعارہ روح رنگینی کلام شیرین جلوہ
فروش عام سامعہ رفتہ از ہوش نثر سادہ پرکار بے بدل اصول ادا بے مثل و مثل
بیان اصل خاطر فریب حکایت صبوری ہزد و شکیب ربائی ادا پرداز گلستان
نگاہ دلطور دیبنده طرہ سنبل نشان بہار طبع بیانی شاطر مرصع زبانی اوج بیان و معانی

آنال سخندانی تصنیف شیرین کلام اقبال نامۂ نثر محمد حسین ۱۲ھ ۹۱ طبع لاجواب منشی نولکشور ۱۲ھ ۹۱ مین الطاف یزدان پاک سے طبع پذیر ہوا ۱۲ھ ۹۱ ترتیب رزنامی پریس کی تصویر ہو افقط ۱۲ھ ۹۱

جزاک اللہ فی الدارین خیرا

بتقریظ طبع ثانی ریختۂ ابر سیاہ کلک گہربار خامۂ معجز نگار حضرت ابو الفتح شمس الدین سلطان محمد علی نقی میرزا صفوی عرف صاحبجانم بہادر وارث ایران المتخلص بہ صادق دام اقبالہ و اجلالہ بالتوالی و التواتر

ستایش و نیایش منشی بدایع طراز حقیقی کی زبان انسان ضعیف البنیان کی کیا حقیقت جو ادا کر سکے اور لیاقت املا نگار دیوانگدۂ رسالت کی کسکی مجال ہے جس سے بیان ہو سکے فالماس کتل صعب المرور او وادی دراز و دور کے طے کرنے سے پانوں کھینچ کے شتاقون کو گمکردہ راہ این و آن یعنے صادق ہمدان مژدہ رسان ہے کہ افسانہ عجیب و داستان غریب جسکا ہر فقرہ نظر سنجیدگان مین دافع الحزن و زدن گری محشوقان چہار دہ سالہ کا رنگ دکھاتا ہے ہر کلمے پر جسکے ضمیر بیضا مینہ صافی گہرلن باندان و دقیقہ سنجان حسن و اتفاق کا پھڑک جاتا ہے خاطر حسرت ذخائر ارباب عشق و عاشقی آئینہ دار حیرتکدۂ ادعائے پر ضیاے مشتاقی اوسے دیکھکر حیران سے سنبلستان تحریر پر مجنون وار شیدا ہو کر پریشان ہے کحل الجواہر چشم تماشا بین مشتاقون کے دلکی تسکین لیلی کا بناؤ مجنون کے دلکار کھرکھاؤ عذرا کی راحت واسق کی چاہت نل کی غیرت دمن کی عزت اعنی طلسم فصاحت مصنفہ گل گلزار معانی بلبل شاخسار نکتہ دانی شناور بحر بے پایان علم و ہنر آسمان فصاحت کے اختر جگمگا بیان شاعرون کے دلکا چین منشی سید محمد حسن المتخلص بہ جاہ سخن پیا ہوئی فی الحال نظر ثانی مصنف کر دوبارہ تیار ہوا

لطافت تحریر پر دل ہر لیکہ کا مقر ہوا سبحان اللہ جہان مصنف ممدوح نے گلریزی گلشن کی
صفت باغ و دشت میں فرمائی ہے ۔ یعنی شعر یہ از گلزمین باغ فردوس بنائی ہے جہان کہیں زمرد کا
نقشہ دکھایا ہے حسینان جہان کو اپنے طرز تحریر پر لبھایا ہے معرکہ جنگ و جدال پر رستم دستان کی
روح نثار ہے صفحہ قرطاس میدان رزم و پیکار ہے ہو بہو تصویر ساری کھینچ دی ہے حاست
بنگ اسفندیار خامہ کی مدد سی تبلائی ہے جہان ہجر کی شکایت ہے عجب دلفریب نمک پاش جہان
روح حکایت ہے کہ ناظرین کو اوسکے دیکھنے سے دریائے اشک کی طغیانی ہے نرگسی چشمون کو انتظار
ین حیرانی ہے ایر حسرت و یاس ہر طرف چھایا ہے سرو قد ہر ایک بار الم سے جھکا ہے نخل حیات باد
مخالف ہجر سے خزان خوردہ ہے غنچہ دل صرصر فرقت سے پژمردہ ہے جس جگہ وصل کا بیان ہے
ئی طرح کا فرحت کا سامان ہے ہر فقرہ رنگین گلستان فصاحت کا تازہ گل ہے ہر طرف شور خندہ
ثنائی قلقل ہے ہر حرف دلچسپ گویا زبان بلبل ہے زہے ذہن ذکا و خبی طبع رسا اوس شہریار
قلیم سخن کی کہ جسنے ایسا باغ پر بہار خاطر مشتاقان حزین کے لیے لگایا ہے اپنا زور قلم اور طبیعت
کا رنگ دکھایا ہے **نظم**

دلچسپ یہ نثر کسقدر ہے	قربان جسپر دل و جگر ہے	
رونق دہ باغ کامرانی	گلدستۂ باغ خوش بیانی	
یہ نثر نہین ہے جعد سنبل	گرتے ہین جسمین پھول بالکل	
کیا طرز بیان ہے ماشاء اللہ	بھایا ہے ہر ایک دلکو واللہ	
فرق اسمین نہین ہے کچھ سر مو	سب اسمین بھرا ہوا ہے جادو	
دریا ہے بہا فصاحتون کا	منبع ہے یہی بلاغتون کا	
ایسی نثر یہ کچھ ہے زیبا	باتین کرے جیسے ماہ سیما	

مرغوب سخنوران عالم | محبوب [illegible]

اسکی صفت میں المختصر زبان نثار و ناظم قاصر ہے [illegible] سو الحمد للہ کہ یہ شاہد دلفریب سخن نے بار دوم مطبع نامی گرامی [illegible] بیر امید گاہ صغیر و کبیر قلمم

سر خیل سخنوران عالم ++	سر حلقہ نشینان عالم ++
سر دفتر سروران خوبان	سر طبقہ عالمان ذیشان
آرایش تخت ارجمندی	زیبایش تاج سربلندی

اعنی مشہور نزدیک و دور جناب منشی نولکشور میں طبع ہو کر مشتاقوں کو جلوہ گاہ کمال مصنف کا مدعا بر آیا مشتاقوں کا جو صاحب نکا صادق نے بھی خامہ تالف شمہ بر و محبت اوضحا قطعہ تاریخ طبع ثانی نظم کر دکھایا فقط

قطعہ تاریخ احقر العباد خاکپائے کاملان راسخ و فضایل مآب صاحب عالم متخلص بہ صادق

بہ فکر جاہ نکو سیرت و محب یہ مقام	سوا جو فضل الٰہی ہے یہ فسانہ تمام
بسال ہجری رم فکر مجھے مالف شد	کہا کہ لکھ جو دل کو کرکے تو گمنام
ز بہر خاطر رنگین و داستان دلکش	کہ جس کو دیکھ کہے کہنا بہار باغ کلام
۱۲۹۸ھ	

انتظام انطباع یہ ماہ جنوری ۱۸۸۱ء مطابق ماہ صفر ۱۲۹۸ھ ہجری